ولایت مین شامل نہین تہے۔

صوبجات والیشیا۔ و مالڈیویا۔ مکہ و مدینہ اور کردستان کے کئی علاقے اس شق مین داخل تہے۔ ان علاقون کے کردانی اپنے موروثی سرداروں کے ماتحت ہوتے تہے۔ اور سلطان کو سپاہیون کی مقررہ تعداد بہم پہنچاتے رہنے کے سواء اور سب طرح سے آزاد ہوتے تہے۔ ترکمانون کے کچھ اضلاع بہی اسی حیثیت سے سلطان کے ماتحت تہے۔ بربری ریاستون کے سلطانی گورنمنٹ سے اس وقت بہی وہی تعلقات تہے جو سلطان محمد چارم کے عہد کے حالات مین بیان ہوچکے ہین۔ وہ نہ تو قطعًا آزاد تہین اور نہ جیسا کہ چاہیئے سلطان کی فرمانبرداری کرتی تہین۔

اِن علاقون کی تفصیل سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ گو ہنگری۔ ٹرینسلوینیا۔ کریمیا اور بحیرہ اسود و آزاف کے شمالی صوبے سلطنت عثمانیہ کے قبضہ سے نکل گئے ہوئے تہے۔ لیکن پھر بہی اٹھارہوین صدی عیسوی کے ختم ہونیسے پہلے خاندان عثمانیہ ایسی وسیع سلطنت پر حکمران یا فرمانروائی کا دعویدار تہا کہ اگر اوسکی صرف قدرتی مواقع اور طبعی وسائل پیداوار پر ہی خیال کیا جائے تو بہی وہ دنیا کی وسیع اور متمول ترین سلطنتون مین شمار کئے جانے کے قابل تہی۔ مگر افسوس کہ مندرجہ بالا صوبون مین سے اکثر پہ سلطان سلیم کی حکومت برائے نام بہی نہین پائی جاتی تہی۔ اور تقریبًا کل سلطنت مین گورنران اور عمال کی سرکشی اور خودسری سے طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا تہا۔ اور رعایا پر ویسی ہی تباہی وارد ہو رہی تہی۔ جیسی کہ شاہی سطوت کی متذکرہ صدر کمزوری کیوجہ سے طبعًا ہونی چاہیئے تہی۔

وہابی مکہ و مدینہ کے سوا جن دونون شہرون کو وہ ابہی تک فتح نہین کرسکتے تہے۔ تقریبًا تمام جزیرہ عرب پر قابض ہو گئے ہوئے تہے۔ مصر مین گو قاہرہ کے قلعہ پر سلطانی علم لہرا رہا تہا۔ مگر مملوک سردار بالعالی اور اوس کے عمال کی کچھ حقیقت نہین سمجہتے تہے۔ شام مین کوہ لبنان کے متولی وروس اور فلسطین کے کوہستانی علاقہ کے قبایل عملی طور پر بالکل آزاد تہے۔ یہی حالت شمالی البانیا ایپائرس اور سولی علاقون کے قبیلون کی تہی۔ مانٹی نیگرو اور ہرزیگوینا مین بہی یہی نقشہ تہا۔ مالڈیویا۔ اور والیشیا گو بظاہر ٹرکی کو واپس مل گئے ہوئے تہے۔ مگر درحقیقت عثمانیون کے بجائے وہ زیادہ تر روسی اقتدار کے ماتحت تہی۔ بتوئی لحنت سے صرف وہی قومین جو مذہب معاشرت اور زبان مین ترکون سے متغائر تہین نہین بگڑی ہوئی تہین۔ بلکہ مسلمان رعایا مین سے بہی جو کافی زبردست ہو جاتے تہے۔ وہ بطور قاعدہ کلیہ نمائیشی اور زبانی فرمانبرداری کے سواء اور سب طرح سے مطلق العنان ہو جاتے۔ بغاوت اور خانہ جنگی بڑے بڑے پاشاؤن کا معمولی وطیرہ تہا۔ عکہ کے گورنر جزار پاشا نے خراج و محاصل دینے سے انکار کردیا۔ وہ سلطانی قاصدون کو کمال بیباکی سے قتل کرا دیتا۔ اور ہمسایہ علاقہ پر ہمیشہ جور و ظلم کرتا۔ لوگون نے اوسکا نام ہی جزار یعنی قصاب رکہدیا تہا۔ اخالزق اور طرابزون کے پاشاؤن کی بہی یہی کیفیت تہی۔ بغداد کے پاشا سے کئی برسون سے ایک حبہ شاہی خزانہ کو وصول نہ ہوا تہا۔ ویڈن مین مشہور پہلوان اوغلو نے کئی برس اودہم مچا رکہی۔ اور قریب و جوار کے علاقہ کو اجنبی دشمن کیطرح تاخت و تاراج کرتا رہا۔ یہ شخص اعیان ویڈن مین سے تہا۔ جنانچہ جانسی کیوقت اوسکا باپ بلاد

کر دیا گیا تہا۔ جسپر وہ حکومت سے بگڑ کر بلغانی علاقہ مین چلا گیا۔ اور آہستہ آہستہ وہان کے قزاقون کا جنہین قرجلی پکارا جاتا تھا۔ جم غفیر جمع کرکے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور پہر ویڈن پر قبضہ کرکے کل علاقہ مین اپنا سکہ بٹھا دیا۔ باب عالی نے کئی دفعہ اس کے مقابلہ پر فوجین بہیجین جو ناکام واپس لوٹتی رہین۔ اسپر ترکی گورنمنٹ نے اوسے تملق اور چاپلوسی سے قابو کرنا چاہا۔ مگر وہ اس تدبیر سے بھی راہ راست پر نہ آیا۔ اوسکا مزید ذکر صوبون کی بغاوت مین کیا جائیگا۔

پاشاؤن اور گورنرون کی خودسری کی یہ کیفیت تھی۔ جو بیان ہو چکی ہے۔ جب انتظام ایسا درہم برہم ہو تو ملک مین بدمنی کا ہونا کوئی نئی بات نہین ہو سکتی۔ کہین رعایا پاشاؤن کے ظلم سے تنگ آکر بغاوت کر رہی تہی۔ کہین ایک پاشا دوسرے سے لڑ رہا تہا۔ اور اکثر صوبون مین بدمعاشون نے دلیر ہو کر رعایا کا ناک مین دم کر رکہا تہا۔ ۸
الغرض ملک کی بربادی اور رعایا کی تباہی کے لیے کوئی ایسا سامان نہ تہا۔ جو موجود نہ ہو۔ خودسر پاشاؤن سے بڑھکر خوبی قسمت سے وہ پاشا جو مطیع فرمان تھے رعیت کی تباہی کا باعث ہو رہے تھے۔

یہ اوپر لکہا جا چکا ہے کہ چند مستثنیات کے علاوہ عام طور پر گورنر ایک سال کے لئے مقرر ہوتے تھے۔ اور یہ تقرریان عموماً رشوتون دیکر حاصل کیجاتی تہین۔ مگر ایسا بہت کم ہوتا تہا کہ جو شخص مصاحبین اور وزرا سے گورنری حاصل کرنیکی کوشش کیا کرتے تھے۔ وہ گہر سے متمول ہون۔ یا اپنے پاس اسقدر روپیہ رکہتے ہون جو عہدہ کی قیمت اور رشوتون کر دینے کیلئے کفالت کرے۔ وہ اس غرض کے لیئے بالعموم محلات کے کسی مالدار یونانی یا کسی ارمنی ساہوکار سے رقم مطلوبہ قرض لیا کرتے تھے۔ قرض دہندہ فی الحقیقت اس صوبہ کا جسپر اوس کا مقروض متعین ہو مرتہن ہو جاتا تہا۔ اور رہن بھی باقبضہ ہوتا تہا۔ کیونکہ لازمی طور پر اوسکا معتبر ایجنٹ سکرٹری کی حیثیت مین پاشا کے ساتھ جاتا تہا۔ اور بسا اوقات صوبہ کا واقعی حاکم یہی سکرٹری ہوتا تہا۔ یہ عموماً پایا گیا ہے کہ جب کبھی مفتوح قوم کے کسی فرد کو اپنے حاکمون کے ماتحت روپیہ کے زور سے کوئی طاقت حاصل ہو جائے۔ تو وہ فاتحین سے بڑھکر فاتح قوم کے ہم مذہب اور نیز اپنی ہمقوم رعیت پہ جور و ظلم کرتا ہے یہی کیفیت ان عیسائی ایجنٹو کی تہی جو کمال سنگدلی اور بیرحمی سے اپنا وطن اور اپنے بھائیون کا خون چوسا کرتے تھے۔ ہر سال عہدہ کی تجدید کراتے رہنے کی ضرورت پاشاؤن کو اس مالی غلامی سے آزاد نہین ہونے دیتی تہی۔ بعض اوقات باب عالی تقرری سے پہلے ہی تو مقرر شدہ گورنرون سے وعدہ لیا کرتا تہا کہ وہ کسی یونانی صراف یا ارمنی ساہوکار کی ضمانت داخل کرین کہ صوبہ کے محاصل وقت مقررہ پر بہیجے جاتے رہین گے۔ ایسے ان اضعاف ورمندون اور بدخلان ملک و قوم کو اور زیادہ اقتدار حاصل ہو جاتا تہا۔ وہ جب چاہتے ضمانت کو منسوخ کرکر پاشا کو برطرف کرا سکتے تھے۔ اور وہ اون کا یہ اتھہ اور ریعیت کی ستم رسیدہ گوشت پوست تہا۔ ان اور اسطرح کی اور خرابیون سے رعایا کا خون کمال بیدردی سے چوسا جاتا تہا۔ مگر خزانہ شاہی مین بہت ہی کم روپیہ داخل ہوتا تہا۔ ہر ایک ایجنٹ اور اوسکا ماتحت عملہ رعیت کے بدن پر تو سودخواری بے ایمانی۔ رشوت۔ جبر و ظلم الغرض ہر سلسلہ کا پورا ٹانک نہ چھوڑتے تھے لیکن وصولیون کا بڑا حصہ خود خورد برد کرکے اپنے سے بڑے منصبدارون کو حتی الامکان تہوڑی

سے تھوڑی رقم فرد وصولی مین دکھلاتے تھے۔ اعیان بھی عموماً پاشا کے ساتھ ان خرابیون مین شریک ہوتے تھے۔ حالانکہ اونکی تقرری کا قاعدہ محض اس لیئے نافذ کیا گیا تھا کہ وہ رعیت کو پاشا اور اس کے خوشامدیون کی ناجایز کارروائیون اور ستم سے محفوظ رکھنے کا کام دین۔ شاذ و نادر اگر کوئی اعیان متدین اور باحمیت ہوتا اور ان خرابیون مین شریک نہ ہوتا تو پاشا اور اوس کے مصاحبون کے پاس یہ بہترین علاج موجود تھا کہ کوئی جھوٹا الزام لگا کر اوسے قاضی کے روبرو پیش کر دیتے یہ قاعدہ کی بات ہو کر جب بدبختی آتی ہے تو سبکے سب ایک ہی رنگ مین رنگے جاتے ہین۔ قاضی صاحبان یعنی مجسٹریٹ بھی عموماً پاشاؤن کیطرح اپنے عہدون پر بذریعہ خرید متصرف اور اونہی جیسے ظالم اور خائن ہوتے تھے۔ چنانچہ قاضی صاحب فی الفور اس بیگناہ کو سزا دیدیتے۔ جس سے وہ رتبہ اعیانی سے برطرف ہو جاتا۔

اپنے اپنے علاقہ مین رعیت کی حیات و ممات پر گورنرون کو کامل اختیار حاصل تھا۔ ہر پاشا شاہی طمطراق سے اپنا دربار اور نیز حاضر باش لشکر قایم رکھتا تھا جن کے اخراجات کے لیئے بھی اوسے ہر وقت روپیہ کی ضرورت رہتی تھی جس ضرورت کو کامل اختیارات بآسانی پورا کر دیتے تھے۔ اونکی نگرانی اور خود سری کی روک تھام کے لیئے صرف مجلس اعیان ہی ہوتی تھی اور اس مجلس کے ارکان کی کیفیت اور منزلت لکھی جا چکی ہے حکومت کیطرف سے اگر محاصل باقاعدہ بھیجے جاتے رہین۔ تو اور کسی امر پر کبھی کچھ باز پرس نہین ہوتی تھی۔ اور نہ کبھی یہ پوچھا جاتا تھا کہ زر مسلہ کسطرح جمع کیا گیا ہے۔ ہان جب کبھی کسی صوبہ کی رعیت تنگ آکر شکایتین شروع کر دیتی اور عرصہ تک شکایتون اور فریادون کا سلسلہ قایم رہتا۔ اور ساتھ ہی وہ پاشا جس کی شکایت کیجا رہی ہو۔ دولتمند بھی ہو تو اوسوقت باب عالی گاہ گاہ کروٹ بدلنے پر آمادہ ہو جاتا۔ اور پاشا کو معزول کر دیا جاتا۔ مگر رعیت کی کوئی اشک شوئی نہ ہوتی۔ نہ اوس کے نقصانات کی کچھ تلافی کیجاتی۔ معزول پاشا عموماً قتل اور اس کا جمع جتھا سلطانی خزانہ مین داخل کر دیا جاتا۔ رعایا ویسی کی ویسی بیٹھی رہتی۔ بلکہ نئے گورنر کی تقرری سے بسا اوقات پہلے سے بھی زیادہ گرفتار بلا ہو جاتے کیونکہ معزول و مقتول پاشا تو کئی برسونکے خون چوس چوس کر خوب موٹا ہو گیا ہوتا تھا۔ اور اسے غالباً روپیہ کی پہلے جیسی ہوس نہین رہگئی ہوتی تھی۔ جس کے برعکس جدید گورنر کو ہوس ہی نہین روپیہ کی سخت احتیاج بھی ہوتی تھی۔

ادنےٰ عہدہ دارون بیگون اور آغاؤن کے اختیارات بھی قانوناً اور رواجاً اوسی قسم کے تھے جیسے کہ پاشاؤن کے فرق صرف اختیارات کے مدارج مین تھا۔ ان کے علاوہ کل سلطنت مین ایک اور قسم کے چھوٹے چھوٹے ظالمون کا لشکر بھرا پڑا تھا۔ یہ شخص ضلاع کے محاصل کے اجارہ دار تھے۔ جو چار چار یا پانچ پانچ دیہات کے یا ایک ایک پرگنہ کے سرکاری محاصل کا اجارہ مدت العمر یا چند برسون کے لیئے باب عالی سے حاصل کر لیا کرتے تھے۔ جو اجارے مدت العمر کے لیئے ہوتے تھے۔ وہ مقطع کہلاتے تھے اور میعادی اجارے التزامی۔ الترض اوسوقت ترکی رعایا پر وہی تباہی وارد ہو رہی تھی۔ جو دو ہزار برس پیشتر اپنی علاقون پر روما کی جمہوری ریاست کے انحطاط اور خرابی کے آخری دور مین پروقونصلون و گورنرون۔ یا دری پبلکنون (محصلون) کے ہاتھون

وارد ہوئی تھی۔

سیری ڈیل صاحب اپنی کتاب تاریخ روما مین اس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتے ہین "ہر دو قونصلون کے گرد جتھہ دارون کا ایک لشکر موجود رہتا تھا۔ جو سب کے سب اپنے لیئے دولت بٹورنے اور اپنے ساتھیون کی مدد کرنے مین مصروف رہتے تھے۔ خود ہر دو قونصلون کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے آپ کو اعلےٰ حکومت سے بالکل آزاد سمجھتے تھے۔ اور شتر بے مہار کیطرح اپنی سیہ کاریون مین مشغول رہتے تھے۔ وہ خود کو کسیطرح مرکزی گورنمنٹ کیطرف سے باز پرس کئے جانیکا مستوجب نہین سمجھتے تھے محاصل ارضی، خراج اور تمام دیگر ٹیکسون کے اجارے رومن ٹھیکہ دارون کو ملے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اون اشخاص مین سے ہوتے تھے جن کو وطن مین اعلےٰ ملکی عہدون پر فائز ہونے کے موقعے حاصل نہ ہوتے تھے۔ اور وہ اپنے اعلےٰ حکام صوبہ کی چشم پوشی اور روم کی مرکزی حکومت اور پبلک کی تباہ حالت سے دلیر ہو کر حکومت اور رعایا دونون کو یکسان اپنی مکروہ چالون اور دغا بازیون سے لوٹتے رہتے تھے۔"

جاگیری انتظام مین بے اندازہ خرابیان پیدا۔ اور بابعالی کی غفلت یا کمزوری سے سلطنت کے کئی اہم صوبون مین مختلف اقوام و مذاہب کی چھوٹی چھوٹی خود سر ریاستون کے قایم ہو جانے سے بھی سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور بدنسقی مین مخاصمت بے حساب اضافہ ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان سلیمان کے عہد کے حالات مین جبکہ ترکی سلطنت کا آفتاب اقبال نصف النہار پر پہونچ گیا تھا جاگیری طریقہ کا مفصل ذکر ہو چکا ہے جس مین وہ اسباب بھی بتا دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے ترکی سلطنت مین اس طریقہ سے وہ خرابیان پیدا نہین ہو سکی تہین جو زمانہ وسطیٰ مین تقریباً تمام عیسائی سلطنتون مین پہیل گئی ہوئی تہین۔ سنہ زمانہ مذکور مین یورپ مین بجلہ یہی طریق مروج تھا۔ مگر اس کی بندشین کچھ ایسے ڈہیلے پڑ گئے تھے کہ ہر جاگیردار بجائے خود بادشاہ بن کر اپنے آقائے نعمت کا رقیب اور اپنے علاقہ کی رعایا کے لیئے وبال جان ہو گیا ہوا تھا۔ امتداد زمانہ سے ترکی طریق جاگیرداری مین بھی آخر یہی خرابیان پیدا ہو گئین۔ اور اٹھارہوین صدی تک پہلا نقشہ بالکل ہی بدل گیا۔ کل ملک اور خاصکر ایشیائی مقبوضات مین ہزارون موروثی جاگیردار موجود ہو گئے ہوئے تھے وہ اپنے آپ کو عموماً درہ بک و آغایان یا مالکان درہ بائے، کے خطاب سے موسوم کرتے تھے۔ اور اونکی بادشاہ سے تمرد و سرکشی و نافرمانی اور ماتحتون پر جور و ظلم کرنے سے ملک مین وہی تمیم برائیان اور خرابیان پیدا ہو گئی تہین جو چند صدی پیشتر جرمنی اور فرانس مین بیرنون اور نائیٹون کی طفیل اور ہندوستان مین انگریزی سلطنت کے ابتدائی دور دورہ مین طوائف الملوکی کی وجہ سے برپا ہو رہی تہین۔ یہ جاگیردار زبانی اور نام نہاد طور پر سلطان اور اوسکے گورنر کی اطاعت کو مانتے رہنے سے انکار نہین کرتے تھے۔ لیکن یہ کسی سرکاری عہدہ دار کی مجال نہ تھی کہ جاگیردار کے قلعہ مین داخل ہو کر کسی سرکاری حکم کی تعمیل کرا سکے۔ اگر کوئی افسر ایسا کرنے کی جرأت کرتا تو اوس کے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو جرمنی کے قیصر فریڈرک ثالث کے قاصد کے ساتھ دریائے ڈینوب کے علاقہ کے کسی جرمن بیرن کے قلعہ مین۔ یا چارلس سادہ لوح بادشاہ فرانس، کے

ایلچی کے ساتھہ فرانس کے صوبہ برٹینی یا رومن مین کیا جاتا۔

بقول کریسی اس زمانہ مین جو بیشک کمال ابتری و طوائف الملوکی کا زمانہ تہا جو چھوٹی چھوٹی مقامی طاقتین (جاگیردار و محصل و عہدہ دار وغیرہ وغیرہ) ایک دوسرے کے ساتھہ اور مرکزی حکومت سے برسر جنگ تہین اونکی نوعیت اور شمار کا پورا پورا بیان ناظرین کو بتانا تقریبًا ناممکن ہے۔ ایک انگریز سیاح سر جان کم ہاب ہوس نے جو بعد مین لارڈ بروٹن ہوگیا تہا گذشتہ صدی کے خاتمہ سے چند سال بعد صوبہ البانیا کے جو چشمدید حالات بیان کئے ہین۔ وہ دوسرے صوبون کی حالت کو اندازہ کرنے کے لیئے بہ خوبی مثال کا کام دیسکتے ہین۔ اوس کا بیان ہے کہ "البانیا مین تقریبًا ہر قسم کی طرز حکومت کا نمونہ پایا جاتا ہے۔ بعض ضلاع اور قصبون پر ایک شخص جسکو بالا باشی یا کپتان کا خطاب ملا ہوتا ہے حکمران ہے۔ بعض جگہ قوم کے بڑے حکمران ہین۔ اور کئی مقامات مین باشندے کسیکی ماتحت نہین۔ ہر ایک آدمی اپنے خاندان کا بادشاہ ہے۔ بعض جگہ کسی طرح کی حکومت نہین۔ اور اگرچہ وہان بظاہر کوئی بدمنی نظر نہین آتی۔ مگر یہ حق الامر ہے کہ وہان کوئی حکمران موجود نہین ہماری سیاحت کیوقت آرگیرو کستروکے قصبہ عظیم مین یہی کیفیت تھی۔ اکثر حصص مین آغا یا بک اپنے اپنے علاقہ کے خود مختار حکمران ہین۔ باب عالی کی جس نے عثمانیہ عظمت کے زمانہ مین ملک کو متعدد چھوٹے چھوٹے صوبون اور ضلعون مین منقسم کیا تہا۔ بہت کم پروا کی جاتی ہے۔ اور اس نے صوبون کی جو حدود مقرر کی تہین۔ وہ نسیًا منسیًا ہوگئی اور ان مین گڑبڑ پڑگئی ہو ہے "

قسطنطنیہ مین مرکزی حکومت کا جو کچھہ شائبہ موجود تھا اوس مین بدستور فوجی اور ملکی معاملات مین وزیر عظم سلطان کا اعلٰے مشیر اور افسر۔ اور مفتی علماء کے اعلیٰ افسر کی حیثیت سے سلطان کے بعد[1] جو بحیثیت خلیفہ تمام سنی مسلمانون کا مذہبی مقتدا اور سردار تھا اور ہے "اعلٰے ترین مذہبی افسر تہا۔ وزیراعظم کے ماتحت قایمقام یعنی نایب صدر اعظم کے علاوہ قایہ بک ایک افسر ہوتا تہا۔ جو داخلیہ و نیز فوجی صیغون کا نگران ہوتا تہا۔ صیغہ خارجیہ رئیس آفندی کی تحویل مین ہوتا تہا چاوش باشی وزیر اعظم کی عدالت کا نایب میر مجلس و پایۂ تخت کی پولیس کے اعلٰے افسر کا خطاب تہا۔ دربار کا اعلٰے مارشل بھی یہی عہدہ دار ہوا کرتا تہا۔ ہر ایک صیغہ کے لیئے متعدد نشانجی (سکرٹری) ہوتے تھے صیغہ مال مین کئی دفتر دار یعنی محاسب مقرر تھے۔ ان کے علاوہ گورنمنٹ کے مختلف صیغون اور شاہی دربار مین ایشیائی شاہی درباروں کیطرح ہزارون چھوٹے بڑے اور عہدے تھے۔ جنکی تعداد زوال پذیر سلطنتون مین زوال کے ساتھہ ساتھہ عمومًا بڑہتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ زوال عمومًا بادشاہون کے عیش و عشرت مین پڑجانے سے شروع ہوجاتا ہے۔ اور اسی عیش عشرت کیوجہ سے نئے نئے سامانون اور نئے نئے رنگ کے آدمیون اور مصاحبون کا جمگھٹا بڑہتا جاتا ہے۔

اب عمومًا دیوان[2] قیصری چھہ ہفتون مین ایک دفعہ سے زیادہ منعقد نہین ہوا کرتا تہا۔ البتہ صدر اعظم کے معمولی دیوان کا

[1] یہ الفاظ سر ایڈ ورڈ کریسی کے ہین۔ دیکھو اونکی تاریخ صفحہ ۴۱۵۔ مؤلف [2] سلطنت کی اعلیٰ مجلس شورے کا نام دیوان

اکثر ہوتا رہتا تہا۔ یہ دیوان مجلس عدالت کا بہی کام دیا کرتا تھا۔ اور اس مین وزیر کے علاوہ قپودان پاشا۔ دونون قاضی عسکر اور نشانجی و دفترسوار شامل ہوتے تھے۔ اہم معاملات پر غور کرنے کے لیئے بڑی کونسل طلب کیجاتی تہی۔ اسمین تقریباً چالیس ممبر یعنی سلطنت کے تمام طبقون کے اعلے افسر اور مقتدا شامل ہوتے تہے۔ اشد ضرورت کیوقت جب فی الفور کسی اہم ترین معاملہ کا تصفیہ کرنا ہو تو دیوان ایستادہ منعقد کیا جاتا تہا اور اس مین ارکان دیوان بیٹھنے کے بغیر کہڑے ہو کر معاملہ زیر بحث پر غور و فکر اور مباحثہ کرتے تہے۔

علماء اور بالخصوص مفتی یعنی شیخ الاسلام کی طاقت بہ نسبت سابق بہت بڑھ گئی تہی۔ اور ابہی بڑھتی چلی جا رہی تہی۔ یہی کیفیت املاک اوقاف کی تہی جن کی مقدار بہت بڑھ گئی ہوئی تہی۔ سلطنت کے املاک ارضی و عمارتی کے حصہ کثیر کو وقف ہو جانے دینا اغراض مملکت اور خزانہ شاہی کے لیئے گو بلا شبہہ مستحسن امر نہ تہا۔ مگر مالکان جایداد یہ کارروائی عموماً ان خرابیون سے کسیقدر بچے رہنے کے لیئے جو کمال بدانتظامی کیحالت مین ترکی کے مالکان املاک پر وارد ہوا کرتی تہین کرتے تہے۔ اور نہ فقط شخصی جایدادین بلکہ سالم ضلع کے ضلع اور شہر کے شہر مساجد اور دیگر مذہبی کامون (خانقاہ و مدارس وغیرہ وغیرہ) کے ملک مین داخل ہو گئے ہوئے تہے۔ اور اون کے متصرف و قابض حسب شرایط وقف لگان یا کرایہ دینے سے بالعموم خفیف ہوتا تہا۔ بلا فکر قابض و دخیل رہتے چلے جاتے تہے۔ اور شاہی حکومت کے ٹیکسون اور مقامی اہلکارون کی دستبرد دونون سے محفوظ رہتے تہے۔ یہی مراعات اون اضلاع کے باشندون کو حاصل تہین جو والدہ سلطان اور دیگر بڑے بڑے اشخاص کی خاص ملکیت تہے۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے پرگنے بہی تہے جہانکی عیسائی رعایا قدیم رواج یا شاہی سند کے روسے فاتح قوم کی مداخلت سے بالکل مصئون تہی۔ اور جہان ہر ایک ترک کو رہائش اختیار کرنے کی قطعی ممانعت تہی اوس زمانہ مین جو تہوڑی بہت تجارتی رونق اور دولت ترکی مین پائی جاتی تہی۔ وہ ایسی ہی رعایتی علاقون کی موجودگی اور اس خاص استحقاق کیوجہ سے تہی۔ جو غیر ملک کی رعایا کو اپنے ہی ملک کے قوانین اور قونصلون کے ماتحت رہنے کا حاصل تہا۔ مزید برآن کبہی کبہی کوئی منصف مزاج اور قابل شخص بہی گورنری پر مامور ہو جاتے تہے۔ اور وہ کئی خرابیون کا حتے الوسع انسداد کر دیتے تہے۔ اور کبہی کبہی ایسے جابر گورنر ہو جاتے تہے جو اپنے سوا کسی اور فرد کو اپنے علاقہ مین کسطرح کی زیادتی نہ کرنے دیتے تہے۔ اور خطاکار کو عبرت بخش سزا دیا کرتے تہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص خواہ کیسا ہی ظالم دل اور قسی القلب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۳) تہا۔ جس مین سلطان کی عدم موجودگی مین صدر اعظم میر مجلس ہوتا تہا۔ دیگر وزراء اور قاضی عسکر میر مجلس کے دائین ہاتہ اور دفترسوار و نشانجی بائین ہاتہ نشست کرتے تہے۔ اور تسکرجی جن کے ذمہ ہر محکمہ کے حالات عرض کرنے کا کام سپرد ہوتا تہا صدر اعظم کے سامنے کہڑے ہوتے تہے۔ رئیس آفندی۔ اعلے حاجب اور اعلے مشیر کے علاوہ دربار کے کئی اور اہلکار بہی دیوان مین شریک ہوتے تہے۔ وزیر اعظم بشرط ضرورت اپنے محل مین بہی دیوان کا اجلاس کر سکتا تہا۔ اور مہر سلطانی ہمیشہ اوسکی تحویل مین رہتی تہی۔ مؤلف +

ہو رعایا کو ہر علاقہ پر ایک حاکم سختی نہین پہنچ سکتی جیسی کہ ہزارون کے ظلم وستم سے۔ خواہ وہ کیسی ہی تھوڑی تھوڑی مقدار مین کیون نہ کیا جائے۔

ان معاملات کو چھوڑ کر جب سلطنت کے اوس شعبہ کی طرف توجہ کی جائے جس سے اندرونی باغیون یا اجنبی حملہ آورون کے مقابلہ پر سلطان کی حکومت قایم رکھی جاسکتی تہی۔ تو اوسے ایسی ابتر حالت مین پایا جائے گا کہ اوسے دیکھکر اس بات پر تعجب نہین ہوگا۔ عیسائی طاقتین کسطرح ٹرکی پر فتوحات حاصل کررہی تہین۔ بلکہ اسبات پر کہ روسی اور آسٹروی اتنک اوس کا قطعی قلع قمع کرنے مین کیون کامیاب نہ ہوئے۔

انگریز مورخ تھارنٹن اپنی تاریخ مین جو ۱۸۰۷ء مین شایع کی گئی تھی۔ ترکی افواج کی دو بڑی اقسام تحریر کرتا ہے ایک تنخواہ دار تہی جسے کاپو قلی دغلامان باب عالی پکارا جاتا تہا۔ اور دوسری بلا تنخواہ جو طوپراقلی کہلاتی تہی۔ تنخواہ دار فوج مین سب سے زبردست اور کثیر التعداد ینگچریون کا دستہ تہا۔ اس فوج کے قیام وعروج و سرکشی کے حالات پہلے مفصل بیان ہو چکے ہین کہ کسطرح دوم عثمانیہ سلطان ارخان کے عہد مین وزیر علاؤالدین اور قرا خلیل جندرلی کی صلاح سے اوسے قایم کیا گیا سلطان محمد فاتح اور سلطان سلیمان صاحبقران کے عہد مین اونکی تعداد۔ باقاعدہ نظام اور طاقت مین کیسا اضافہ ہوا بعد ازان اُن مین کسطرح خودسری کی بری عادت راسخ ہوتی چلی گئی۔ آئندہ عیسائی لڑکون کا حسب دستور قدیم اس فوج مین بھرتی کیے جانیکا طریقہ اب متروک العمل ہوگیا۔ اور مسلمان ہی اس مین بھرتی ہونے لگ گئے۔ اور کسطرح اوس کی تعداد بے اندازہ بڑھتی گئی۔ اور پھر ینگچریون کے مختلف پیشے اختیار کرلینے سے کسطرح اس فوج کی جنگی طاقت اور قابلیت مین کمی ہوگئی تہی۔ اٹھارھوین صدی کے خاتمہ پر ینگچری فوج کے رجسٹر مین ڈیرہ لاکھ نام درج تھے جو سلطنت کے مختلف شہرون مین رہایش پذیر تھے۔ اور وہان فوجی اکھڑ اور حکومت کیوجہ سے کسیکی کچھ حقیقت نہین سمجھتے تھے۔ اور جہان ساتھ ہی وہ فوجی کامون کو چھوڑ کر مختلف پیشون مین مصروف تھے۔ ڈیڑہ لاکھ کی تعداد کچھ کم نہین۔ مگر اکثر لوگ اون مراعات کے باعث جو ینگچریون کو حاصل تہین۔ بدنیتی سے اپنا نام درج رجسٹر کرا دیتے تھے۔ اور سپاہیانہ قابلیت پیدا کرنے کا کبھی نام تک نہین لیتے تھے۔ پس لڑائی کے وقت اوسیقدر آدمیون کے جو درج رجسٹر ہے، حاضر ہو جانے کی کبھی توقع نہین ہوسکتی تہی۔ خود ینگچری سپاہی کئی ناقابل اور بالکل نکمے اشخاص کے نام طرح طرح کی دہوکہ بازیون سے رجسٹر مین درج کرا دیتے تھے۔ اور افسرون کی بد دیانتی سے کوئی سیاقت لگی ہوئی تہی ہزارون ایسے شخص رجسٹرون مین درج ہوتے تھے۔ جو برسون کے مرچکے ہوتے تھے۔ اور انکی تنخواہ افسر خود ہضم کرتے رہتے تھے تاہم ینگچریون کا ایسا مضبوط جتھا ملک مین موجود ہو گیا تہا جسپر سلطان [illegible] بڑی وقعت اور ہیبت حاصل تہی۔ وہ بڑے متعصب مسلمان تھے۔ اور چونکہ اونہین علم تہا کہ سلاطین اس فوج کو [illegible] دیکھتے ہین اپنی طرف سے خوب ہشیار رہتے تھے۔ اور نظام ملک مین اگر ذرہ سی اصلاح بھی کیجاتی تہی تو اوسے نفرت اور شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ اگر رعایا پر سختی کرتے یا بالادست حکام اور حکومت کے برخلاف جب دل چاہتا بغاوت کردینے کے جو آفاق

اونھون نے خود ہی اپنے لیے قایم کر لیے ہوئے تھے۔ اگر ان مین خفیف سی مداخلت اور دست اندازی ہوتی تو شبہ ہوجاتا تو وہ سب متفق ہو کر برسر فساد ہو جاتے۔

ینگچریون کے علاوہ تنخواہ دار فوج مین ایک دستہ توپچیون کا تھا۔ اونکی تعداد تیس ہزار درج رجسٹر تھی۔ وہ بھی ینگچریون کیطرح سلطنت کے بڑے بڑے شہرون مین بکھرے ہوئے تھے۔ اور اس بات کے پابند تھے کہ حکم ملتے ہی اپنی اپنی پلٹنون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائین۔ قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے شاہی محلات کے باغبان برابر پہلے کیطرح مسلح رکھے جاتے تھے۔ اور انکی جمعیت کو بھی کم نہین ہونے دیا جاتا تھا۔ یہ ایکطرح سے سلطان کے باڈی گارڈ (ذاتی محافظین) کا کام دیتے تھے۔ ان تین بڑے دستون کے علاوہ باقاعدہ فوج پیدل کے اور بھی کئی چھوٹے چھوٹے دستے تھے۔ سپاہیون اور سلحدارون کے پرانے رسالے بھی بدستور قایم تھے۔ مگر انکی تعداد اور قابلیت مین بہت کمی ہو گئی ہوئی تھی۔ بیقاعدہ فوج یعنی طور پر اصلی مین زیادہ تر اون جاگیردارون کے دستے ہوتے تھے۔ جن کو بہم پہونچانیکا تیمارون اور زعامتون کے قابضین نے ذمہ لیا ہوا تھا۔ مگر جاگیری طریقہ کی متذکرہ صدر خرابیون کی وجہ سے ان دستون کی جمعیت کی نسبت یقین کے ساتھ نہین کہا جا سکتا تھا کہ وہ کسقدر ہوگی۔ اس کے علاوہ اونمین فوجی قابلیت تقریبًا نابید ہو گئی ہوئی تھی۔ اور اون مین سے جو میدان جنگ مین پہونچ گئے ہوں انپر بھی یہ بھروسہ نہین ہو سکتا تھا کہ وہ محاربہ کے خاتمہ تک موجود رہین گے۔ بھاگ نہین جائین گے۔

ان قسمون کے علاوہ ایک اور قسم تھی جس کا نام میری عسکری تھا۔ یہ لوگ عین لڑائی کے موقعہ پر بھرتی کیئے جاتے تھے اور جب تک میدان جنگ مین رہین تنخواہ پایا کرتے تھے۔ جب کسی ترکی شہر کا محاصرہ ہو جاتا تھا۔ تو دوران محاصرہ مین کام دینے کے لیے بطور قومی محافظین تمام مسلمان مردون کو مسلح کر دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ یرلی نفرت کہلاتے تھے ان کے علاوہ جو دیگر بیقاعدہ مجاہدین ترکی فوج مین شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اونہین جند اللہ، پکارا جاتا تھا۔ متذکرہ بالا سلطانی افواج باقاعدہ کے علاوہ ہر صوبہ مین ایک علحدہ علحدہ فوجی دستہ بھی ہوتا تھا اون کے سپاہی صراطقی کہلاتے تھے۔ اور اونکو صوبون کے پاشا خود بھرتی کرتے اور اپنے پاس سے تنخواہ دیتے تھے اونکو ہر وقت حاضر باش نہ رہنا پڑتا تھا بلکہ لڑائی کے وقت یا جب لشکر صوبہ مذکور سے گذر رہا ہو طلب کیئے جاتے تھے۔ انکی تین قسمیں تھین۔ ایک آذاب یا پائونیر جن کا کام سڑکون کو صاف کرنا تھا۔ دوسرے لاگون جی یعنی سرنگ بنانیوالے اور تیسرے حصاری جو توپ خانہ کے کام مین توپچیون کو مدد دیا کرتے تھے۔

بعض اوقات اور بالخصوص محاربہ کے آغاز مین ان اقسام مین سے کثیر التعداد فوجین عثمانیہ جھنڈون کے نیچے جمع ہو جایا کرتی تھین جنگ کے شروع ہونے پر بالعموم تین لاکھ سپاہی میدان جنگ کو بھیج سکتا تھا۔ اور اگر لڑائی مین فتح و نصرت حاصل ہو تو پھر مجاہدین اور رنگروٹون کی کوئی کمی نہین رہ جاتی۔ مگر اس جم غفیر کا بڑا حصہ بعض بیقاعدہ سپاہی ہوتے تھے۔ جو فوجی نظام اور تجربہ سے بالکل ناآشنا ہوتے تھے۔ اور سرکاری طور پر بھی چند مہینون سے زیادہ خدمت کرنیکے

شاذ و نادر ہی بھرتی کیے جاتے تھے۔ چنانچہ فوج کو پہلی شکست ہوتے ہی وہ ہزاروں کی تعداد میں کیمپ سے بھاگ جاتے اور راستہ میں دوست دشمن اور عیسائی مسلمان دونوں کے دیہات کو یکساں لوٹتے کھسوٹتے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ البتہ مورچوں اور فصیلوں کے پیچھے اور ناہموار علاقہ کی بکھری ہوئی لڑائیوں میں غیر قواعد دان ترک کی بھی طبعی شجاعت اپنا جوہر دکھا جاتی۔ تلوار کا استعمال اونکو بچپن سے سکھایا جاتا تھا جو ایسے موقعہ پر دشمن کے مقابلہ پر اونہیں خوب کام دیتا ترکی سواروں کی شجاعت بھی کچھ کم قابل تعریف نہ تھی۔ وہ ایسی خطرناک زمین پر سے جس پر سے گذرنے کی دنیا میں شاید ہی کوئی اور فوج سواروں کی کبھی جرأت کرے گذر کر دشمن پر کمال تیزی سے حملہ کرتے تھے۔ اور اگر اوس وقت غنیم اون کے حملہ کو روکنے کے لیے تیار نہ ہو یا اوس کے پاؤں اکھڑ گئے ہوں تو اوس کی تباہی میں کوئی شک نہیں رہ جاتا تھا۔ مگر اس طبعی شجاعت اور تہور کے باوجود یورپین افواج کے باقاعدہ انتظام اور ماہرانہ نقل و حرکت کے مقابلہ پر ترکی فوج جیسا کہ نپولین اعظم نے ایک دفعہ کہا تھا خود سر بلوائیوں کا ایک گروہ معلوم ہوتی تھی۔ دو صریح اور مگر مسلم الثبوت امر اس خرابی کی کنہ صاف صاف بتا رہے ہیں۔ اول یہ کہ سپاہیوں کے پاس ایک ہی جیسے ہتھیار نہ ہوتے تھے۔ اور دوم وہ فوجی قواعد کے نام و نشان سے بھی ناواقف ہوا کرتے تھے۔ فوج پیدل یا کیولری کسی کے لیے کوئی قاعدہ نہ تھا کہ ان میں فلاں ہتھیار استعمال کیا جائے۔ نہ ان فوجوں کو کمپنیوں اور پلٹنوں میں منقسم کرکے کبھی قواعد سکھائی جاتی تھی۔ اور وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کمپنی یا پلٹن کو کس طرح میدان جنگ پر ایک ساتھ رخ بدلنا چاہیے۔ ہر ایک سپاہی اپنی حسب پسند ہتھیار رکھتا تھا۔ اور لڑائی شروع ہونے پر ہر ایک جس طرح سے چاہتا تھا۔ لڑائی کرتا تھا۔ چنانچہ فرنچ جنرل بوایر اوس وقت کے ترکی سپاہیوں کی نسبت یہ رائے تحریر کرتا ہے۔

"اون میں کوئی نظم۔ باقاعدگی یا ثبات موجود نہ تھا۔ وہ پلٹنوں میں صف آرا ہو کر کوچ کرنا تک نہیں جانتے تھے۔ اور بے ترتیب ٹولیوں میں آگے بڑھ کر وحشیانہ شور اور تیزی کے ساتھ یکبارگی غنیم پر ٹوٹ پڑتے تھے"

ترکی افواج میں قدیم سے یہ قاعدہ مروج تھا کہ سپاہیوں کو غنیم کی سپاہیوں کے سر کاٹ کر سر عسکر کے خیمے کے سامنے لانے پر انعام ملا کرتا تھا۔ فی سر ایک خاص رقم مقرر تھی۔ جس سے سپاہی کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ جہاں تک ہو سکے مقتول اعداء کے زیادہ سر کاٹے۔

چنانچہ ترکی سپاہیوں کے ایک دوسرے سے جدا ہو جانے اور ایک دوسرے کی مدد کی پروا نہ کرنے کا لڑائی میں ایک بہت بڑا باعث یہ وحشیانہ رسم بھی تھی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ لڑائی کے ابتدائی مرحلہ میں ترکوں کو غنیم پر غلبہ حاصل ہو گیا مگر سپاہی غنیم کا تعاقب کرنے اور اپنے غلبہ کو قائم رکھنے کی بجائے مقتولین کے سر کاٹنے اور جمع کرنے کے لیے ادہر اودہر بکھر گئے جس سے دشمن کو سنبھلنے کا موقعہ ملگیا اور اوس نے حملہ کر کے شکست کو فتح سے بدل دیا۔

بحری فوج کی حالت غازی حسن اور اوس کے جانشین قپودان پاشا حسین کے عہد میں باوجود بڑی ترقی کے

بھی ابتر ہو رہی تھی۔

الغرض سلطنت کے ہر شعبہ کی حالت ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ اگر یہ کہا جائے کہ گذشتہ صدی کے خاتمہ کے قریب یعنی آج سے ایک سو برس پہلے سلطنت عثمانیہ کمال انحطاط کے درجہ پر پہونچ گئی تھی۔ تو اوس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں ہوگا۔ مگر سلطان سلیم مرحوم کی اصلاحات سے ترکی تاریخ کا نیا دور شروع ہو گیا۔ یہ بالکل درست ہے کہ اسوقت سے بعد بھی ٹرکی کو کئی سخت زکین اوٹھانی پڑی ہیں۔ اوس میں بے شمار بغاوتیں ہو چکی ہیں۔ بلکہ ابھی تک ہو رہی ہیں۔ اور اس کے قبضے سے کئی زرخیز صوبے اور نکل گئے ہیں۔ اور اس کی کئی فوجیں اور بیڑے تباہ ہو چکے ہیں۔ مگر ان سب باتون کے باوجود اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اوسوقت سے ٹرکی کے فرمانروایون اور اس کے مدبرون مین ایک نئی روح سرایت کر گئی ہوئی ہے۔ اوس کا عمل اگرچہ کئی دفعہ رک گیا ہے۔ مگر وہ معدوم کبھی نہیں ہوئی۔ اور اس نے گو ٹرکی کا آخر انجام کچھ ہی ہو پچھلی صدی کے مورخین دولنی وغیرہ کی ان پیشینگوئیون کو جن کے عنقریب پورا ہو جانے کا وہ بااصرار دعوے کرتے تھے۔ بالکل جھٹلا دیا ہے۔ دولنی کے الفاظ حسب ذیل ہے۔

"سلطان رعایا کی جہالت سے متاثر ہو کر اوسی کیسا جاہل رہیگا۔ اور اپنے محل میں بند رہکر گلتا ٹرتا رہیگا عورتین اور خواجہ سرا بدستور سرکاری عہدون اور منصبون پر اپنے منظوران نظر اور لونڈون وغیرہ کو مقرر کرتا ہے۔ گورنریان علانیہ فروخت کرتے رہیں گے۔ پاشا بدستور رعایا کو لوٹتے گھسوٹتے اور صوبون کو قلاش محض بناتے رہین گے۔ دیوان اپنے اوسی تکبر تعصب اور جہالت مین غرق رہیگا۔ رعایا اسیطرح تعصب اور مذہبی خبط سے مشتعل ہوتی رہیگی۔ اور جرنیل بدستور نالایقی اور ناقابلیت کے ساتھ محاربات کرتے اور شکستین اوٹھاتے رہین گے حتی کہ اس سلطنت کی بیڈول اور متضاد عناصر سے بنی ہوئی عمارت بیخ و بن سے ہلجائے گی۔ اوس کا مرکز ثقل قائم نہین رہیگا۔ وہ اڑا اڑا دہم زمین پر آرہے گی۔ اور کل دنیا اس جدید عظیم الشان کھنڈر کو دیکھکر ششدر رہجائے گی"

سر گریسی اسپر ریمارک کرتے ہین کہ ۱۷۳۲ء مین سر طامس رو نے بھی ایسی ہی پیشینگوئی کی تھی۔ اور ہمارے زمانہ کے کئی جنونی بھی یہی پیشینگوئیان کرتے رہتے ہین۔ مگر جسطرح رو کا قیاس پونے تین سو برس کے عرصہ مین اور دولنی کا قیاس ایک سو برس کے اندر بھی پورا نہین اُترا۔ اسیطرح زمانہ حال کے سودائیون کی بھی اس کا حشر ہوگا۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن اشخاص کے جلد مرجانیکا سب کو یقین ہوتا ہے وہ عموماً بہت دیر تک زندہ رہتے ہین۔ یہی کیفیت بسا اوقات اون سلطنتون کی ہوتی ہے جن کی نسبت ایسے ہی اندیشے ظاہر کیے جاتے ہون۔ خاصکر ایسی صورت مین جب کہ یہ اندیشے اونکو متنبہ کر کے باخبر اور ہوشیار رہنا دین۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ان اندیشون دشمنون چالون اور گذشتہ واقعات نے ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کو بائیس برسون سے جن کی ذات والا صفات تخت خلافت رونق حاصل

کر رہا ہے۔ بخوبی ہوشیار اور متنبہ کر دیا ہوا ہے۔ اور وہ ان خطرات کے مقابلہ کے لیئے ہر طرح سے تیار ہو گئے ہوئے ہین اور برابر تیار ہو رہے ہین

باب دوازدہم (۱۲)

سلیم کی اصلاحات۔ افواج جدیدہ۔ نپولین کی فوجکشی مصر پر ٹرکی اور فرانس مین جنگ۔ روس اور انگلستان سے اتحاد۔ شام و عکہ کی حفاظت۔ فرینچ افواج کی واپسی مصر سے۔ یوروپین دول کی مصالحت عامہ۔ سرویا مین مشکلات کی ابتداء۔ خودسر جاگیردار۔ قراجارج۔ روس و انگلستان سے جنگ۔ انگلستان کے نقصانات۔ روس سے التوائے جنگ سلیم ثالث کا عزل مصطفیٰ چہارم کی تخت نشینی۔ بیرقدار کا مصطفیٰ کو معزول کرنا سلطان محمود ثانی کی تخت نشینی۔ بیرقدار کی شہادت ینگچریونکی شہادت۔ ینگچریونکی ظفریابی و انطاہر اصلاحات کا خاتمہ۔ روس سے محاربہ کا پھر شروع ہونا۔ انفصال

معاہدہ جاسی سے روسی محاربہ سے فرصت ملجانے اور زارینہ کیتھراین کے عہد نامہ مذکورہ کے بعد جلد فوت ہو جانے سے عنقریب ہی پھر روس سے لڑائی چھڑ جانے کا اندیشہ نہ رہ جانے سے سلیم کو اندرونی اصلاح کے مشکل اور خطرناک کام کے لیئے فرصت مل گئی۔ اور وہ پوری ہمت سے اس کٹھن فرض کے سرانجام مین مصروف ہو گیا۔ اُن بیشمار خرابیونکی بیخکنی کے لیئے جنہون نے سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کر رکھا تھا اُوس نے تقریباً ہر ایک محکمہ کے لیئے متعدد اور وسیع تغیر و تبدل تجویز کیئے جاگیری انتظام [illegible] ان کی دفعیہ کیلیئے اُوس نے یہ انتظام سوچا کہ اس طریقہ کو ہی معدوم کر دیا جائے۔ اور اس

تجویز کو اسطرح عمل مین لایا جائے کہ جو جاگیردار مرجائے اوس کی زعامت یا تیمار ضبط کرلیجائے اور آیندہ اوس کی آمدنی سرکاری خزانہ مین داخل ہوکر جدید فوج کے قیام پر صرف کیجائے۔ صوبجات کے حسن انتظام کے لیئے پاشاؤن کے اختیار کو کم کرنیکی تجویز کرکے یہ ارادہ کیا گیا کہ آیندہ پاشا ایک سال کی بجائے تین برسون کے لیئے مقرر ہوا کرین۔ اور اگر اوس عرصہ مین گورنر نے اپنے حسن انتظام سے رعایا کو خوش رکھا ہو تو میعاد کے ختم ہونے پر اوسے دوسرے تین برسون کے لیئے بھی اپنے عہدہ پر بحال رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ہی محاصل کی وصولی کے طریقہ مین یہ اصلاح سوچی گئی کہ اجارہ کا دیا جانا بالکل موقوف کر دیا جائے۔ اور سرکاری ٹیکس صیغۂ مال کے اہلکار براہ راست خود وصول کیا کرین۔ سنٹرل گورنمنٹ یعنی صدر حکومت مین بھی کئی اصلاحات تجویز کی گئیں۔ یعنی وزیر اعظم کے اختیارات محدود کر دیئے جائین۔ آیندہ وہ تمام اہم معاملات پر دیوان سے مشورہ کر لیا کرے۔ بدستور سابق باختیار خود ایسے معاملات کا تصفیہ نہ کر دیا کرے۔ دیوان مین بارہ اعلےٰ وزراء سلطنت شامل ہون جن مین سے ایک وزیر کا خاص کام یہ ہو کہ وہ اون محاصل کی وصولی کی نگرانی کیا کرے جن سے نئی فوج قایم کرنے کی تجویز کیگئی ہے۔ سرکاری صیغون کی ان اصلاحون کے علاوہ سلیم نے اپنی رعیت کے ہر طبقہ مین تعلیم اور شایستگی کو رواج دینے مین بھی اپنی طرف سے سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چھاپہ کے کام کو جو احمد ثالث کے عہد مین پہلے پہل ٹرکی مین رائج ہوا تہا۔ پھر تازہ کر کے اوسے رونق دیگئی۔ اور سلطان کے حکم سے مشہور ریاضی دان عبدالرحمن آفندی کی نگرانی مین فن حرب اور قلعبندی کے متعلق بیشمار کتابین فرانسیسی سے ترکی مین ترجمہ کیگئین۔ کل ممالک محروسہ مین جا بجا سلیم کی خاص زیر حمایت اکثر مدرسے بھی قایم ہوگئے۔ سلطان کی اس نوازش اور علمی سرپرستی سے زیادہ تر فایدہ یونانی رعایا نے اوٹھایا۔ اس قوم نے بیشمار نئے مدرسے قایم کرلیئے اور اوس کے پرانے مدرسون مین بھی نئی روح پڑگئی۔

سلیم ایسا وسیع خیال اور علم دوست تہا کہ چند برسون کے بعد جب اوسے معلوم ہوا کہ یونانیون کی وہ جماعت جو کئی برسون سے روس وغیرہ کے اغواء اور نیز مقتضائے فطرت انسانی سے انقلاب کی کوشش کر رہی تہی۔ اس علمی تحریک سے بڑا ابنائے ملک مین ترکون کے برخلاف آزادی کا جوش اور شوق پہیلانے کا کام لیتی ہے۔ تو نیکدل فرمانروا نے یونانی مدارس اور چھاپہ خانون کو بند کر دینے کی بجائے سرکاری خرچ سے اپنے دار الخلافہ مین ایک یونانی مطبع قایم کر دیا۔ اور دار الخلافہ کے یونانی پادریون سے ترکی گورنمنٹ کی حمایت مین کتابین لکھوا کر شایع کرنی شروع کر دین۔ اور اسی طریق سے مخالفان گورنمنٹ کی زہریلی سازشون اور کوششون کے اثر بد کو روکنے کی کوشش کی۔ ۱۸۹۶ء مین اسیطرح کی بدظنی گورنمنٹ انگلشیہ کو ہندوستان کے دیسی مطابع اور اخبارات کی نسبت ہو گئی تہی۔ مگر واقعات ما بعد نے ثابت کر دیا کہ یونانی رعایا کی طرف سے ترکی گورنمنٹ کی بدظنی صدی گذشتہ کے آخر حصہ مین جیسی کہ درست اور معقول بناء پر مبنی تہی ویسی ہی گورنمنٹ انگلشیہ کی بے اعتباری محض وہمی اور مضطربانہ تہی۔ اوسکے لیئے کوئی وجہ موجہ موجود نہ تہی۔ باوجود اس بیتابی و بدظنی کے

ایک گورنمنٹ نے جسے اس زمانہ مین بھی وحشی ہونیکا خطاب دیا جاتا ہے۔ پورے ایک سو برس ہوئے اوس تدارک کا آغاز کیا جسکو موجودہ صدی کے آخیر پر ایک ایسی گورنمنٹ جسے دنیا بھر مین مہذب ترین گورنمنٹ ہونیکا دعوی ہے۔ اور اوسکا یہ دعوی کئی باتون مین غلط بھی نہین۔ کمال لاپروائی سے عمل مین لائی۔ اور معترضین کے اعتراضات کی کچھ پروا نہ کی آخرالذکر گورنمنٹ کا یہ فعل تہذیب و شائستگی کے علمی اصولون کے لحاظ سے گو برا اور معیوب گنا جائے۔ لیکن ماہران علم سیاست اسکو کبھی مذموم نہین کہین گے۔ بلکہ سلطان سلیم کی اس وسیع خیالی اور فیاض منشی کو قابل اعتراضات تصور کرین گے۔ اسنے مہذبانہ اصول یا بالفاظ دیگر نرمی سے مخالفون کی چالون کا مقابلہ کرنا چاہا۔ اور کامیاب نہ ہوا۔ پس اگر خدانخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بے اعتباری کیلیے بھی ویسے ہی مستحکم قراین ہوتے تو اوس مین کوئی کلام نہین کہ اگر وہ ویسی ہی نرمی سے کام لیتی تو اغراض ملکداری کیلیے اوسکی یہ نرمی اچھا اثر نہ پیدا کرتی۔ اور پھر اگر کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے تو یہی کہ اسنے معقول وجہ ہونے کے بغیر اپنے دلمین کیون بے اعتباری کو جگہ دی۔ گو معاملات سلطنت کچھ ایسے نازک ہوتے ہین کہ بے اعتباری کیلیے موہوم سا قرینہ موجود ہونے پر بھی ہوشیار ہو جانا اور حفظ ماتقدم کر لینا کسی طرح قابل گرفت نہین ہو سکتا۔ اور غالباً سلطان سلیم ثالث اور سابق کے ہمخیال سلاطین کے نرم سلوک کے نتائج سے ہی تجربہ حاصل کر کے موجودہ صدی کے یورپ مین وضع قانون کو نہ فقط غیر قوم و غیر مذہب رعایا، بلکہ اپنی ہمقوم رعیت کیلیے بھی قانون مطابع اور قانون فتنہ انگیزی کا وضع کرنا سوجھا ہے۔

جدید افواج

سلطان سلیم نے ترکون کو سیاسی معاملات مین بہترین تعلیم دلانے کے لیے یورپین دربارون مین سفارتین مقرر کرنے اور ان سفارتون مین سفرا کے علاوہ چند نوجوان ترکون کو بھیجے رہنے کا ارادہ کر کے مستقل سفارتون کے قیام کے لیے یورپین فرمانروایون کے پاس درخواست کی انگلستان۔ فرانس۔ آسٹریا اور پرشیا نے تو اس درخواست کو بخوشی منظور کر لیا۔ مگر روس نے مستقل ترکی سفیر کے قیام کو منظور کرنے سے بڑی استادی کے ساتھ پہلو بچا لیا۔ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ اور اس قسم کی اصلاحات سلطنت کی تمدنی اور ملکی بہتری و درستی کیلیے نہایت ضروری تہین اور اگر عمل مین آ جاتین تو نہایت ہی مفید ثابت ہوتین۔ لیکن سلطان اسی طرح جانتا تہا کہ فقط سلطنت کو بیرونی حملون سے بچانے کیلیے بلکہ اس اندرونی اصلاح کے نفاذ اور پائیداری کیلیے بھی باقاعدہ منتظم اور وفادار فوج کا ہونا لابدی ہے۔ سلطان سلیم کے سامنے روس کے زار پیٹر اعظم کی مثال موجود تھی۔ جس نے اپنی جدید فوج سے جسے لیفورٹ[1] نے مغربی یوروپ کی افواج کے نمونہ پر آراستہ کیا تہا۔ اندرونی تمام جھگڑون اور بیرونی

[1] فرینکواس لیفورٹ ایک قدیم سکاچ خاندان کی نسل سے تہا۔ اوسکے بزرگ سکاٹ لینڈ سے جا کر سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا مین آباد ہو گئے تھے۔ وہ کچھ عرصہ فرنچ اور ڈچ افواج مین ملازم رہ کر روس چلا گیا۔ اور وہان نمایان فوجی خدمات کین زار پیٹر کو تخت پر بٹھلانے مین بھی اوس نے بڑی مدد دی تھی۔ اور اس نے روس کی بری و بحری فوج کو یوروپین طریقہ پر درست کیا

دشمنوں دولتوں کی سرکوبی کر دی تھی۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ بیدار مغز سلیم کو جو یورپ کے بدترین دشمنان مصنفوں کے خیالات کو بڑے شوق سے دریافت کرتا رہتا تھا۔ گذشتہ صدی کے سب سے سربرآوردہ واقفکار معاملات سیاست یعنی آدم سمتھ کی رائے ضرور معلوم ہو گئی ہو گی۔ اس نامور ماہر علم تمدن و سیاست مدن کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے اوسنے روس کی ترقی کے اسباب کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی:۔

"اس شخص کو جو اون ترقیوں اور اصلاحات پر جنہیں پیٹر اعظم نے اپنے ملک میں رائج کیا تامل اور احتیاط کے ساتھ غور کرے۔ یہ واضح ہو جائیگا۔ کہ سب کا اصل سبب اور موجب باقاعدہ و منتظم مستقل فوج کا قائم کیا جانا ہے"۔

"پچھلے محاربہ میں ترکوں نے روسی فوج سے جو آدمی گرفتار کیے تھے۔ انمیں ایک شخص پیدائشی ترک ہی تھا۔ جو عرصہ دراز سے روسی فوج میں ملازم تھا۔ اور لفٹنٹ کے درجہ تک پہنچ گیا ہوا تھا۔ اور لائق افسر مشہور تھا۔ اسے یوسف پاشا وزیر اعظم کی فوج نے گرفتار کیا تھا۔ وزیر اعظم اوس سے اکثر ترکوں اور روسیوں کے فوجی آداب اور طریق حرب پر بڑے شوق سے گفتگو کیا کرتا۔ اور آخر اوس کی باتیں سُن کر وزیر نے اوسکو یورپین نمونہ پر ایک چھوٹا سا دستہ بنانے کی اجازت دے دی۔ اس دستہ میں زیادہ تر وہ لوگ شامل کئے گئے جو نو مسلم تھے۔ وزیر اس چھوٹی سی پلٹن کی قواعد کو عموماً دیکھا کرتا اور خوش ہوا کرتا تھا۔ وہ اس کھلونے سے کچھ ایسا مانوس ہو گیا تھا کہ لڑائی کے خاتمہ پر وہ اس کمپنی کو اپنے ساتھ واپس لے گیا اور قسطنطنیہ کے قریب ایک گاؤں میں اوسے مقیم کیا۔

سلطان کو جب اس ننھی سی پلٹن کی خبر ہوئی تو اوس نے اوسے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ "میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کفار کسطرح لڑتے ہیں"۔ چنانچہ ایکدن اوس نے اس نئی فوج کی قواعد کو جا کر ملاحظہ کیا۔ اور اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ آتشبازی کے معاملہ میں یہ سپاہی ترکی فوج پر کیسی فوقیت رکھتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ اثر اوسپر اون کے ہتھیار دیکھ کر ہوا۔ اون کے پاس وہی ہتھیار تھے جو عیسائی فوجیں استعمال کرتی تھیں۔ سلطان نے رائے ظاہر کی کہ ایسے ہتھیاروں اور قواعد سے عیسائی افواج کا ترکی عساکر پر فتح پاتے رہنا لازمی امر ہے۔ سلطان نے اس کمپنی کو قائم رکھے جانیکا حکم دیا۔ اور اس کے افسر کی جسکا نام عمر آغا رکھا گیا تھا بہت کچھ حوصلہ افزائی کی۔ اس سلطانی سرپرستی سے عمر آغا اپنی پلٹن میں اور نو مسلموں کو بھی بھرتی کرنے کے قابل ہو گیا۔ کئی مفلس ترک بھی افلاس کی وجہ سے کفار کی قواعد سیکھنے اور اون کے اسلحہ استعمال کرنے پر رضامند ہو کر عمر آغا کی پلٹن میں داخل ہو گئے۔ معائنہ سے کچھ عرصہ بعد سلطان نے اپنے دیوان کو ینگچری فوج میں اس نئے طریقہ کو رائج کرنے کے مسئلہ پر غور کرنیکا حکم دیا۔ مگر ینگچری یہ سنتے ہی بگڑ گئے جنکو سلطان نے دم دلاسا دیکر راضی کر لیا۔ اور ترمیت انکی زیادہ کو معرض التوا میں ڈالدیا۔ لیکن عمر آغا کی کمپنی بدستور قائم رکھی گئی۔ اوسوقت یورپ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱) آراستہ و مرتب کیا۔ اور صنعت و حرفت اور زراعت کو بھی بہت فروغ دلایا۔ پیٹر اوسکی بہت عزت کرتا تھا۔ اور زار کے بعد کل سلطنت میں یہی دوسرا معتمد شخص تھا۔ ۱۶۵۶ء میں پیدا اور ۱۶۹۹ء میں فوت ہوا۔ مولف

تقریباً تمام تاجدار فرانس کی جمہوری رعایا سے جس نے فرنچ رعایا نے شاہی خاندان اور امرا کو بیدخل کر کے ۱۷۹۲ء میں قایم کیا تہا۔ بگڑے ہوئے اور روس سے مشغول کارزار تھے۔ اونہون نے ٹرکی کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی بہت کوشش کی۔ بلکہ انگلستان نے تو یہان تک وعدہ کیا کہ اگر سلطان فرانس کے برخلاف دوسری طاقتون کے ساتھ متفق ہو جائے تو وہ اوس کو روس سے مفتوحہ علاقہ واپس دلا دیگا۔ مگر سلیم اندرونی اصلاح کو سب سے مقدم اور اس کے لیے اس فرصت کو غنیمت سمجھتا تہا۔ اوس نے دیگر یورپین مطلق العنان بادشاہون کے جتھے مین شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ اور اسطرح سے فرانس اور ٹرکی مین سفارتانہ تعلقات برابر قایم رہے۔ ۱۷۹۶ء مین فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف سے ڈیسکارشس سابق مارکوئس دی سینٹ کرایکس کی جگہ جنرل البرٹ ڈو بایٹ سفیر ہوکر قسطنطنیہ پہونچا۔ وہ چند جدید توپین معہ مکمل سامان ولوازمات نمونہ کا کام دینے کے لیئے بطور تحفہ مرغوب اپنے ساتھ لایا۔ اوس کے ہمراہ کئی فرنچ توپچی اور سانجنیر بھی تھے۔ تاکہ ترکی توپچیون کو اتالیقی کا کام دین۔ اور عثمانیہ کارخانجات اسلحہ سازی کے اہتمام مین مدد دین۔ سپاہیون دفوج سواران، اور ینگچریون دفوج پیادہ، کو یورپین آداب حرب سکھلانے کیلئے وہ فرنچ فوج پیدل وسوار سے چند قواعد آموز سارجنٹ بھی ہمراہ لایا۔ فرنچ توپچیون کی اتالیقی ترکی گولندازون نے بڑی خوشی سے منظور کر لی۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین ترکی توپون کی صنعت تیاری اور لوازمات مین نمایان ترقی ہو گئی۔ اور ایک چھوٹا سا دستہ سوارون کا بھی یورپین نمونہ پر مسلح اور قایم کر لیا گیا۔ مگر بدبخت ینگچریون نے اب پھر فرنگی فوج پیدل کے اسلحہ و قواعد کو اختیار کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ جسپر دو بایٹ کو سارجنٹون کی اتالیقی صرف عمر آغا کی پلٹن تک محدود رکھنی پڑی۔ چند مہینون کے بعد البرٹ ڈو بایٹ فوت ہو گیا۔ اور اوس کے افسر ٹرکی سے واپس چلے گئے۔ مگر حسین قپودان پاشا نے جو نیز سلطان کیطرح نئے طریقہ کے فوایدا ور اہمیت سے واقف تہا۔ معدودے چند کو اپنے ماتحت ملازم رکھ لیا اور بڑی بڑی تنخواہین دیکر اور خاص مہربانیون سے چند اور مسلمانون کو عمر آغا کی فوج مین داخل ہونے پر آمادہ کر لیا اس پلٹن کی جمعیت چھ سو تک پہونچگئی تہی۔ ۱۷۹۸ء مین مصر پر نپولین کے حملہ آور ہونے کی خبر پہنچنے پر ٹرکی اور فرانس مین لڑائی چھڑ گئی +

مصر پر نپولین کی فوجکشی اور وہان کا مدبرانہ انتظام

اہالی فرانس کو جو دیگر اقوام یورپ سے پہلے بیدار ہوئے تھے۔ اور جنکے اکثر فرمانروا، اولوالعزم اور بلند خیال گذرے ہین۔ زمانہ گذشتہ کی صلیبی لڑائیون کے وقت سے ہی مصر پر قابض ہونے کی تمنا چلی آئی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اس قبضہ سے بحیرہ روم پر اونکا اقتدار قایم ہو جائیگا اور

۱؎ انقلاب عظیم ... کئی ... اور محب وطن امرا ... بلکہ معدودے چند شہزادے بھی رعایا کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اور اپنے ملک کی طرف ... اپنے رفقا امیرون اور شاہی خاندان اور ... یورپین بادشاہون کی ... [illegible]

مشرق و مغرب کی تجارت اون کے ہاتھ مین آجائے گی۔

یہ تمنا ایک دفعہ پیدا ہوکر حالات زمانہ کے تقاضا سے کئی کئی صدیون تک قائم رہتی رہی ہے۔ مگر فرنچ قوم اور اوس کے حکمرانون کے دلون سے محو کبھی نہین ہوئی ہے۔ چنانچہ فرنچ بادشاہ لوئی نہم نے جسے ولی لوئی کہا جاتا ہے جب ساتوین صلیبی لڑائی کے لیے مشرق کیطرف کیا تو ۱۲۴۸ء مین پہلے اوس نے مصر پر ہی حملہ کیا تھا۔ پانچوین صلیبی لڑائی مین بھی میدان جنگ فلسطین سے مصر کے ساحل پر مستقل کردیا گیا تھا۔ اگر لوئی نہم اس مہم مین جسے ایک عیسائی مورخ "ان پاگلانہ مہمون مین سے آخری مہم جنہون نے دو سو برس تک یورپ کی ہر ایک قوم کو پراگندہ خاطر بنائے رکھا تھا" لکھتا ہے اگر کامیاب ہوجاتا تو اس مین کوئی شبہ نہین کہ وہ مصر پر مستقل قبضہ کرکے اوسے فرانس کے ساتھ ملحق کر لیتا۔ ۱۶۷۲ء مین جب لوئی چہاردہم نے ہالنڈ پر فوجکشی کا عزم کیا تھا۔ تو مشہور عیسائی علامہ لیبنیز نے جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۳) سے لڑتے رہے تھے۔ ان عالی ہمتون نے نئے قانون کے مطابق امیری کا خطاب بخوشی چھوڑ کر موسیو یعنی مسٹر کا سادہ خطاب اختیار کرلیا تھا۔ کیونکہ نئی صورت کے مطابق کسی شخص کو کوئی ذاتی یا خاندانی امتیاز نہین رہ گیا تھا۔ سب آپس مین بھائی بھائی اور یکسان تھے۔ جیساکہ اخوت مساوات و آزادی کا تقاضا ہے۔ مؤلف +

حاشیہ متعلق صفحہ ۲۵۳ نمبر ۲ فلپ ثانی الملقب بہ آگسٹس اپنے باپ لوئی ہفتم کے بعد ۱۱۸۰ء مین پندرہ برس کے سن مین تخت فرانس پر بیٹھا اوس کی کم سنی دیکھکر ہنری ثانی شاہ انگلستان فرانس پر حملہ کیا۔ مگر فلپ نے اوسے شکست دیکر پسپا کردیا۔ اس فتح کے بعد وہ اندرونی اصلاح اور سرس کی درستی مین کچھ عرصہ مصروف رہا۔ اس اثنا مین اوسنے یہودیون کو کمال سنگدلی اور بیرحمی کے ساتھ اپنے ملک سے بیدخل کیا۔ یہہ بڑا متعصب عیسائی تھا۔ ۱۱۹۰ء مین وہ رچرڈ اول شاہ انگلستان کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لیے فلسطین کو گیا۔ اور دونون بادشاہون نے عکہ فتح کرلیا۔ مگر پھر جلدی ہی رچرڈ کے مدغانہ برتاو سے تنگ آکر فرانس واپس چلا گیا۔ رچرڈ کے بعد جب جان شاہ انگلستان ہوا۔ اور اوس کے بھتیجے نے بغاوت کی تو شاہ فرانس نے باغی کی مدد کی۔ جان نے پوپ سے مدد مانگی جس سے انگریزی قوم بگڑ گئی۔ اور اوس نے فلپ کو تخت انگلستان پیش کیا۔ جس نے اپنے بیٹے لوئی کو لنڈن بھیجدیا۔ اور ۱۲۱۶ء مین تاج انگلستان اوس کے سر پر رکھا گیا۔ مگر جان کے مرنے پر انگریز امرا نے اوس کے بیٹے ہنری ثالث کی اطاعت قبول کرلی۔ اور لوئی فرانس واپس چلا گیا۔ فلپ نے ۱۱۶۵ء مین پیدا۔ اور ۱۲۲۱ء مین فوت ہوا۔ مؤلف +

لہ فلپ ثانی کا پوتا اور لوئی ہشتم کا بیٹا باپ کے بعد جو تین سال کی حکمرانی کے بعد فوت ہوا تھا۔ ۱۲۲۶ء مین فرانس کے تخت پر بیٹھا۔ اور ہنری ثالث شاہ انگلستان کو شکست دیکر مفید شرائط پر اوس سے صلح کی۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہو جانے پر اوس نے بشرط صحت بیت المقدس کو مسلمانون کے قبضہ سے چھڑانے کی نذر مانی و صحت یاب ہوگیا۔ اور چار برس مین جنگی تیاریان مکمل کرکے ۱۲۴۹ء مین سترہزار فوج اور مجاہدین سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ جہان اوسنے ۱۲۲۹ء مین دمیاط دوسرے صفحہ پر

اوسے ہالنڈ کی بجائے مصر پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تہا۔ لوئی چہاردہم کے بعد اکثر فرنچ وزرار اور مدبرین کی رائے مین جو کچہ تغیر آگیا تہا۔ اوس کا اس کتاب مین کئی دفعہ ذکر ہوچکا ہے۔ اور ناظرین کو فراموش نہوا ہوگا کہ لوئی شانزدہم کے وقت ایک خاص کمیشن بلاد مشرق کو اس غرض کے لئے بہیجی گئی تہی۔ کہ ٹرکی کے کن کن مقبوضات پر قبضہ کرلینا مفید ہوگا اور اوس نے کریٹ اور مصر پر متصرف ہوجانے کی سفارش کی تہی۔

شاہی کے بعد جب جمہوری حکومت قایم ہوئی۔ تو ڈایرکٹری میں بہی (انصرام مہام سلطنت کے لئے تین ڈائرکٹر مقرر کئے گئے تھے) اس مسئلہ پر بحث ہوئی اور ایک مشہور انجنیر مستمی لازوسکی موقعہ پر جاکر رائے قایم کرنے کے لئے ٹرکی بہیجا گیا۔ اس نے رپورٹ کی کہ فرنچ گورنمنٹ کو بابعالی کے اتحاد سے دست بردار ہوکر اوس کے صوبون پر جو اوس کے ہاتہ سے نکلے جارہے ہین۔ قبضہ کرلینا چاہیئے۔ اور سب سے اول یہ کارروائی مصر کے متعلق کیجاوے۔ وہان سلطانی حکومت محض برائے نام ہے۔ اور ٹرکی فرنچ فوجکشی کا بالکل مقابلہ نہین کرسکے گی۔ ٹرکی چند دنون کی مہمان ہے۔ اور فرانس کو لازم ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) دمیاط کو فتح کرلیا۔ اور مسلمانون پر دو فتحین پائین۔ مگر آخر معہ فوج گرفتار ہوگیا۔ جب اوسنے لاکہ دینار دیکر دس برس کے لیے صلح کرلی اور ۱۲۵۰ء مین رہائی پائی۔ اس کے بعد دو برس فلسطین مین رہکر وہ فرانس کو لوٹ آیا۔ آخر ۱۲۷۰ء مین اسنے پہر مسلمانون پر فوجکشی کی۔ مگر ٹیونس کے سامنے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ مولف

حاشیہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۲۵۴ صرف فرانسیسی ہی نہین۔ بلکہ یورپ کی دیگر اقوام بہی جون جون اونکو ہوش آتا گیا قبضہ مصر کے لیے للچاتی رہی ہین چنانچہ آج اوسپر وہی قوم قابض ہے جو سب سے زیادہ باہوش اور مقبوضات بعیدہ کے معاملہ مین سب سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ فرنچ قوم کے بعد پرتگیز قوم کو توسیع سلطنت و حکومت کا شوق پیدا ہوا اور اس قوم کے ایک نامور ملاح واسکوڈی گاما نے ہندستان جانے کے لیئے راس امید کا رستہ دریافت کیا۔ اس واقعہ سے چند برس بعد مشہور ریپرٹگالی مدبر البوق قرق کو مصر کی طرف توجہ ہوئی۔ اوس نے سوچا کہ جب تک مصر کو ہندوستان اور یورپ کے مابین درمیانی منزل کا کام دینے سے جو وہ بحیرہ قلزم اور دریائے نیل کیوجہ سے دیرہا ہے۔ بیکار نہ کردیا جائیگا اس رستہ کو جو پرتگیزون نے دریافت کیا ہو فروغ حاصل نہین ہوگا۔ اسکے لیے اوسے یہ سوجہی کہ دریائے نیل کے دہار کے رخ کو اسطرح بدلدیا جائے کہ وہ بحیرہ روم مین گرنے کی بجائے بحیرہ قلزم مین گرے۔ اسطریق سے مصر مذکورہ صدر کام کے لیئے بالکل بیکار ہوجائیگا۔ مگر یہ کام انسانی طاقت سے باہر تہا آخر اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ بحیرہ قلزم اور دریائے نیل نے اس امید کے رستہ کو زیادہ عرصہ فروغ نہ پکڑنے دیا اور آخر نہر سویز نے جو تیار ایک فرانسیسی ہی کی ہمت و جودت طبع سے ہوئی۔ اس امید کے رستہ کو بالکل بیکار کردیا۔ لیبنیز نے لوئی چہاردہم کو ان الفاظ سے مخاطب کیا تہا۔ آقائے من۔ تم ان نگینہا لنڈیون کو اسطرح کبہی فتح نہین کرسکوگے۔ تمام یورپ ان کا طرفدار ہوجائیگا۔ تم صرف مصر مین اون کو صدمہ پہونچاسکتے ہو۔ ہندوستان کی تجارت کا حقیقی رستہ وہین ہے جب مصر آپنے لے لیا تو گویا ہالنڈیون کی تجارت کو چہین لیا۔ علاوہ برین بلاد مشرق مین فرانس کا اقتدار (باقی دوسرے صفحہ پر)

اس عمارت کے گرنے سے پہلے اوس کے اہم مقبوضات پر اپنا تصرف قایم کرلے تاکہ فرانس کے مخالفین کو اونپر قابو پانے کا موقع نملے - ڈایرکٹری نے سابقہ نخافت کے لحاظ سے اس رپورٹ کو نظرانداز کر دیا - اور یہ معاملہ پھر نسیاً منسیاً ہو گیا - مگر تھوڑا ہی عرصہ بعد جمہوری ریاست کے نوجوان جرنیل نے اٹلی کی فتوحات سے واپس آکر اوسے دوبارا تازہ کر دیا - فرنچ ڈایرکٹری اس وقت انگلستان پر حملہ کرنے پر تلی بیٹھی تھی - اوس نے بوناپارٹ کو کہا کہ اگر مصر پر حملہ کیا گیا - تو انگلستان کی مہم ملتوی ہو جائیگی - بوناپارٹ نے جواب دیا کہ سرمارے سے پہلے انگلستان پر حملہ کرنا ممکن ہے - علاوہ برین انگلستان کو امر کی اطلاع ہو چکی ہے - اور وہ خبردار ہو گیا ہوا ہے - برعکس اس کے چونکہ مصر پر اچانک حملہ کیا جائیگا - اور کیسیکو اس عزم کی خبر نہین - وہان ہمکو کوئی مشکل پیش نہین آئے گی - مین چند مہینون مین اس مہم سے فارغ ہو کر واپس آ جاونگا - اور شروع بہار مین انگلستان پر حملہ کر دونگا - اسوقت موسم بھی اس کام کے لیئے موافق ہوگا - اور دوسرے انگلستان نے حملۂ مصر کی خبر سنکر اپنے ہندی مقبوضات کی حفاظت کے لیئے اپنے بیڑہ کا کچھ حصہ بھی ہندوستان کی طرف بھیجدیا ہوگا - اور اسطرح سلوحل انگلستان پر اوسکی طاقت کمزور ہو گئی ہوگی - قبضۂ مصر کے فوائد اوس نے حسب ذیل بیان کئے :-

"یوروپ اور ہندوستان کے درمیان آمد و رفت کرنیکا حقیقی راستہ مصر ہی ہے - اور انگلستان کو ہم اوس پر قابض ہونیسے تباہ کر سکتے ہین - امریکہ کے جزیرہ سان ڈومنگو کے ہمارے قبضہ سے نکل جانیکی باحسن وجوہ تلافی ہو جائے گی اس سے بحیرۂ روم ہمارے تصرف مین ہو جائیگا - اور وہ گویا فرانسیسی جھیل بن جائیگا - اور اس طرح سے ہم ترکی سلطنت کے قایم رکھنے یا اوس کی تقسیم کے وقت بہترین بخرہ لینے کے قابل ہو جاوینگے - مصر پر قابض ہو جانے سے دو باتین ہمارے اختیار مین ہو جاوینگی - خواہ مصر کو فرنچ نو آبادی اور میگزین بنالین اور خواہ یہ کام لین کہ انگلستان کے ایشیائی مقبوضات کو فتح کرنے کے لیئے بحیرۂ قلزم مین زبردست بیڑہ بنائین - ہندوستان کی تجارت راس امید کے راستے زیادہ عرصہ نہین ہوتی رہ گی - وہ ضرور مصر کی طرف عود کرے گی - شام - عرب - اور کل افریقہ کی تجارت کی منڈی تو اس وقت بھی قاہرہ ہی ہے - ان سب ممالک کی تجارت ہمارے ہاتھ مین آجائے گی - مصر بہت زرخیز ملک ہے - اور ہر قسم کا اناج وہان بافراط پیدا ہوتا ہے - بس اوس کا قبضہ امریکہ کی فرنچ نو آبادیون کے چھن جانیکا خاصہ معاوضہ ہو جائیگا "

ان فوائد کے علاوہ کئی ذاتی اغراض بھی نپولین کو اس مہم کے لیئے اکسا رہی تھین - پیرس کی بیکاری سے وہ اکتا رہا تھا - پالٹیکس کے لیئے کوئی میدان موجود نہ تھا - اوسے اپنی فوجی عزت اور ناموری کے زنگ آلود ہو جانیکا اندیشہ تھا - اور سب سے بڑھکر یہ وجہ تھی کہ وہ ذاتی ترقی اور نمود کے لیئے اوسے نہایت عمدہ ذریعہ تصور کرتا تھا - بلاد شرق کا خیال اٹلی مین ہی اوس کے دماغ مین پیدا ہو گیا تھا - وہ اس ملک مین شام کو اپنے پرائیویٹ سکرٹری کے ساتھ ہوا خوری کرتا ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۵) ہمیشہ کے لیئے قایم ہو جائیگا - اور کل مسلمان آپکی اس فتح پر خوشی منائین گے " نپولین کے حملہ سے پہلے فرنچ قونصل میگالون نے بھی ڈایرکٹری کے پاس اسی مضمون کی متواتر عرضداشتین بھیجی تھین - مولف -

یہ کہا کرتا تھا کہ یورپ چیونٹیوں کی پہاڑی ہے۔ یہاں کبھی عظیم الشان سلطنتیں قائم نہیں ہوئیں۔ نہ بڑے بڑے انقلاب وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ یہ فخر مشرق کو ہی حاصل ہے۔ جہاں ساٹھ کروڑ انسان آباد ہیں۔ جو کل مذاہب کا مبدأ اور علوم الٰہیات کا مخزن ہے بڑا نام صرف مشرق (ایشیا) میں حاصل ہو سکتا ہے۔"

ڈائرکٹری بالخصوص ڈائرکٹری لاری ویلیر لیپاکس نے اوس کی سخت مخالفت کی۔ اور جب بوناپارٹ کی دلیلیں موثر نہ ثابت ہوئیں تو اوس نے جوش میں آکر ڈائرکٹری کی خدمت سے مستعفی ہو جانیکا اشارہ کیا۔ لاری ویلیر نے جواب دیا۔ "میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم استعفا دیدو۔ لیکن اگر تم اوسے پیش کر دو۔ تو میری رائے میں اُسے منظور کر لینا چاہیئے۔"

اوس دن سے بعد نپولین نے پھر کبھی استعفیٰ کا لفظ زبان پر نہ آنے دیا۔ آخر اس کا اصرار غالب آ گیا۔ اور مصر پر فوجکشی کی اجازت دیدی گئی۔ مگر یہ راز ایسا پوشیدہ[1] رکھا گیا کہ خود نپولین کے ہمراہی افسروں اور فوج کو بھی مصر میں پہونچ جانے تک مہم کا مدعا نہ معلوم ہوا۔ اس کل دنیا کو یہی خیال ہوا کہ انگلستان پر حملہ کرنے کے لیئے یہ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بعض کی رائے تھی کہ وہ بحیرہ اسود جانے کے لیے ہو رہی ہیں تاکہ کریمیا ترکوں کو واپس دلائی جائے۔ چند کا خیال تھا کہ یہ مہم ٹیپو صاحب کی مدد کے لیے ہندوستان کو جا رہی ہے۔ معدودے چند نے قیاس ظاہر کیا کہ یہ مہم خاکنائے سویز میں نہر تیار کرنے کے لیے یا خاکنائے کے ایک سرے پر اوتر کر پھر اوس کی دوسری طرف جہازوں پر سوار ہو کر براہ بحیرہ قلزم ہندوستان جانے کے لیے تیار ہو رہی ہے۔

جب ہر قسم کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو نپولین اور اوسکی ہمراہی فوج ۱۹ مئی ۱۷۹۸ء کو فرانس کے جنوبی بندرگاہ طولون سے جہازوں پر سوار ہو گئی۔ یہ فرانس کی چیدہ فوج تھی۔ اور اٹلی میں نپولین کے زیر کمان رہ چکی تھی۔ دس ہزار ملاحوں کے علاوہ ۳۶ ہزار سپاہی تھے۔ فوج چار سو جہازوں پر سوار ہوئی۔ اور اوسکی حفاظت کے لیے پندرہ کلاں جنگی جہازوں چودہ فرائی گیٹوں اور ۲۰۰ گنبوٹوں کا جرار بیڑا ہمراہ تھا۔ نپولین نے فوج کے علاوہ تقریباً ایکسو علماء و فضلاء ہندسہ و جغرافیہ دان اور عربی و یونانی ٹیکسٹ پریس بھی ساتھ لے لیئے تھے۔ ۱۰ جون کو بیڑہ مالٹا پہونچا۔ اور وہاں کے گرینڈ ماسٹر اور چند فرانسیسی نائٹوں کی سازش سے یہ ناممکن التسخیر حصار جسے سلیمان عظیم الشان کی جرار فوجیں اور عظیم الشان بیڑہ فتح نہ کر سکے تھے نپولین کے قبضہ میں آ گیا نائٹوں نے مالٹا اور اوسکے ماتحت جزائر کا تصرف باضابطہ طور پر فرانس کے حوالہ کر دیا۔ اسکے عوض میں نپولین نے فرانس کی طرف سے اقرار کیا کہ راسٹاٹ کی کانفرنس میں جو آسٹریا و فرانس میں ہو رہی تھی۔ گرینڈ ماسٹر کو جرمنی میں ایک ریاست دلوا دی جائے گی۔ اور اگر فرانس اس بارے میں کامیاب نہ ہو تو وہ گرینڈ ماسٹر کو چھ لاکھ فرینک یکمشت اور تین لاکھ فرینک سالانہ وظیفہ دیا کریگا۔ نائٹوں میں سے جو فرنچ قوم کے تھے۔ اونکو [illegible] سوا ان میں سے جن کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ انکو ایک ایک ہزار فرینک کی پنشنیں عطا کی گئیں۔ اور دیگر اقوام کے نائٹوں سے وعدہ کیا گیا کہ انکو اپنے اپنے ممالک میں اونکے طبقہ کیلئے بھجوا دیا جائیگا۔ اوس

[1] مجلس ڈائرکٹران کے میر مجلس نے خود اپنی قلم سے فوجکشی کا حکم لکھکر نپولین کو دیا تھا۔ سکرٹری سے نہ لکھوایا گیا کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے۔ مؤلف

وقف ہین۔ اونکا قبضہ اونہین لادیا جائیگا۔

تصفیہ شرائط کے بعد جب فرنچ قلعہ مین داخل ہوئے تو ایک ظریف اور زندہ دل فرنچ افسر مسمی کفارلی نے فالکا مورچون اور قلعہ بندیون کو دیکھکر بے اختیار پکار اوٹھا بخدا کا شکر ہے کہ قلعہ کے اندر ایسے لوگ موجود تھے جنہون نے اسکا دروازہ ہمین کھولدیا۔"

نپولین کو حالانکہ معلوم تہا کہ انگریزی بیڑہ نیلسن کے زیر کمان اوس کی تلاش مین پھر رہا ہے۔ مگر اس نے مالٹا ایسے اہم جزیرہ کو رستہ مین فتح یا حاصل کرتے جانا ضروری سمجھا۔ اور وہان دس دن قیام کیا پھر وہان تین ہزار فوج چھوڑکر ۱۹ ارجون کو اسکندریہ کیطرف روانہ ہوگیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے امیر البحر نیلسن کو تین جنگی جہازون کے ساتھ فرنچ بیڑہ مقیمہ ٹولون کی نگرانی کرتے رہنے پر مامور کر رکھا تہا۔ مگر جسدن فرنچ فوج جہازون پر سوار ہوئی اوسدن ایسی سخت آندہی چلی کہ نیلسن کے جہازات کو سخت نقصان پہونچا۔ اور وہ اونکو درست کرانے کیلئے جزیرہ سینٹ پیری کو چلا گیا۔ اس اثنا مین فرنچ جہاز ٹولون سے روانہ ہوگئے۔ اور نپولین پہلے جزائر کارسیکا کے صدر مقام اجاسیو اور بعد ازان خلیج نیلز کے بندرگاہ سیوٹاویکشیا ہوتا ہوا جہان اس مہم کے لیئے علیحدہ علیحدہ دستے تیار رکھے گئے تہے۔ مالٹا پہونچ گیا۔ نیلسن یکم جون کو جبکہ دس جنگی جہاز وان اور چند فرگیٹ اوس کی کمک پہونچ گئی تہی۔ جب ٹولون واپس آیا تو وہان فرنچ بیڑہ کا نام ونشان نہ پایا۔ وہان سے وہ اٹلی کے حد یار ٹاگیا مون کے دہانہ کو اور اوس جگہ سے ۲۰ جون کو جب نپولین مالٹا سے روانہ ہو رہا تہا۔ نیلسن پہونچا۔ اور وہان فرنچ بیڑہ کے مالٹا کیطرف جانے ہونیکی دیکھے جانے کی خبر سنکر مالٹا کو چلدیا۔ وہان اوسے خیال پیدا ہوا کہ نپولین اسکندریہ کیطرف گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی اوس طرف روانہ ہوگیا۔ اور اسکندریہ جاتے ہوئے وہ فرنچ بیڑہ سے صرف چند میلون کے فاصلہ سے گذر گیا۔ مگر کوہر کی وجہ سے اوسے نہ دیکھ سکا۔ نیلسن اسکندریہ فرنچ جہازات سے پہلے پہنچا۔ اور اونکو وہان نہ پاکر دارڈنیلز کی طرف چلا گیا۔ اور اوس کے چلے جانیکے دو دن بعد یکم جولائی سنہ ۱۷۹۸ء کو نپولین اسکندریہ کے بالمقابل پہونچگیا۔

انگریز مورخین کا بیان ہے کہ نپولین جب تک سمندر پر رہا اوسے انگریزی بیڑہ کی طرف سے سخت تشویش رہی۔ مگر فرنچ مورخین کا بیان ہے اور وہ نسبتاً زیادہ درست بھی معلوم ہوتا ہے کہ نپولین اور اوسکی فوج کو انگریزی بیڑہ سے مٹ بھیڑ ہو جانے سے کسیطرح کا خطرہ نہین تہا۔ اور اوس نے ہر جنگی جہاز پر پانچ پانچسو چیدہ سپاہی بانٹ دیئے تہے جو دن رات توپون پر مشق کرتے رہتے تہے۔ ہان یہ درست ہے کہ وہ مقابلہ ہوجانا نہیں چاہتا تہا۔ کیونکہ چارسو بار برداری کے جہاز فوج سے بھرے ہوئے اوس کے پاس تہے۔ اور غنیم کی گولہ باری سے اون مین سے ایک کے بھی غرق ہوجانے سے سینکڑون جانباز سپاہی ضائع ہوجاتے لیکن اگر مقابلہ ہوجاتا تو وہ اوس کیلئے بالکل تیار تہا۔ اور فرانسیسی امیر البحر کو بحری مقابلہ مین غنیم پر فتح پانے کا پورا یقین تہا کیونکہ اوس کے پاس جنگی جہازون کی معقول تعداد موجود تہی۔ اسکندریہ کے سامنے پہونچکر اوس نے فوراً وہان کے فرنچ قونصل کے پاس قاصد بھیجدیا اور جب انگریزی بیڑہ کی آمد کی خبر سنی تو فوراً فوجکو خشکی پر اوتار دینے کا عزم کرلیا کہ کہین غنیم کا بیڑہ

قریب ہی گشت نہ کر رہا ہو۔ مگر سکندریہ کی محافظ فوج مقابلے کے لیے تیار ہو گئی۔ جسکی وجہ سے اوسکا اسکندریہ کی بندرگاہ میں داخل ہونا سخت مشکل ہو گیا۔ اس پر اس نے اپنے بیڑہ کو ساحل کے برابر تھوڑی دور اور آگے بڑھا دیا۔ اسوقت کم دن بہت گذر چکا تھا۔ اور سمندر تلاطم پر تھا۔ جس کی لہرین بڑے زور کے ساتھ ساحل کی چٹانون کے ساتھ ٹکرا رہی تہین۔ ایسی صورت مین کشتیونکا کنارہ تک پہونچنا محال تھا۔ سمندر کی موجون کا اون کو ایک دوسرے سے ہی ٹکرا کر پاش پاش کر دینے کا خطرہ تھا تاہم نپولین نے بیڑہ کو کھڑا ہو جانیکا حکم دیدیا۔ اور سب سے اول خود کشتی پر سوار ہو کر سب سے پہلے خشکی پر پہونچگیا۔ سپاہی بھی اپنے نوجوان جرنیل کے ساتھ جانے کے لیے جس کی عمر اوسوقت صرف تیئیس برس کی تھی۔ واویلا مچانے لگ گئے چنانچہ اونکو بھی جہازون سے کشتیون پر اتارنا شروع کر دیا گیا۔ اور ایک رات رہے تک چار پانچ ہزار سپاہی خشکی پر پہونچگئے۔ نپولین نے اسقدر فوج سے اسکندریہ پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا تاکہ ترکون کو وہان کی مورچہ بندی وغیرہ کر لینے کی فرصت نہ مل سکے۔ اسوقت ایک گھوڑا[1] بھی جہاز سے نہ اترا تھا۔ بونا پارٹ نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی۔ وہ اسکا اسٹاف اور لنگڑا کفاریلی جس کی ایک ٹانگ چوبین تھی پیدل چل پڑے۔ اور پندرہ بیس میل کا ریگستانی فاصلہ طلوع فجر تک طے کر کے اسکندریہ کے سامنے پہونچگئے۔

اسکندریہ کا قدیم شہر تقریباً ویران پڑا تھا۔ ترک متمول مصری یورپین سوداگر نئے شہر میں آباد تھے پرانے شہر کے کھنڈرات مین صرف چند عرب خاندان بستے تھے۔ نئے اور پرانے دونون شہرون کو ایک بڑی اور کہنہ فصیل احاطہ کیے ہوئے تھی جسکے باہر سب طرف ریت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ریگستان کو اگر مصر کا مقیاس التہذیب کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ کہ وادی نیل کے سوا باقی تمام ملک ریگستان ہے۔ اور اس وادی کی زمین بھی ریگستانی ہے جسپر نیل کے سیلابون سے مٹی کی تہ جمی ہوئی ہے۔ اور اسطرح سے وہ قابل کاشت ہی نہیں۔ بلکہ زرخیز بنی ہوئی ہے۔ پس مصر مین نیل اور ریگستان مین ہروقت لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ اگر ملک مین حکومت مہذب اور با نظام ہوئی تو وہ نیل کے پانی کو نہرون وغیرہ کے ذریعہ سے اوس کے کنارون سے تا بمقدور دور تک پہونچاتے رہکر ریگستان کی حدود کو پیچھے ہٹاتی رہتی ہے۔ اگر بدنظمی کا دور دورہ ہوا تو نہرین وغیرہ حالت کس مپرسی مین پڑ جاتی ہین۔ اور ریگستان کو اپنی حدود آگے بڑھانیکا موقعہ ملجاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ نیل کا تصرف دن بدن کم ہوتا جاتا ہے۔ اور صرف اسیقدر زمینین قابل زراعت رہجاتی ہین جو نیل کی طغیانی سے خود بخود سیراب ہو سکتی ہین۔ کسی زمانہ مین نیل کے سات دہانے تھے جنکے نشان ابتک موجود ہین مگر ابعرصہ دراز سے صرف دو دہانے ایسے ہین۔ جن مین جہاز چل سکتے ہین۔ نیل کی یہ دو بڑی شاخین سمندر سے تقریباً دو سو میل کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے پھٹتی ہین۔ ان دونون شاخون اور کنارہ سمندر سے جو مثلث بنتا ہے اوسے ڈیلٹا کہا جاتا ہے۔ سمندر کیطرف والا ضلع تقریباً اڑہائی سو میل لمبا ہے۔ کل ملک مین یہی علاقہ سب سے زرخیز ہے۔ اسی مصر بحریہ پکارا جاتا ہے۔ اس

[1] نپولین اپنے ساتھ اڑہائی ہزار چیدہ سوار لایا تھا۔ مگر گھوڑے صرف تین سو لئے تھے۔ باقی ماندہ کیلئے اوسے مصر سے گھوڑے مل جانے کی توقع تھی جو پوری ہو گئی۔ مولف۔

مصر وسطیٰ اور اس سے اوپر کے حصّہ کو مصر صعید پکارتے ہین - وادی نیل کے سوا صرف دو علاقون مین کسیقدر سبزی پائی جاتی ہے - یہ دریائے نیل کے بائین کنارے سے کسیقدر فاصلہ پر ریت کے سمندر مین دو جزیرون کی مانند ہین - انہو نخلستان پکارا جاتا ہے - ایک بڑا - اور دوسرا چھوٹا - ان تک نہرون کے ذریعہ نیل کے پانی پہونچ سکتا ہے - مگر اب تک کسی نے اسطرف توجہ نہین کی - خاص مصر مین کبھی بارش نہین ہوتی - دہانہ نیل پر تمازت آفتاب سے جو ابخرات اوپر جاکر بادل بنتے ہین - اونہین موسمی یا تجارتی ہوائین جو مئی جون اور جولائی کے مہینون مین وہان ہر وقت شمال کیطرف سے جنوب کو چلتی رہتی ہین - وہان ایک جگہ نہین ٹہیرنے دیتین - اور حبش اور استوائی علاقون کے پہاڑون کیطرف اڑا لیجاتی ہین - وہ ابخرات ان پہاڑون سے رک کر اور جگہ جمع ہوجاتے ہین - اور جولائی اگست دسمبر مین وہان دل کہولکر برستے ہین - پھر اسی بارش کا پانی دریائے نیل کے ذریعہ علاقہ جات حبش وغیرہ کی زرخیز مٹی کو اپنے ساتھ ملاکر مصر مین پہونچتا اور اوسے سیراب کرتا ہے - دریا مین جولائی سے طغیانی شروع ہوکر ستمبر کو ختم ہوجاتی ہے - اسوقت سے تردد اور کاشت کا کام شروع ہوجاتا ہے - اور اکتوبر نومبر دسمبر جنوری اور فروری کے مہینون مین تمام وادی سرسبز باغ دیتی ہے - مارچ سے موسم گرما کی تمازت پڑنے لگ جاتی ہے اور آفتاب کی گرمی سے زمین پھٹنی شروع ہوجاتی ہے - اور بعض جگہ یہ شگاف اتنے بڑے بڑے پڑجاتے ہین کہ زین سواری پر سفر کرنا خالی از خطرہ نہین ہوتا - مارچ سے زراعتی کام ختم ہوجاتا ہے - مصر مین روغن دار اجناس کی کاشت کا رواج نہین اور بڑے بڑے درخت کہین نہین پائے جاتے - لکڑی بہت کمیاب ہے اور عموماً اپلون سے ایندہن کا کام لیا جاتا ہے - مصر کے گھوڑے دوسرے کچھہ ہی کم قابل تعریف ہوتے ہین - اور بافراط پالے جاتے ہین - ریگستان کا نہ جہاز یعنے اونٹ بھی بکثرت ہوتے ہین - مرغیان اور بھیڑ بکری بھی افراط کے ساتھ پرورش کیجاتی ہین - کسی زمانہ مین مصر مین دو کروڑ کی آبادی تھی - مگر فرنچ حملہ کے وقت تیس لاکھ سے زیادہ نہ تھی - آجکل ایک کروڑ کے قریب آبادی ہے - گذشتہ صدی کے آخیر مین وہان تین بڑی قومین آباد تہین - ایک قدیم مصری یعنی قبطی - نپولین کی فوجکشی کے وقت اونکا شمار دو لاکہہ سے زیادہ نہ تہا - یہ عیسائی مذہب ہین - اور اسوقت تمام روپیہ پیسہ اونکے ہاتھ مین تھا - دوسرے عرب جو آبادی کا بڑا حصّہ اسوقت بھی تھے - اور اب بھی وہی ہین - یہ عرب فاتحان مصر کی اولاد ہین - اور کئی طبقون مین منقسم ہین - اعلیٰ طبقہ کے مصری - مالکان اراضی - عالم - قاضی اور مفتی ہین - وہ شیخ کہلاتے ہین - اور مصر کے اصل امرا وہی ہین - ان سے اترکر چھوٹے چھوٹے زمیندار ہین - اور سب سے ادنیٰ غریب کاشتکار اور مزدور لوگ ہین جو فلاحین کہلاتے ہین -

عربون کی چوتھی قسم بدوی ہے - جو کبھی شہرون مین آباد نہین ہوئی - اور متصلہ ریگستانون مین پھرتی رہتی ہے - یہ لوگ اکثر آوارہ گردون اور شہرون کی آبادیون لوٹتے رہتے تھے - فرنچ حملہ کے وقت انکی کل آبادی لاکہہ سوا لاکہہ سے زیادہ نہ تھی اور بیس پچیس ہزار سوار رن مین موجود رہتے جو دشمن کو صرف تنگ کرنیکا کام دیتے تھے - لڑ نہین سکتے تھے - تیسری قوم ترکون کی تھی جنکی آبادی قبطیون سے زیادہ نہ تھی - مملوک بھی اسی زمرہ مین شامل کئے گئے ہین - عثمانیہ ترک سلطان سلیم اول فاتح مصر

کے وقت سے اس ملک مین آباد ہوئے زیادہ تر ینگچری فوج مین شامل تھے۔

گرچہ بتلانے کی چندان ضرورت نہین کہ بعد مین اکثر لوگ عمداً ینگچریون کی سی رعائیتین حاصل کرنے کے لیے اپنے نام فوج مین درج کرا دیا کرتے تھے فی الواقع فوجی خدمت دینے والے بہت کم تھے۔ سلطان کیطرف سے قاہرہ مین ایک پاشا مقرر ہوتا تہا۔ جو اپنے معدودی چند ینگچریون سے سلطانی اقتدار کو بمشکل قایم رکہہ سکا کرتا تہا۔ اوس کے اقتدار میں اون پیش بندیون سے جو سلطان اوّل نے اوس کے قایم رکہنے کے لیے کی تہین۔ بہت کمزوری اور ضعف واقعہ ہوگیا ہوا تہا کہ سلطان موصوف نے اس امر کے تدارک کے لیے کبھی کوئی چالاک اور بلند پرواز پاشا قسطنطنیہ اور مصر مین مسافت عظیم ہونیسے فایدہ اوٹہا کر باغی ہو کر آزاد ریاست قایم کرنے پر آمادہ نہ ہوجائے۔ مصری گورنر کی طاقت کے پلڑے کو یکسان رکہنے کے لیے مملوکون کی ایک فوج بھی قایم رہنے دی تہی۔ مگر بعد مسافت آخر اپنی تاثیر پیدا کیے بغیر نہ رہے۔ لیکن پاشا اُن کی بجائے مملوک قسطنطنیہ سے خود سر اور مصر کے ایکطرح سے مطلق العنان مالک بن گئے ہوئے تھے۔ یہ مملوک ۲۴ بیگون کے ماتحت ہوتے تھے۔ جو ہمیشہ چرکستان اور کاکیشیا سے نئے غلام خرید کر اپنی جمعیت کو قایم رکہتے تہے۔ ہر ایک بیگ کے پاس پانسو سے لیکر چھ سو تک غلام ہوتے تہے جنکی پرورش اور گذارہ کا کفیل بیگ ہوتا تہا۔ اور ایسا اکثر ہوتا تہا کہ بیگ مرتے وقت بیٹے کی بجائے کسی غلام کو اپنا جانشین بنا جاتے تہے۔ ہر ایک مملوک یا غلام کی خدمت کے لیے دو فلاح مامور ہوتے تہے۔ مملوک شہسواری اور شجاعت مین اپنی نظیر نہین رکہتے تہے۔ اونکی کل جمعیت بارہ ہزار سوارون کے قریب تہی۔ اور ۲۴ ہزار فلاح اونکے خدمتگار ہوتے۔ ملک کے محاصل بھی بیگ قبطی محصلون کی معرفت وصول کیا کرتے تھے۔ اور ترکی گورنرون کے ہاتہہ مین ایک کٹ پتلی ہوا کرتا تہا۔ اور سلاطین اونکی سرکوبی کے لیے وقتاً فوقتاً مہمین بہیجو رہتے تہے۔

چنانچہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے غازی حسن نے کسیقدر انتظام بہی کر لیا تہا۔ کہ روس کے ساتھہ محاربہ شروع ہو جانے پر اُسے مصر سے چلا جانا پڑا۔ یہ بیگ قانوناً یکسان استحقاق رکھتے تھے۔ مگر وہ عموماً ایک دوسرے کے ساتھہ مشغول کارزار رہتے تھے۔ اور جو سب سے طاقتور ہو جائے۔ وہ سب کا سردار تسلیم کر لیا جاتا تھا اور ملک کا بادشاہ در حقیقت وہی ہوا کرتا تھا۔ اور ایسا اکثر ہوتا تھا کہ وہ ترکی پاشا یا باب عالی کو محاصل اراضی کے ادا کرنے سے بہی انکار کر دیا کرتا تہا۔

نپولین کی فوج کشی کے وقت دو بیگ سربرآوردہ تہے۔ ایک کا نام ابراہیم بک تہا۔ جو متمول۔ ہوشیار اور طاقتور تھا۔ دوسرا امراد بک تھا جو بہادر۔ شجاع اور گرمجوش نوجوان تہا لیکن دونون نے باہمی رضامندی سے حکومت کو اس طرح سے آپس مین بانٹ رکھا تھا۔ کہ تمام ملکی امور کا انصرام ابراہیم بک کے ہاتھ مین تھا اور فوجی معاملات مراد بک کے تصرف مین تھے گویا وہ سپہ سالار تہا۔ اور کل مملوک بھی اوسکی ماتحت لڑنے پر دل و جان سے رضامند تھے۔ مصر کی اوس وقت کی حالت کو اس اجمالی بیان کے بعد ہم نپولین کے فوجی کارروائیون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

نپولین نے اپنی چار ہزار فوج کو تین حصون مین تقسیم کر کے اسکندریہ پر تین طرف سے حملہ کیا۔ ترکون اور عربون نے نہیں

کرنے پیچھے سے تابرتوڑ آتشباری کی۔ مگر فرانسیسی فصیل پر چڑھ گئے چڑھتے وقت ایک حصہ کا کمانڈر مشہور کلیبر سب سے پہلے زخمی ہو کر نیچے گرا۔ لیکن حملہ آورون کے حوصلے اس سے بھی پست نہ ہوئے۔ وہ پرانے شہر مین داخل ہو گئے۔ اور محافظین نئے شہر کو پیچھے ہٹ گئے۔ جہان فرنچ مورخ تھیئر کا بیان ہے کہ ضرور دست بدست لڑائی ہوتی۔ لیکن ایک ترکی کپتان نے بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرا دی۔ نپولین نے اوسکی معرفت کہلا بھیجا کہ مین ملک کو لوٹنے یا اوسے سلطان کے تصرف سے چھیننے کیلیے نہین آیا۔ بلکہ اوسے مملوکون کے دست تظلم سے بچانے اور اون سے اُن شرارتون کا بدلہ لینے کے لیے جو وہ فرانسیسی سوداگرون کیساتھ کرتے رہے ہین۔ مین وعدہ کرتا ہون کہ ملک کی حکومت بحال رکھی جائیگی۔ اور باشندون کے مذہب یا مال و جان اور رسم و رواج مین کوئی دست اندازی نہین کی جائیگی۔"

ان شرائط کر سننے پر محافظین مقابلہ سے دست بردار ہو گئے۔ اور سکندریہ پر نپولین کا قبضہ ہو گیا۔ اس اثنا مین باقی ماندہ فوج بھی خشکی پر اتر آئی تھی۔ جو اپنے جرنیل کو مفتوحہ شہر مین آ ملی۔ نپولین نے اوس پالیسی اور طریق عمل کا جس کا مصر مین اختیار کرنا مفید مطلب ہو سکتا تھا پہلے سے ہی تصفیہ کر لیا ہوا تھا۔ اوس نے باب عالی کے متعلق یہ پالیسی پسند کی تھی کہ جبتک ہوا اوسے دم دلاسے بگڑنے اور فرنچ مہم سے بدظن ہونے نہ دیا جائے۔ اور اسے کہا جائیکہ فرانسیسی محض مملوکون کو تباہ کرنے کے لیے مصر مین داخل ہوئے ہین بعد ازان یا تو مصر کو بالکل فرانس کے سپرد کر دینے پر رضی کر لیا جائے۔ یا ترکی پاشا بدستور سابق اوسی وضع مین رہنے دیا جاکر مملوکون کی جگہ خود لے لی جائے۔ باشندون کی تالیف قلوب کے لیے جو زیادہ تر عرب تھے۔ اوس نے مشائخ و شیوخ کی دلداری کی پالیسی اختیار کی۔ چنانچہ اوس نے ترکی پاشا۔ رعایا اور اپنی سپاہ کے نام اعلان صادر کر کے اونکا ترجمہ عربی زبان مین بھیجکر ایک جگہ مشتہر کرا دیا جائے۔

پاشا کی طرف یہ اعلان بھیجا گیا۔ "فرنچ گورنمنٹ نے مملوک بیگون کی سرکوبی کے لیے بھیجکر اوسے اس صدی مین ٹیونس اور الجزائر کے بیگون کے برخلاف کئی مرتبہ اپنی فوجین بھیجنی پڑی ہین۔ ایک زبردست فوج مصر کو روانہ کی ہے تمکو تو چاہیے تھا۔ ان بیگون کا حاکم۔ مگر جو اونکے غلام بنے ہوئے اور ان کے ہاتھ مین بالکل بے بس ہو۔ میری آمد پر بالخصوص خوش ہونا واجب ہے۔ تمکو یہ اچھی سے معلوم ہے کہ مین قرآن یا سلطان کے برخلاف کسی امر کا مرتکب ہونے کے لیے نہین آیا۔ تمکو معلوم ہے کہ کل یوروپ مین صرف فرنچ قوم ہی سلطان کی دوست ہے۔ پس میرے ساتھ آکر شامل ہو جاؤ۔ اور میرے ساتھ ملکر بیگون کی اس ملعون قوم پر لعنت بھیجو۔"

رعایا مصر کو نپولین نے اپنے اعلان مین اسطرح مخاطب کیا۔ "باشندگان مصر۔ تمکو کہا جائیگا کہ مین تمہارے مذہب کو منہدم کرنے کے لیے آیا ہون۔ اس پر ہرگز یقین نہ کرنا۔ بلکہ ایسے کہنے والے کو جواب دو کہ مین تمہارے حقوق کو قایم کرنے اور غاصبون کو سزا دینے کے لیے آیا ہون۔ اور کہ مین خدا۔ اوس کے رسول اور قرآن شریف کا ادب اور احترام اوس سے زیادہ کرتا ہون

کنیز یا عمدہ گھوڑا یا نفیس عمارت ہے جو مملوکون کی دستبرد سے بچی ہوئی ہو۔ اور جسکو اونہون نے تمہارے تصرف مین نہ دیدیا ہو کیا مصر ان کے اجارہ مین آگیا ہوا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو وہ اس پٹہ کو پیش کرین جو خدا نے اون کو اس ملک کا دیا ہے مگر نہین خدا عادل اور اپنے بندون پر رحیم ہے۔ اور اس نے حکم دیدیا ہے کہ مملوکون کی حکومت اب اور زیادہ عرصہ زیادہ قایم نہین رہے گی۔ ہم فرانسیس بھی سچے مسلمان ہین۔ کیا ہم ہی وہ نہین ہین جنہون نے اوس پوپ[1] کو جو مسلمانون کے برخلاف جہاد کا وعظ کیا کرتا تھا۔ برباد کیا ہے؟ کیا ہم ہی وہ نہین ہین جنہون نے مالٹا کے نائیٹون کو تباہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ متعصب خبط رکھتے تھے کہ خدا نے اونہین مسلمانون کے ساتھ لڑتے رہنے کا حکم دے رکھا ہے۔ پس مبارک اور سعید ہین جو ہمارے ساتھ شامل ہوجائین یا بالکل الگ تھلگ رہین۔ لیکن کمال بدبخت ہون گے۔ وہ لوگ جو مملوکون کے ساتھ شریک ہوکر ہمسے مقابلہ کرین گے۔"

اپنے سپاہیون کو بونا پارٹ نے باین الفاظ مخاطب کیا: "تم ایک ایسی فتح کیلئے تہیہ کر رہے ہو جس کا اثر دنیا کی تہذیب اور تجارت پر بے اندازہ پڑیگا۔ تم اِس سے انگلستان کو ایسا کاری زخم لگاؤ گے جو اس ہلک دار اور پیام اجل کا پیش خیمہ ہوگا۔ جو بعد ازان تم عنقریب اوس پر وارد کروگے۔ جن لوگون مین اب ہمین رہایش اختیار کرنی پڑیگی وہ مسلمان ہین اور اون کے مذہب کا پہلا اصول یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اوسکا رسول ہے۔ اِس کی ہرگز تردید کرنا۔ اون کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا کہ تم یہودیون اور اطالیون سے کرچکے ہو۔ اونکے مفتیون اور اماموں کا ویسا ہی احترام کرو جیسا کہ تم یہودی اماموں اور عیسائی بشپون کا کرتے رہے ہو۔ اُنکی مذہبی مراسم اور مساجد کی ویسی ہی حرمت کرو جیسی کہ تم راہب خانون۔ معابد یہودان اور یہودی و عیسائی مذہب کی کرتے رہے ہو۔ رومن افواج سب مذہب کی حفاظت کرتی تھین۔ تم یہان کے رسم و رواج کو یورپ کے رسم و رواج سے مختلف پاؤگے۔ تمہین اپنے تئین ان رسومات سے مانوس بنانا چاہیئے۔ یہ لوگ جن مین ہم آئے ہین عورتون کو ویسا نہین سمجھتے جیسا کہ ہم اور یہ یاد رکھو کہ ہر ملک مین زنا بالجبر کے مرتکب صرف بزدل ہی ہوا کرتے ہین۔ سب سے پہلا شہر جو ہم دیکھین گے۔ وہ سکندر کا آباد کیا ہوا ہے۔ ہم قدم قدم پر شاندار یادگارین پائین گے۔ اور پرانے نامورون کے کارنامے ہماری آنکھون مین پھر جائین گے۔ اور وہ اس قابل ہین کہ فرانسیسیون کی عرق حمیت اور جوش رقابت اون سے مشتعل ہو۔"

اسکندریہ پر قابض ہونے کے بعد اوس نے رعایا کی تالیف قلوب کے لیے عدالت کا پہلے جیسا ہی انتظام رہنے دیا۔ اور قاضیون کو اون کے عہدون پر بحال رکھا صرف مملوکون کے ہاتھ مین جو صیغہ تھا۔ اوس پر ایک فرنچ کمشنر کو مقرر کردیا یہ صیغہ وصولی محاصل کا تھا۔ دریائے نیل مین طغیانی آنیکا موسم عنقریب شروع ہونے والا تھا۔ اس لیے اس لیے اوس نے مناسب سمجھا کہ علاقہ مین طغیانی کا سیلاب پھیلنے سے پہلے پیشقدمی کرکے ڈٹا اور قاہرہ پر قبضہ کرلیا جائے

[1] ملک اٹلی اور روم کی طرف اشارہ ہے۔ مولف۔

تین ہزار فوج کلیبر کے ماتحت جو زخم کی وجہ سے مہینہ سوا مہینہ تک لڑائی کا کام نہین کر سکتا تہا۔ اسکندریہ مین چھوڑی گئی۔ اور اسکو صلاح و مشورہ دیتے رہنے کے لیے شہر کے شیوخ اور معزز باشندون کی میونسپل کمیٹی قایم کر دیگئی۔ اسکندریہ کے قلعون اور حفاظتی تعمیرات کی درستی اور تیاری کا کام کرنیل کرٹین کے سپرد کیا گیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑے سے خرچ پر بحیرہ روم کی عروس البلاد کو خوب محفوظ کر دیا۔

ان انتظامون سے فارغ ہو کر نپولین نے فوج کا کچھ حصہ ہلکے ہلکے جہازون پر سوار کر کے دہانہ دمیاط کے راستہ قاہرہ کو روانہ کیا۔ اور اسے حکم دیا۔ کہ رمانیہ مین نپولین کا انتظار کرے۔ اور خود باقیماندہ فوج لیکر خشکی کے راستہ ۶ جولائی کو رمانیہ کی طرف چلدیا مقام مذکور کو اسکندریہ سے دو سڑکین جاتی تہین ایک آباد علاقہ مین سے اور دوسری دمنہور کے راستہ ریگستان مین سے۔ مگر آخر الذکر کی مسافت پہلے سے بہت کم تہی۔ نپولین نے اوسی کو پسند کیا اوسکی فوج کو راستہ مین تشنگی۔ فاقہ۔ ریت کے تودون اور عرب سوارون کی چھیڑ چھاڑ سے سخت تکلیف پہونچی۔ سپاہی افسرون پر دل کے جلے پھپولے بڑی تلخی کے ساتھ پھوڑتے رہے۔ اور کہتے کہ کیا یہی وہ زرخیز ملک ہے۔ جہان سے کہا جاتا تہا کہ ہمین اسقدر دولت ملیگی۔ کہ ہر ایک ہی مال غنیمت سے فرانس مین چھ چھ ایکڑ زمین خرید سکے گا۔ آخر ۱۰ جولائی کو نیل کے کنارہ پر پہونچ جانے سے ان تکالیف کا خاتمہ ہو گیا اور سپاہ کی بشاشت پھر تازہ ہو گئی۔ مراد بک کو ان پیشقدمی کی خبر پہونچ گئی تہی۔ اور ابراہیم قاہرہ مین مملوک فوج جمع کرنی شروع کر دی تہی۔ جسکے جمع ہونے تک وہ بارہ تیرہ سو سوار لیکر دشمن کے کوچ مین مزاحم ہونے کے لیے آگے بڑھ آیا تہا۔

نپولین بیڑہ سے پہلے رمانیہ پہونچ گیا۔ اوس نے بیڑہ کا انتظار کرنے اور فوج کو آرام دلانے کی لیے ۱۳ جولائی تک وہان قیام کیا۔ پھر بیڑہ کو پہلے روانہ کرکے خود بھی اوسی دن روانہ ہو گیا۔ مملوکون کے پاس بھی چھوٹے چھوٹے جہاز روان کا جنہین مصری جرم کہتے ہین۔ بیڑہ تھا۔ اوس نے فرنچ بیڑہ پر بڑی تیزی سے حملہ کر کے دو گنبوٹ چھین لیے مگر فرنسیسیون نے جہاز پھر واپس لے لیے۔ اور آخر مملوکی بیڑہ پسپا کر دیا گیا۔

یہ معرکہ قصبہ شبرخیت کے قریب ابھی ہو ہی رہا تہا کہ نپولین بھی فوج لیکر پہونچ گیا۔ مملوک شہسواری۔ شجاعت شمشیر بازی اور حملہ کی تیزی مین کل دنیا کی فوج سواران سے ممتاز شمار کیے جاتے تہے۔ اون کے مقابلہ کے لیے نپولین کے پاس فوج پیدل تھی۔ جسے اب پہلی مرتبہ ان بلا کے پھرتیلے شہسوارون سے سابقہ پڑنے والا تہا۔ نپولین نے اپنی پانچون ڈویژنون کو پانچ مربعون کی شکل مین صف بستہ کر دیا۔ توپین ہر مربع کے زاویون پر رکھی گئین۔ اور مربع ایکدوسرے کے دوش بدوش کھڑے کئے گئے۔ سامان کمپ مربعون کے اندر کر لیا گیا۔ مملوک جنکی تعداد بارہ تیرہ سو کے قریب تھی۔ بجلی کیطرح کڑکتے ہوئے ان مربعون پر جھپٹے۔ مگر فرانسیسیون کے قدم نہ لرزے۔ اور اونہون نے حملہ آورون کو سنگینون کی نوکون پر لیلیا۔ مملوکون کے پاس پستول بھی ہوا کرتے تھے جنکو وہ قریب پہنچکر دشمن پر خالی کر دیتے تھے۔ اور پھر تلوار پکڑ کر اپنے غنیم کو جنکی صفین حملہ کے تصادم سے پراگندہ ہو گئی ہوتی تہین کاٹنا شروع کر دیتے تہے۔ مگر فرانسیسیون کی بھی صفین قایم رہین۔ مملوک کا وار اکر کر دوسری صفون کیطرف

پلٹے۔ اور بھی سنگینوں کی یکسان باڑھ موجود تھی۔ وہ کسیطرف نپولین کے مربعوں مین سے کسی ایک کا کوئی ضلع نہ توڑ سکے۔ اس اثنا مین فرنچ آتشباری سے اون کے دو تین سو بہادر قتل ہو چکے تھے جبکہ مراد اور اوس کے ہمراہی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے قاہرہ کے رُخ پیچھے ہٹ گئے۔

قاہرہ دریائے نیل کے داہنے کنارے پر واقع ہے۔ مراد بک نے دریا کے غربی کنارہ پر اوس میدان مین جو اہرام مصری اور دریا کے درمیان ہے غنیم کے مقابلہ کا انتظام کیا۔ اس غرض کیلئے اوس نے دس ہزار کے قریب مملوک سوار جمع کر لیئے۔ جن کے بیس ہزار پیدل خدام ایک گانون مین جس کا نام انبابہ ہے مورچون کے پیچھے رکھے گئے۔ مراد نے پاشا کی ینگچری فوج کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا ہوا تھا۔ ترکی گورنر نپولین کے اعلان کے باوجود مراد کے ساتھ شریک ہو گیا تھا۔ مراد بک کی فوج کے علاوہ کئی ہزار بدوی عرب بھی اس انتظار مین ایک طرف کو کھڑے تھے۔ کہ فرانسیسیون کو شکست ملتی ہے۔ اونپر ٹوٹ پڑین اور انکا مال و اسباب لوٹ لیوین ادہر قاہرہ مین ابراہیم ایک ہزار مملوک اور اپنی کل مستورات۔ غلامون اور زر و دولت کو جمع کر کے اس کام کے لیئے تیار بیٹھا تھا کہ اگر مملوک فوج کو شکست ملے تو وہ فی الفور قاہرہ سے شام کیطرف بھاگ جائے۔

نپولین کا مملوک فوج سے ۲۱ جولائی کو مقابلہ ہوا۔ اوس دن اوسکی فوج طلوع آفتاب سے پہلے کوچ کر کے اسکیطرف بڑہی تھی۔ رحمانیہ سے آگے بھی اسے راستہ مین بہت تکلیف اوٹھانی پڑی تھی۔ اور اُسے کوئی بڑا شہر رستہ مین نہ ملا تھا جس سے فرنچ سپاہیون کو خیال ہو گیا تھا۔ کہ قاہرہ کا بھی یونہی نام مشہور ہے۔ وہ بھی دمنہور اور رحمانیہ کیطرح گھاس پھوس کی جھونپڑیون کی کوئی ٹوٹی پھوٹی بستی ہوگی۔ مگر ۲۱ جولائی کو سورج کے نکلنے پر جب اونہین دور سے قاہرہ کی مساجد کے سر بفلک مینار اور گنبد دکھائی دیئے تو خوشی سے اونکی باچھین کھل گئین۔ اور ان میناروں کو ایکطرف اور دوسری طرف اہرام مصری کو دیکھکر وہ کچھ ایسے مبہوت ہو گئے کہ کل فوج کے قدم تھوڑی دیر کے لیئے آگے بڑھنے سے رک گئے۔ فوج کا یہ رنگ دیکھکر نپولین کی پُرجوشی اور خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر سپاہیون کی صفون کے سامنے چکر لگانے گیا۔ اور ہر صف کو اہرام کیطرف اشارہ کر کر یون مخاطب کرتا جاتا تھا "خیال کرو۔ ان اہرام کی چوٹیون سے چالیس صدیان تمہین دیکھ رہی ہین"

دشمن کے قریب پہونچکر نپولین نے اپنی فوج کو کبہ ریس کیطرح پھر مربعون میں صف آرا کر کے آگے بڑہنا شروع کیا۔ اور جب مراد بک نے وہان آ کیا تو اوس کے ڈویژن دشمن کے دھاوے کو روکنے کے لیئے یکبارگی مربع باندھے کھڑے ہو گئے۔ مراد کی یہان بھی فرنچ سنگینون کی باڑ کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ اوس نے متواتر حملے کئے۔ جن مین فرنچ آتشباری اور لوگون سیکڑون مملوک ہلاک ہو گئے۔ آخر مملوکون کی صفین پراگندہ ہو گئین۔ اور وہ صحرا کی طرف یا دریا کے رُخ بھاگ گئے۔ اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ تقریباً چھ سو لوگ لڑائی مین قتل ہوئے۔ اور ایک ہزار کے قریب دریا مین ڈوب گئے۔ فرانسیسی ایک سو کے قریب قتل اور زخمی ہوئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر مربع بندی ٹوٹ جائے۔ تو نہایت ہی سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے لیکن اگر مربع بندی کی چال کامیاب ہی تو بہت ہی خفیف نقصان ہوتا ہے۔ نپولین نے فتح کے بعد غیرہ مین جہان مراد بک نے عالیشان محل تیار

کیا ہوا تہا۔ قیام کیا۔ فرنچ فاتحین کو غرا اور اسباب میں بیشمار مال غنیمت ہاتہہ آیا۔ مقتول مملوکون کی لاشون سے بہی بادر کو بیکران دولت ملی۔ مملوکون کا قاعدہ تہا۔ کہ وہ اپنی کل دولت اپنے ساتہہ ہمیانیون مین ڈالکر رکہا کرتے تہے۔ لاشون کی کمرون سے ان ہمیانون کو کہول لیا گیا۔ جن مین سے ہر ایک مین دو دو تین تین سو طلائی دینار پائے گئے۔ میدان کا صفایا کر لینے کی بعد دریا سے مملوکون کی لاشین کئی دن تک اسی غرض سے نکالی جاتی رہین۔ قیمتی شال۔ مرصع زینین اور نادر ہتہیار جو دستیاب ہوئے وہ علیحدہ رہے۔

مملوکون کو شکست ملتے ہی قاہرہ مین بدمعاش فرقے نے ہڑبونگ مچادی۔ اور تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو گیا۔ فرنچ بیڑہ ابھی تک نہین پہنچا تہا۔ اس لئے نپولین دریا کو عبور کر کے قاہرہ نہین پہنچ سکتا تہا لیکن شہر والے غارت گرون کی دست برد سے ایسے تنگ آگئے کہ انہون نے دوسرے دن خود قاہرہ کے فرنچ سوداگرون کو نپولین کے پاس بہیجکر اسے شہر مین داخل ہونے کیلئے کہلا بہیجا۔ اور نپولین نے چند جرم مہیا کر کے کچہ فوج شہر مین بہیجدی۔ جس نے ہوتے ہی امن قایم کر دیا۔ تیسرے دن نپولین شہر مین داخل ہوا۔ اور مراد بک کے محل پر قابض ہو گیا۔

قاہرہ مین بہی فاتح نے وہی پالیسی قایم رکہی۔ جو اسکندریہ مین اختیار کی گئی تہی جسکے اس نے اپنی جادو بیانی خوش اخلاقی اور نرم برتاؤ سے جامع ازہر کے علما تک سے یہ فتویٰ لکہا لیا کہ تمام مصریون کو نیکبخت اور عادل فرمانروا کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ خداوند کریم کا کمال احسان وفضل ہے کہ اوس نے ہمکو مملوکون کے ظلم سے بچانے کیلئے یہ فرشتۂ رحمت یہان بہیجدیا ہے۔

عدالتون کا انتظام وہی رہنے دیا گیا۔ اور اسکندریہ کیطرح یہان بہی اعیان شہر و شیوخ کی مجلس شوریٰ قایم کی گئی۔ صرف محاصل کی وصولی اپنی ہاتہہ مین رکہی۔ تالیف قلوب کی ان تدابیر سے فارغ ہو کر اوسنے بالائی اور دیگر علاقون پر متصرف ہونے کیلئے مختلف دستے بہیجدیئے۔ ہر ایک جرنیل کو رعایا کی تسخیر قلوب کی سخت ہدایت کر دیگئی۔ بعد ازان فوج کے آرام و آسایش کا انتظام کیا۔ اونکو مملوکون کے مکانات مین فروکش اور انکی خورد و نوش کا باحتیاط بندوبست کیا۔ لیکن ساتہہ ہی اونکو عورتون کی عزت و احترام کرتے رہنے کی کمال تاکید کردی۔ فرانسیسی طبعًا زندہ دل اور خوشباش ہوتے ہین۔ وہ فورًا عربون کے ساتہہ گہل ملگئے۔ اور فاتح و مفتوح مین جو مغایرت ہوا کرتی ہے۔ اوسکا نام و نشان نرہا۔

بونا پارٹ نے ہمسایہ ممالک سے دوستانہ تعلقات قایم کرنے کو بہی فراموش نہ کیا۔ ہر سال مصر سے جو حاجیون کا قافلہ مکہ معظمہ جاتا ہے۔ اوسکے لئے خود اس نے امیر حاج مقرر کیا۔ اور فرنچ قونصلون کی معرفت شمالی افریقہ کی ریاستون کے حکمرانون کو مطلع کر دیا۔ کہ حاجیون کا قافلہ بدستور اس سال بہی روانہ ہوگا۔ اون ممالک کے مسلمانون کے قافلے آنیسے ذرہ بہی نہ جہجکین شیوخ مصر کی معرفت بہی اطلاع شریف مکہ کو دیگئی کہ حاجیون کے قافلون کی بدستور حفاظت و حمایت کیجائے گی۔ قاہرہ کا ترکی گورنر ابراہیم بک ساتہہ بلبیس کو بہاگ گیا تہا۔ اُسے اور نیز دمشق و عکہ کے ترکی گورنرون کو بہی اطلاع دیگئی کہ فرانس بدستور

بابعالی کا دوست ہی مگر یہ پیشبندیان اب فضول تھین۔ بابعالی اپنے زرخیز ترین صوبہ پر عین امن کی حالت مین اس طرح اچانک حملہ کر دیئے جانے اور مصر کے اوپر قابض ہو جانے سے کبھی چشم پوشی کر سکتا تہا۔ مگر بابعالی کی ناراضگی کے ذکر سے پہلے اس موقعہ پر نپولین کے مصری کارنامون کے سلسلہ کو ختم کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نپولین نے عرب باشندگان مصر کے رسم و رواج سے بخوبی واقف ہونے کے لیئے اونکی جلسون اور تیوہارون مین بڑی خوشی سے شریک ہونا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ دریائے نیل کی طغیانی کے تیوہار مین جو مصر مین سب سے بڑی خوشی کا موقع ہوتا ہے۔ شاہانہ تزک و احتشام سے کل فوج سمیت شریک ہوا۔ مصر کا کل دار و مدار نیل پر ہے۔ اور اسی لیئے وہان کے باشندے اوسے نہایت محبت بلکہ ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

طغیانی آنے پر دریا کا پانی قاہرہ مین لایا جاتا ہے اور اسوقت بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اسے جلسہ خلیج کہتے ہین اور فتح اسلام سے پہلے اس موقعہ پر مصری ایک نوجوان خوبصورت کنواری لڑکی کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑہایا کرتے تہے حضرت عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کرنے پر اس رسم کو موقوف کیا تہا۔ اور لڑکی کے عوض اس مضمون کا رقعہ دریا مین پھینکا تہا۔ "اگر تو خدا کے حکم سے چڑہتا ہے تو اب بھی چڑہے گا۔ اور اگر اپنی مرضی سے چڑہا کرتا ہے تو نہ چڑہ" پانی نہر کے ذریعہ سے شہر مین لایا جاتا ہے۔ اس نہر کے سرے پر ایک مضبوط بند بنا ہوا ہے جب دریا مین پانی مقررہ انداز تک چڑہ آتا ہے تو اوس وقت اعیان دولت کنارہ دریا پر جمع ہوتے۔ اور اس پشتہ کو کٹوا کر دریا مین پانی نہر کا داخل کرتے ہین۔ یہ رسم عموماً ماہ اگست کو ادا کی جاتی ہے۔ اوسوقت کشتیون کی دوڑ بھی ہوتی ہے۔ نپولین نے اسدن کل فوج کو صف آرا کیا۔ اپنی ہاتھ دوڑ جیتنے والون کو انعام دیئے۔ اور رات کو سارے شہر مین چراغان کرادی۔ مولود نبوی کی تقریب پر بھی نپولین نے اسی طرح کیا۔ اور بڑی دہوم دہام سے مجلسین کرائین۔ خود جامع مسجد مین جاکر مولود خوان کے ساتھ مصلے پر بیٹھا رہا۔ اور مسلمانون کی طرح درود اور تسبیح پڑہتا رہا۔ پھر شام کو شیخ الاسلام کی دعوت مین شریک ہوا۔

ان کاروائیون سے نپولین نے مصری مسلمانون کے دلون کو پورا پورا قابو کر لیا۔ اور اوسکی تعریف و ثنا مین سیکڑون گیت بنا لیئے گئے۔ جن کو چھوٹے چھوٹے بچے بہی بازارون مین گاتے پھرتے تہے۔ ان باتون کے ساتھ ہی وہ نومفتوحہ ملک کو علم تہذیب کی نورانی شعاعون سے منور کرنے سے بھی غافل نہ رہا۔ وہ بڑے بڑے علما و فضلا اور ماہران علوم جدیدہ کو ہمراہ لیگیا ہوا ہی تہا۔ اونکی ادب ہان ایک انسٹی ٹیوٹ قایم کی۔ اور ایک عالیشان محل و بیش بہا جاگیر اوس کے لیئے وقف کر دی۔ اس انسٹیٹیوٹ کے بعض ممبر ملک کی مساحت و اوس کا مکمل نقشہ تیار کرنے مین مصروف ہو گئے۔ بعض کے ذمہ کہنڈرات دیکھہ بھال کا کام ڈالا گیا۔ بعض ملک کی طبعی پیداوارون کی پڑتال مین مشغول گئے۔ کچھہ علم ہیئت۔ فلسفہ طبعی اور علم موجودات کے متعلق مشاہدہ اور تجربے کرنے لگ گئے۔ اور چند کو یہ کام سپرد کیا گیا کہ کلون۔ نہرون۔ چاہات اور دیگر مہذب وسائل اور یوروپ کی معلومات جدیدہ سے کسطرح باشندگان مصر کی حالت کو سنوارا جا سکتا ہے۔ شہر

کے وقت سے اس ملک مین آباد ہوئے۔ زیادہ تر ینگچری فوج مین شامل تھے۔

مگر یہ بتلانے کی چندان ضرورت نہین کہ بعد مین اکثر لوگ عموماً ینگچریون کی سی رعایتین حاصل کرنے کے لیے اپنے نام فوج مین درج کرا دیا کرتے تھے۔ فی الواقع فوجی خدمت دینے والے بہت کم تھے۔ سلطان کی طرف سے قاہرہ مین ایک پاشا مقرر ہوتا تھا۔ جو اپنے معدودے چند ینگچریون سے سلطانی اقتدار کو بمشکل قایم رکھہ سکا کرتا تھا۔ اوس کے اقتدار مین اون ہی پیشبندیون سے جو سلطان سلیم اوّل نے اوس کے قایم رکھنے کے لئے کی تھین بہت کمزوری اور ضعف واقع ہو گیا ہوا تھا سلطان موصوف نے اس امر کے تدارک کے لیے کہ کبھی کوئی چالاک اور بلند پرواز پاشا قسطنطنیہ اور مصر مین مسافت عظیم سے بیجا فایدہ اوٹھا کر یا دلیر ہو کر آزاد ریاست قایم کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے مصری گورنر کی طاقت کے بلڑے کو یکسان رکھنے کے لیے مملوکون کی ایک فوج بھی قایم رہنے دی تھی۔ مگر بُعد مسافت آخر اپنی تاثیر پیدا کئے بغیر نہ رہے۔ لیکن پاشا کی بجائے مملوک قسطنطنیہ سے خود سر اور مصر کے ایکطرح سے مطلق العنان مالک بن گئے ہوئے تھے۔ یہ مملوک ۲۴ بیگون کے ماتحت ہوتے تھے۔ جو ہمیشہ چرکستان اور رکاکیشیا سے نئے غلام خرید کر اپنی جمعیت کو قایم رکھتے تھے۔ ہر ایک بیگ کے پاس پانسو سے لیکر چھہ سو تک غلام ہوتے تھے جن کی پرورش اور گذارہ کا کفیل بیگ ہوتا تھا۔ اور ایسا اکثر ہوتا تھا کہ بیگ مرتے وقت بیٹے کی بجائے کسی غلام کو اپنا جانشین بنا جاتے تھے۔ ہر ایک مملوک یا غلام کی خدمت کے لیے دو فلاح مامور ہوتے تھے۔ مملوک شہسواری اور شجاعت مین اپنی نظیر نہین رکھتے تھے۔ اونکی کل جمعیت بارہ ہزار سوارون کے قریب تھی۔ اور ۲۴ ہزار فلاح اون کے خدمتگار ہوتے تھے۔ ملک کی محاصل بھی بیگ قبطی محصلون کی معرفت وصول کیا کرتے تھے۔ اور ترکی گورنر اون کے ہاتھہ مین ایک کٹھ پتلی ہوا کرتا تھا۔ اور سلاطین اونکی سرکوبی کے لئے وقتاً فوقتاً مہمین بھیجتے رہتے تھے۔

چنانچہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے غازی حسن نے کسیقدر انتظام بھی کر لیا تھا کہ روس کے ساتھہ محاربہ شروع ہو جانے پر اُسے مصر سے چلا جانا پڑا۔ یہ بیگ قانوناً یکسان استحقاق رکھتے تھے۔ مگر وہ عموماً ایک دوسرے کے ساتھہ مشغول کارزار رہتے۔ اور جو سب سے طاقتور ہو جاتے۔ وہ سب کا سردار تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ اور ملک کا بادشاہ درحقیقت وہی ہوا کرتا تھا۔ اور ایسا اکثر ہوتا تھا کہ وہ ترکی پاشا یا باب عالی کو محاصل اراضی کے ادا کرنے سے بھی انکار کر دیا کرتا تھا۔

نپولین کی فوجکشی کے وقت دو بیگ سربرآوردہ تھے۔ ایک کا نام ابراہیم بک تھا جو متمول۔ ہوشیار اور طاقتور تھا۔ دوسرا مراد بک تھا جو بہادر شجاع اور گرمجوش نوجوان تھا۔ ان دونون نے باہمی رضامندی سے حکومت کو اس طرح سے آپس مین بانٹ رکھا تھا۔ کہ تمام ملکی امور کا انصرام ابراہیم بک کے ہاتھہ مین تھا۔ اور فوجی معاملات مراد بک کے تصرف مین تھے۔ گویا وہ سپہسالار تھا۔ اور کل مملوک بھی اوسکی ماتحت لڑنے پر دل و جان سے رضامند تھے۔ مصر کی اوس وقت کی حالت کے اس اجمالی بیان کے بعد پھر نپولین کے فوجی کاروائیون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

نپولین نے اپنی چار ہزار فوج کو تین حصون مین تقسیم کر کے اسکندریہ پر تین طرف سے حملہ کیا۔ ترکون اور عربون نے

امیر البحر مذکور کے جہازات ابوقیر کے سامنے جو سکندریہ سے بجانب شرق چند میلون کے فاصلہ پر واقع ہے کہلے سمندر مین نیم دایرہ کی شکل مین لنگر زن تھے - یہ جہاز تعداد مین تیرہ تھے - اور ان کے نیم دایرہ یا قوس کا ایک سرا ایک چھوٹے سے جزیرہ سے جو جزیرہ ابوقیر کے نام سے پکارا جاتا ہے - مس کرتا تہا - اس جزیرہ پر امیر البحر نے بارہ پونڈ گولہ چلانے والی توپون کی ایک بابری نصب کروی تھی - اور اوسے پختہ یقین تہا کہ مخالف کا کوئی جہاز اس جزیرہ اور اس کے جہازات کی صف کے درمیان سے گذر کر اوس کے عقب کو نہین جاسکتا - اس امر کا اوسے ایسا کامل یقین تہا کہ جزیرہ کی طرف اوسنے اپنی صف مین کمزور ترین جہاز رکھے ہوئے تھے - اوسے بڑا فکر اپنی صف کے دوسرے سرے کے بچاؤ کا تہا کیونکہ وہ کہلے سمندر مین تہا - اور اوس کی حفاظت کے لیئے بازو پر کوئی خشکی موجود نہ تھی - اسی لیئے اوسنے بڑے بڑے جہاز ادہر متعین کئے ہوئے تھے -

علاوہ برین جس رُخ پر اوس نے اپنے جہازون کی صف قایم کی ہوئی تھی - اور جدہر سے غنیم اوسپر حملہ آور ہوسکتا تہا ہوا اس سے مخالف رُخ چل رہی تہی - جس سے اوس نے خیال کرلیا تہا کہ ایسی صورت مین کوئی دشمن اوسپر حملہ کرنیکی جرأت نہین کریگا - پس بزعم خود سب طرح سے محفوظ ہونیکا انتظام کرکے وہ نپولین کی فتحیابی کی خوشخبری کا منتظر رہا کہ اوس کے سنتے ہی کار فو کو چلدیئے -

نیلسن کو بحیرہ مجمع الجزایر سے ہوکر پھر بحیرہ ایڈریاٹک نیپلز اور سسلی جانے پر آخر نپولین کے سکندریہ پہونچ جانے کا پختہ پتہ مل گیا - اور وہ فورًا فرانسیسی بیڑہ سے لڑائی کرنے کے لیے ادہر روانہ ہوگیا - قریب پہونچکر اوسنے ایک ہلکا جہاز غنیم کی وضع اقامت اور طاقت کو معلوم کرنے کے لیئے آگے بھیجا - اور اس جہاز نے ابوقیر کے قریب جاکر فرانسیسی بیڑہ کی اچھی طرح سے دیکھہ بھال کرلی - فرنچ امیر البحر کے پاس ہلکے جہاز تو بہت تھے - مگر اُن کو اس نے اسکندریہ کے بندرگاہ مین داخل کردیا ہوا تہا - اور اپنے جنگی جہازون کی صف کے قریب سمندر مین گشت کرتے رہنے کے لیئے ایک فریگیٹ بھی باہر نہ رکہا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکو نہ صرف انگریزی بیڑہ کی آمد کی ہی خبر نہ ہوئی - بلکہ انگریزی فریگیٹ کی دیکھہ بھال کا بھی اوسے علم نہ ہوا - اور اس جہاز نے کل قصہ نیلسن کو جا بتایا - جو فی الفور سیدہا ابوقیر کو چل پڑا - اور یکم اگست کی شام کو چھہ بجے فرنچ بیڑہ کے بالمقابل پہونچگیا - فرنچ امیر البحر اوسیوقت کہانا کہا رہا تہا - اوس نے اوسیوقت لڑائی کا حکم دیدیا - فرانسیسیون کو دشمن کی طرف سے توقع نہ تہی - اور اکثر ملاح ساحل کو گئے ہوئے تھے - فرنچ امیر البحر نے اونکو بلانے کے لیئے فورًا قاصد بھیجدیئے - اوسے خیال تہا کہ نیلسن اسی شام کو کبھی حملہ نہین کریگا - اور صبح ہونے تک مین کل سامان مکمل کرلونگا - مگر نیلسن فی الفور حملہ کرنیکا فیصلہ کرکے کمال دلیرانہ چال چلا - اوس نے دیکھا کہ دشمن پر صرف اسیطرح فتح حاصل ہوسکتی ہے - کہ اوس کی صف کے جزیرہ والے سرے کے پاس سے گذر کر چند جہاز اوس کے عقب مین پہنچا دیئے جائین - یہ کام سخت خطرناک تہا - مگر بہادر نیلسن ذرا نہ جھجکا - اور اوس نے شام کے ساڑھے چھہ بجے دشمن پر حملہ کردیا - فریقین کے جہازون کی تعداد مساوی تھی - نیلسن کو صف کے سرے اور جزیرہ کے درمیان سے اپنے جہاز گذارنے

مین پہلے تو کامیابی نہوئی پہلا جہاز اس کوشش مین چٹان پر بیٹھ گیا لیکن آخر پانچ جہاز یکے بعد دیگرے اس خطرناک راستہ سے گذر کر فرنچ جہازون کے عقب مین پہنچ گئے - باقی دوسری طرف رہے - اور اس طرح فرنچ صف کے یسار کے جہاز دو طرفہ زد مین آگئے -
اور سخت معرکہ آرائی شروع ہو گئی - فرنچ صف کے قلب مین امیر البحر بروائیس کا جہاز - اوس کی مہیب گولہ باری سے کئی انگریزی جہاز بیکار ہو گئے - اور خود نیلسن کے جہاز کو بہی سخت نقصان پہونچا - اور اگر اوس وقت فرنچ صف کا میمنہ جس مین پانچ بہترین جہاز تہے - قلب اور میسرہ کی مدد کو آپہنچتا تو اسمین کوئی شک نہین کہ وہ بربادی جو فرنچ بیڑہ پر وارد ہوئی انگریزی بیڑہ پر وارد ہوتی - مگر میمنہ کے کمانڈر نے تاریکی مین اپنے امیر البحر کے نشان کو جو کمک کے لئے بلا رہا تہا - نہ دیکہا اور وہ اپنے جہازون کو لئے ہوئے بیکار کہڑا رہا - حالانکہ ایسے موقعہ پر نشان کے بغیر ہی کمانڈر مذکور پر اپنے اعلیٰ افسر کی کمک پر آجانا فرض تہا -

اس اثنا مین فرنچ امیر البحر زخمی اور پہر گولہ کی ضرب سے تختہ جہاز پر ہی جسے اوس نے زخمی ہونے کے باوجود بہی نہ چہوڑا تہا - ہلاک ہو گیا - اور اوسکے بعد اوس کا جہاز میگزین مین آگ لگ جانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گیا - دو اور جہاز بہی اوس وقت تک نابود ہو چکے تہے - لیکن باقی پانچون کمال استقلال سے برابر ابہی تک مشغول کارزار تہے - اور اگر میمنہ کا کمانڈر اب بہی جہاز لیکر لڑائی مین شریک ہو جاتا تو فتح کا پانسہ فرانسیسیون کے حق مین پڑتا - کیونکہ انگریزی بیڑہ کا بہی فرانسیسیون سے کچھ کم نقصان نہ ہوا تہا - حالانکہ نیلسن کے تیرہ اور بروائیس کے صرف آٹھ جہاز مشغول کارزار تہے - مگر میمنہ کے کمانڈر کی بزدلی نے آخر لڑائی کا فیصلہ کر دیا - وہ پانچون جہاز لیکر میدان سے ہٹ جانے کے بجائے اپنی جگہ سے روانہ ہو گیا - رات کی تاریکی مین اوس کے تین جہاز ساحل سے ٹکرا گئے - اور باقی دونون کو لیکر جن کے ساتھ دو فرایگیٹ بہی آملے تہے - وہ مالٹا کو چل دیا ان دو جنگی اور دو ہلکے جہازون کے سوا فرنچ جنگی بیڑہ مین سے اور کوئی جہاز سلامت نہ بچا - نیلسن کو بھی اس قدر نقصان پہونچا کہ وہ ان مفرور جہازون کا تعاقب تک نہ کر سکا - مگر جو کچھ اوس نے کر دکھایا وہی کچھ کم نہ تہا -

نیلسن کی اس شاندار فتح سے نپولین اور اوسکی فوج فرانس سے بالکل بے تعلق ہو گئی - اونہین فرانس سے کمک پہونچانے یا ملک کو واپس لیجانے کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہ گیا - اس فتح نے نپولین کے تمام ارادون اور منصوبون پر جو وہ انگلستان اور اوس کی ایشیائی مقبوضات کے متعلق باندہ رہا تہا پانی پہیر دیا -

اس فتح نے بابعالی کو تذبذب چہوڑ کر فرانس سے اعلان جنگ کر دینے پر آمادہ کر دیا - اور اس فتح سے کیتہرائن کا جانشین پال زار روس اور شاہ نیپلز فرانس کے برخلاف انگلستان کے ساتہہ متحد و متفق ہو گیا - اور آسٹریا کو فرانس سے جنگ کرنے کی پہر جرأت پیدا ہو گئی -

فرنچ فوج کو جب اپنی بیڑہ کی تباہی کی خبر پہونچی تو اوس کے پاؤن تلے سے زمین نکل گئی - اور انکی مایوسی حرمان نصیبی اور شکستہ دلی کی کوئی انتہا نہ رہ گئی - مگر خوبی قسمت سے نپولین اور کلیبر ایسے جوانمردون کے سپہ سالار تہے - رنج تو انکو

بھی ضرور رہا ہوگا - اور ان کے دل مین بھی طرح طرح کے وسوسے گذرگئے ہون گے - مگر یہی نہین کہ اونھون نے بطاہر اپنے حوصلون کو قایم رکھا - بلکہ اپنی ثابت قدمی - مردی اور اولوالعزمی سے اپنے سپاہیون کی ہمتون کو بھی پھر تازہ کر دیا - اور اس سانحہ رنج افزا کو اون کے دلون سے چندہی دنون مین فراموش کرادیا +

ٹرکی اور فرانس مین جنگ اور روس و انگلستان سے اتحاد

نپولین نے مصر پر روانہ ہونیسے پہلے ڈائرکٹری کے ساتھہ ملکر یہ تجویز کی تھی - کہ جس طرح ہو - بابعالی کو اس فرنچ حملہ سے ناراض نہ ہونے دیا جائے - اور اوسے یہ ذہن نشین کرا دیا جائے کہ فرانس نے مصر کو ملحق کرنے کے لئے ہیر چڑھائی نہین کی ہے یہ کام مشہور فرنچ مدبر ٹالی منڈ کے سپرد کیا گیا تھا - کہ نپولین کی روانگی کے وقت وہ سیدھا قسطنطنیہ چلا جائے - اور وہان جاکر سلطان اور اوس کے مشیرون کو فرانس سے برافروختہ نہ ہونے دے - مگر ٹالی منڈ نپولین سے زیادہ زیرک تھا - اور جانتا تھا - کہ مصر پر فرنچ فوجکشی کی خبر سنتے ہی ترک یکبارگی ایسے مشتعل ہو جائینگے - کہ اوس وقت اون کو سمجھانیکی کوشش کرنا ہی فضول نہ ہوگا - بلکہ اوس طیش کی حالت مین اون سے جان کو سلامت رکھنا ہی مشکل ہوگا - یہ سمجھکر اوس نے قسطنطنیہ جانے کا نام تک نہ لیا - اور فرانسیسی سفارت اور فرانسیسی اغراض کا انصرام قائممقام سفیر ایم رفن کے ہی ہاتھہ مین رہا - حملہ مصر سے پہلے آسٹریا کو شکست دیکر فرانس کا جمہوری ریاست نے وینس کے مقبوضات جزائر ایونیئن اور سواحلی علاقجات پریولیسا وغیرہ پر اپنا قبضہ کر لیا ہوا تھا جس سے بحیرہ روم اور اس کے سواحل پر فرانس کی تجارت کو اور فروغ ہو گیا تھا - اور زیادہ تر اسی غرض کے لئے اب مصر پر چڑھائی کیگئی تھی مگر ابوقیر کی شکست سے نتیجہ توقع کے برعکس نکلا -

باب عالی کو جس وقت اسکندریہ پر فرنچ حملہ کی خبر پہنچی تو وہ ششدر رہ گیا - اور فرانس کے مخالف انگلستان کو سلطان سلیم کے بھڑکانے کیلئے جواب بنک دعلی یوروپ کی باہمی جدال و قتال اور نزاع و مخاصمت ہو رہا تھا خاصہ موقع مل گیا لیکن سلطان اور اوس کے مشیرون نے یکبارگی اپنے صدیون کے رفیق سے بگاڑنا مناسب نہ سمجھا - بلکہ کچھہ عرصہ تک تو انہین یہی خیال رہا کہ انگلستان نے محض ترکون کو اشتعال دینے کیلئے فرنچ حملہ کی خبر خود گھڑ دی ہے - فرنچ سفیر بھی عجب مخمصہ مین مبتلا تھا - اوسے اپنی گورنمنٹ سے اس معاملہ کے متعلق کوئی اطلاع یا ہدایت نہین ملی تھی - کہ وہ فلان روش اختیار کرے - ادھر ترکی وزراء بار بار اس سے دریافت کرتے تھے - کہ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے - اور دوسرے سفراء کیا کہہ رہے ہین اوس نے پہلے تو بالکل ہی کانون پر ہاتھہ رکھا - اور کہا کہ حملہ کی خبر بالکل غلط ہے - مگر جب اوسکی صداقت مین کوئی شبہ نہ رہ گیا تو نپولین کے اعلان سے اوسے یہ عذر رنگ سوجھا کہ فرانس نے سلطان کی حکومت کو زائل کرنے کے لئے نہین بلکہ مملوکون کو پامال کرکے اوسے مستحکم کرنے کے لئے اپنی فوج مصر بھیجی ہے یہ وجہ معقول تو ہو سکتی تھی - مگر صرف اوس صورت مین جب کہ سلطان سے پہلے امتزاج کر لیا گیا ہوتا - اور اوس سے اجازت لیگئی ہوتی ملک پر تصرف کر لینے کے بعد ایسی طفل تسلیون سے سلطان کی کسب تشفی ہو سکتی تھی - اسمین کوئی کلام نہین کہ ترک

حملوں کی مسلسل شورہ پشتی سے بہت تنگ آئی ہوئے تھے۔ مگر سلطان کا ہمیشہ اونکی سرکوبی کے لیے مہینوں مصروف رہنا صاف بتاتا تہا کہ ترکی گورنمنٹ اس قیمتی مقبوضہ کی قدر و منزلت سے بخوبی واقف تھی۔ اور اوسکا قبضہ سے نکلنا کبھی گوارا نہین کرسکتی تھی۔ چند ہی ہفتون مین نپولین کے انتظامات نے اوس کے ارادون کے متعلق جو کچھہ شک و شبہ باقی تہا۔ اوسے بھی دور کرکے اوسکا منشاء بخوبی واضح کر دیا۔ اور اون سے انگریزی وزیر اعظم مسٹر پٹ کو فرانس کی غداری باب عالی پر روشن کرنے کیلیئے زبردست حجتین مل گئین۔ سلطان کا رہا سہا تذبذب فرنچ سفیر کی خاموشی سے کافور ہوگیا۔ اور باب عالی نے ۱۱ ستمبر ۱۷۹۸ء کو اعلان جنگ کرکے فرنچ سفیر رفن کو قلعہ ہفت برج مین مقید کر دیا۔ یہ آخری سفیر تھا جسکو اسطرح سے نظر بند کیا گیا۔

دریں اثنا نیلسن نے نیپلز جاکر اپنے بیڑہ کو پھر درست کر لیا تہا۔ اور جزیرہ مجمع الجزائر کو واپس آگیا تہا۔ سلطان سلیم نے اوسے مرصع قبضہ کی تلوار اور الماس کی کلغی عطا فرما کر سلطانی نوازشات سے سرفراز کیا۔ اور زار پال نے بھی جو فرانس کے برخلاف اب علانیہ انگلستان کے ساتہہ متحد ہوگیا ہوا تہا۔ نیلسن کو بیش بہا تحائف ارسال کئے۔ ترکون مین فرانسیسیون کی غداری کا ایسا جوش پہیلگیا تہا کہ جہان کہین فرنچ سوداگرون کی کوٹھیان تھین اونکو تاخت و تاراج کرکے برباد کر دیا۔ اور ممالک محروسہ مین جسقدر فرنچ موجود تھے۔ اونکو گرفتار کرکے باسفرس کے ایشیائی قلعون مین قید کر دیا گیا۔ مجمع الجزائر اور سمرنا و بیروت وغیرہ مین اگر مسلمانون نے کسی فرنچ کوٹھی کو باقی بھی رہنے دیا تہا تو اوسے انگریزی بیڑہ نے ترک حکام کو مجبور کرکے غارت کرا دیا۔

الغرض مصر پر حملہ کرنیکا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ تمام بحیرہ روم مین فرانسیسی تجارت کی بیخکنی ہوگئی۔ لیکن ساتہہ ہی یہہ بتا دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کو سوجہی تو ایسی دور کی تہی۔ اور وہ اس بلا کا اولوالعزم جری تھا کہ اگر اوسکا بیڑہ سوء اتفاق۔ یا نیلسن کی بہادری یا فرنچ میمنہ کے کمانڈر کی حماقت یا بزدلی سے برباد نہ ہو جاتا تو ایشیائی فتوحات مین بھی وہ وہی نام پیدا کر لیتا جو سکندر اور تیمور کو حاصل ہے۔

اعلان جنگ سے چونکہ اب روس اور ترکی کی اغراض متحد ہوگئی تھین۔ ۲۳ دسمبر ۱۷۹۸ء کو دونون سلطنتون مین اتحادی عہدنامہ ہوگیا۔ جسکے رو سے باہمی صلح کا اقرار اور ایک دوسرے کے مقبوضات کی سلامتی کی ضمانت کیگئی۔ ترکی مقبوضات مین مصر کا نام بالصراحت اور تخصیص کے ساتہہ درج کیا گیا۔ ۵ جنوری ۱۷۹۹ء کو انگلستان بھی اس اتحاد مین شامل ہوگیا اور بعد ازان نیپلز کی ریاست بھی اون کے ساتہہ شریک ہوگئی۔

اعلان حرب کے بعد سلطان نے فرانسیسیون کو مصر سے نکالنے کے لئے[1] ایک طرف جزیرہ رہوڈس مین ترکی فوج اور بیڑہ دونون کے جمع ہونے کا اور دوسری طرف شام مین ایک جرار فوج فراہم کئے جانیکا حکم دیا۔ عکہ کا مشہور جزار پاشا گو بوقت امن سلطان کی حکومت سے ایک طرح سے بالکل آزاد رہتا تہا۔ مگر اس نازک موقعہ اور ضرورت کیوقت اوسنے کفار فرنگستانیون کے مقابلہ کیلئے سلطان

[1] سلطان اور اوسکی رفیق سلطنتون نے بحیرہ ایڈریاٹک مین بہی فرنچ مقبوضات پر حملہ کیا۔ جسکا مفصل ذکر مصر کے وقعات سے بعد درج کرا دیا گیا ہے۔ مؤلف

فوج کا سر عسکر بنانا بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور شام کی فوج کی اعلیٰ کمان اوس کے حوالہ کر دے گی۔ رہوڈس مین مصطفیٰ پاشا کے زیر کمان ۱۴ ہزار فوج جمع کرنے کا حکم صادر ہوا تھا۔ سلطانی گورنمنٹ نے بمشورہ رفقاء یہ تجویز کی تھی کہ شامی فوج براہ صحرا ۱۷۹۹ء کے شروع مین مصر پر حملہ کرے اور اوسی وقت رہوڈس والی فوج جہازون پر سوار ہو کر ابو قیر جا اترے مگر نپولین کی مستعدی اور پیشدستی نے اس دو طرفہ حملہ کی تجویز کو تار عنکبوت کیطرح توڑ دیا۔

سلسلہ واقعات کو مکمل کرنے کے لیے نپولین کے مصری کارنامون کی داستان ۴ ستمبر ۱۷۹۸ء سے شروع کی جاتی ہے۔ ٹرکی کے اعلان دینے کے وقت مصر صعید پر ابھی تک نپولین کا قبضہ نہ ہوا تھا مگر اوسکا جرنیل ڈیساکس جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اس علاقہ کی سرحد پر فوج لیے پڑا تھا۔ نیل کی طغیانی فرو ہو جانے کے بعد اکتوبر مین ڈیساکس نے پیشقدمی شروع کی۔ مراد بیگ نے پیچھے ہٹ کر سدیمن مین مقابلہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وہان ۷ اکتوبر کو فریقین مین سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ مصر مین ایسی سخت لڑائی اب تک فرانسیسی فوج کو نہ لڑنی پڑی تھی۔ دو ہزار فرنچ فوج کے مقابلہ پر چار ہزار مملوک اور آٹھ ہزار فلاحین تھے۔ مملوک حسب معمول کھلے میدان مین اور فلاحین فصیلون کے پیچھے مورچون مین تھے۔ ڈیساکس نے اپنی سپاہ کو چار مربعون مین صف آرا کیا جن مین سے دو بڑے تھے اور دو چھوٹے۔ چھوٹے بڑے مربعون کی دونون طرف تھے۔ اس لڑائی مین پہلی مرتبہ فرنچ فوج پیدل کی مربع بندی شکست ہوئی۔ بازو کی طرف کا ایک چھوٹا مربع سوارون کے تصادم کی تاب نہ لا سکا۔ اور اوس کی صفین ٹوٹ گئین مگر اوس کے سپاہیون نے یہ عقلمندی کی کہ وہ فوراً زمین پر لیٹ گئے تاکہ دوسرے مربع کی صفون کو دشمن پر آتشباری کرنیکا موقعہ مل جائے۔ مملوک صف شکستہ مربع مین سرپٹ گذر کر دوسرے مربع پر حملہ آور ہوئے۔ مگر وہان اونہین کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اور کوئی گھنٹے متواتر حملہ کرتے رہکر آخر پسپا ہو گئے۔ اور ڈیساکس نے اوسی مربع بندی کی شکل مین آگے بڑھکر مورچون کو فتح کر لیا۔ اسوقت بقیۃ السیف مملوکون نے بڑا چکر کاٹ کر فرنچ مجروحون کو جو پیچھے میدان جنگ مین پڑے ہوئے تھے قتل کر ڈالا اسکے معاوضہ مین ڈیساکس نے بھی مورچون مین خوب سیر ہو کر خونریزی کی۔ اس معرکہ مین تین سو فرانسیسی قتل ہوئے۔

سدیمن کو فتح کر کے ڈیساکس آبشارون تک بڑھتا چلا گیا۔ اور چند مزید معرکون کے بعد فرمان تک فرنچ تسلط قایم کر دیا۔ اس علاقہ مین اس نے جیسی کہ اپنی شجاعت سے نام آوری حاصل کی ویسے ہی عدل و انصاف اور رحمدلی سے ہر دل عزیز ہو گیا۔ پس قاہرہ مین اگر نپولین کو سلطان کبیر پکارا جاتا تھا تو مصر صعید مین ڈیساکس سلطان عادل کے نام سے مشہور تھا۔ دریں اثنا نپولین نے بلبیس پر حملہ آور ہو کر ابراہیم بیگ کو وہان سے شام کیطرف بھگا دیا۔ ۲۱ اکتوبر کو مراد بیگ کے خفیہ جاسوسون کی اغوا سے قاہرہ مین جو بغاوت ہو گئی تھی۔ اوسے بڑی سختی سے فرو کیا گیا۔ الغرض موسم سرما کے شروع ہونے تک کل مصر پر فرنچ حکومت بالاستحکام قایم ہو گئی۔

مہم شام و محاصرہ عکہ

نپولین کو جب ترکی افواج کے اجتماع اور باب عالی کی تجویز کی اطلاع ملی۔ تو اوسے فوراً سوجھ گئی کہ مصر مین بیٹھا رہکر حملہ کا منتظر رہنا سخت نقصان بخش ہوگا۔ مناسب

یہی ہے کہ خود سبقت کر کے فرنچ کے اہلجون کو ملیامیٹ کیا جائے۔ اوسے یہ خبر ہو گئی کہ ترکی افواج ۱۷۹۹ء کے موسم بہار میں حملہ کرین گی۔ لیکن اوس موسم مین مصر اور شام کے درمیانی صحرا کو عبور کر کے دشمن پر حملہ آور ہونا تقریباً ناممکن تہا۔ جس پر اوس نے فی الفور جارحانہ پہلو اختیار کر لینے کا عزم کر لیا۔ اوس نے لبنان کے کوہستانی قبایل سے مصر جاتے ہی خط و کتابت شروع کردی ہوئی تھی۔ اور دروسون۔ اور متولیون خوارجی مسلمان قبایل، اور عیسائی قبیلون نے اوس کے ساتھ شریک ہونیکا وعدہ کر لیا تہا۔ نپولین نے اس جارحانہ کارروائی کے فوائد اپنے مشیرون کے سامنے حسب ذیل پیش کئے:-

"جب ہم نے شام پر حملہ کر دیا تو رہوڈس والی فوج کو حکماً اونکی امداد کے لیئے شام آنا پڑے گا۔ پس مصر حملہ کرنے والی کوئی فوج نہیں رہ جائیگی۔ یہان برابر امن رہیگا۔ اور اسطرح ہم وہان سے بتدریج اور وقتاً فوقتاً اپنی فوج کا حصہ کثیر شام مین منگوا سکنے کے قابل ہو جائین گے۔ اور جب ہم شام پر قابض ہو گئے تو مرآد بک اور ابراہیم بک کے مملوک۔ صحاری مصر کے عرب۔ کوہ لبنان کے دروس۔ متولی شام کے عیسائی اور شام کے علاقہ آذر کے تمام عرب شیوخ ہمارے ساتھ شامل ہو جائین گے۔ اور پھر یہ تحریک کل عربستان مین پھیل جائیگی۔ کیونکہ ممالک عثمانیہ کے وہ تمام صوبجات جن مین عربی زبان بولی جاتی ہے۔ انقلاب کے لیئے بیتاب ہو رہے ہین۔ اور محض کسی ایسے شخص کے منتظر ہین جو اس کام کو کر سکے۔ اگر ان معرکون مین کامیاب ہو گئے تو ہم موسم بہار کے وسط تک دریائے فرات کے کنارے تک پہنچ جائین گے۔ اور ۲۸ ہزار فرنچ فوج کے علاوہ جو کل دنیا مین شجاع ترین ہے۔ بیشمار توپخانہ اور ایک لاکھ امدادی عساکر ہمارے پاس ہون گے۔ اوسوقت ہمارے اختیار مین ہوگا کہ اگر سلطان مخالفت سے باز نہ آئے تو قسطنطنیہ پر حملہ کر کے اوسے فتح کرین۔ اور پہر اوس رستہ سے اپنے ملک کو واپس چلے جائین۔ اور اگر اس اثنا مین فرانس سلطان سے دوستانہ تعلقات پھر قایم کر لینے مین کامیاب ہو گیا۔ تو ہم عراق عرب اور جنوبی ایران کے صحرا سے گذر کر موسم سرما کے آخیر مین ہندوستان پر حملہ آور ہو جائین گے"

مگر جزار پاشا کی شجاعت اور ثابت قدمی نے اوس کے تمام ایشیائی منصوبون کو خاک مین ملا دیا۔ جزار نے اپنی فوج کا ہراول عبداللہ پاشا والی دمشق کے ماتحت العریش کو جو فلسطین اور مصر کے علاقہ سینیا کی ملحقہ سرحد پر واقع ہے بہیجدیا ہوا تہا۔ اور وہ غزا، اور جافا کی حفاظت کا انتظام کرنے کے بعد جنوری ۱۷۹۹ء کے اخیر مین وہان پہونچگیا ہوا تہا۔ نپولین تیرہ ہزار فوج پیدل نو سو سوار اور ۴۹ توپین لیکر جو کلیبر۔ رینیر۔ بون۔ اور رینیلون کے زیر کمان تہی۔ شروع فروری مین مصر سے روانہ ہوا۔ نپولین نے مصر مین ایک نئی قسم کی رجمنٹ بھی تیار کر لی ہوئی تہی یہ شتر سوارون کی فوج تہی۔ ہندوستان کے باشندے سانڈنیون کے دم اور تیز رفتاری سے بخوبی واقف ہین۔ اور جانتے ہین کہ یہ جانور ریگستانون مین سو سو میل کی مسافت ایک دم طے کر سکتا ہے۔ نپولین نے یہ رجمنٹ بدوی عربون کی تاخت و تاراج کے انسداد اور اون کے تعاقب کر نیکے لیے تیار کی تہی۔ فی سانڈنی دو سپاہی ایک دوسرے کی طرف پشت کر کے سوار ہوتے تہے۔ مہم شام مین اس رجمنٹ کو بھی

نپولین نے ساتھ لیلیا۔

علاوہ برین وہ نایب امیر البحر بری کو حکم دے گیا کہ وہ اسکندریہ سے تین فرانگیٹون پر قلعہ شکن توپین اور اُن کا سامان لیکر شام کے ساحل پر پہنچ جائے۔ نپولین ۱۷ فروری کو قلعہ العریش کے سامنے پہنچا۔ اور خفیف سی مقابلہ کی بعد فوج محافظ نے جس کی جمعیت تیرہ سو آدمیون کی تہی اوس کے آگے ہتہیار ڈالدیئے۔ فاتحین کو وہان بے شمار مال واسباب اور گودام غنیمت مین ملے۔ ابراہیم بگ قلعہ مذکور کی مدد کو چلا آرہا تھا۔ نپولین نے اُسے شکست دیکر بہگا دیا اور اُسکا کل کمپ جس مین بیکران زر و دولت پائی گئی فرنچ فوج کے ہاتہ لگا۔ سپاہیون کو اِس مہم مین بہی ریگستان طی کرتے وقت سخت تکلیفین برداشت کرنی پڑین۔ مگر جب وہ یہ دیکھتے کہ اونکا سپہ سالار بہی بہیار اور کمزور ہونیکے باوجود اونکے دوش بدوش اونکی طرح پیدل چل رہا ہے۔ اور کل کہہ درد مین اونکا شریک حال ہے تو وہ حرف شکایت زبان پر لانے کی جراءت نہین کرسکتے تھے۔ چند دنون کے بعد وہ غزہ پہونچ گئے۔ اور یہ قلعہ بھی بہ آسانی فرنچ فوج کے قبضہ مین آگیا۔ اور یہان بہی العریش کیطرح سامان حرب ورسد کی وافر مقدار پائی گئی۔ غزہ سے یروشلم کے بندرگاہ جافا یافا کیطرف کوچ کیا گیا اور نپولین ۳ مارچ کو وہان پہنچ گیا۔

جافہ کا نام زمانہ قدیم مین جاپہ تہا۔ اوسکی حفاظت کے لیئے بُرجدار سنگین فصیل موجود تہی۔ اور چار ہزار فوج اوسکی محافظ تہی جس نے حملہ آورون کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ ۴ مارچ کو شہر کا محاصرہ کرلیا گیا۔ اور جب گولہ باری سے فصیل مین جابجا رخنے ہو گئے۔ تو نپولین نے ترک افسر کو اطاعت قبول کرلینے کے لئے کہلا بہیجا جس کے جواب مین محافظین نے قاصد کا سر قلم کر کے فصیل سے نیچے پہنکوادیا۔ اسپر نپولین نے ۶ مارچ کو شہر پر حملہ کردیا۔ اور بنوک سنگین اوسے فتح کر کے تین گھنٹون تک تاخت و تاراج اور قتل عام کا بازار گرم کر رکہا۔ یہان سے بہی اوسے توپخانہ کا وافر سامان اور دیگر ہر ایک قسم کے گودام ہاتہ آئے فاتحین نے بقول بعض دو ہزار اور بروایت دیگر چار ہزار ترک سپاہی اسیر بہی کئے تھے۔ فرنچ مورخ تھیئر بلا تخصیص عدد کی تنہا لکھتا ہے۔ مسٹر میکا نپولین کے پرائیویٹ سکرٹری بوربن کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ان سپاہیون مین جن مین زیادہ تر ارنوط اور البانوی تھے۔ بونا پارٹ کے ایڈیکانگون دیاور دن، بوہارنیس اور کوزیر کے سامنے بوعدہ امان ہتہیار رکہے تھے۔ اسقدر جم غفیر کو مصر لیجا کر بہیجنے کر لیئے اونکی حراست کے واسطے کم از کم کئی سو سپاہی درکار تھے جن کی نپولین اپنی فوج سے گنجائش نہین نکال سکتا تہا۔ اور اتنی بڑی جمعیت کو وہ آزاد کرسکتا تہا۔ کہ وہ دوسری ترکی فوج مین جاکر شامل ہو جانیسے اوسکی طاقت کو × × بڑہا دین۔ اس مصیبت سے بچنے کیلیئے اوسنے ایک نہایت خوفناک تدبیر سوچی۔ اور ان سبکو قتل کرا دینے کا عزم کرلیا۔ نپولین کے اس فعل پر دوسری قومون کے مورخ ہی نہین۔ بلکہ خود فرنچ وقایع نگار بہی سخت نفرین کرتے ہین۔ البتہ اسقدر اینزاد کرتے ہین کہ مدت العمر مین ایک ہی ظالمانہ فعل اوس سے سرزد ہوا تہا۔ اور وہ بہی غالباً اس وجہ سے کہ وحشی ممالک کی بود و باش سے وہان کے ظالمانہ عادات اس مین نامعلوم طور پر سرایت کرگئی تھین۔ ان ہی فرنچ مورخون کا بیان ہے کہ فرنچ سپاہیون نے اپنے افسر کی تعمیل حکم کی۔ مگر بکراہت۔ سر والٹر سکاٹ جو نپولین

کی بیرحمی اور ترکون کے استقلال اور تسلیم برضاء آلہی کی کیفیت ان الفاظ مین تحریر کرتا ہے:-

"ان اسیرون کی جماعت فرنچ پلٹن کے ایک بڑے مربع کے حلقہ مین جافہ سے باہر لیجائی گئی۔ ترکون کو معلوم ہو گیا تھا کہ اون سے یہ سلوک کیا جائیگا۔ مگر اونہون نے اوس سے بچنے کیلئے کوئی منت و عاجزی یا شکوہ شکایت نہ کیا۔ قیدی جافہ کے جنوب مشرق کیطرف کے ریگستانی ٹیلون پر پہنچائے گئے۔ اور وہان اونکو چھوٹی چھوٹی جماعتون مین تقسیم کرکے بندوقون کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اس خونریزی مین بہت وقت صرف ہوا۔ جو قیدی گولی سے ہلاک نہ ہوئے اونکا کام سنگینون سے تمام کیا گیا۔ سب قیدیون کی مشکیان کسی ہوئی تھین۔ کئی قتل عام کے وقت رسیان توڑکر سمندر مین کود پڑے۔ جنکو وہین بندوقون سے نیست و نابود کر دیا گیا۔ جب سب قتل ہو چکے تو اونکی لاشون کو ایک جگہ جمع کرکے ایک بڑا مینار بنا دیا گیا۔ جو اب تک نظر آتا ہے۔ مگر اب وہ خونی لاشون کی بجائے سفید ہڈیون کا انبار رہ گیا ہے۔ اور مسافر ادہر سے گذرتے وقت اوس جگہ سے چکر کاٹ کر پرے ہٹ جاتے ہین تاکہ مغربی تہذیب کی یہ خوفناک یادگار اونہین دکھائی نہ دے۔"

یہ قتل عام جو ۱۰ مارچ ۱۷۹۹ء کو ہوا۔ اپنا پھل دیئے بغیر نہ رہا۔ اسکے بعد فوراً ہی جب کہ فرنچ فوج ابھی جافہ مین ہی تھی۔ اوس مین طاعون پھوٹ پڑی۔ اور ہزارون فرانسیسی اوس سے ہلاک ہو گئے۔

جافہ سے بونا پارٹ عکہ روانہ ہوا۔ اس کا قدیم نام ٹولیماس تھا۔ وہ کوہ کامل کے دامن مین آباد ہے۔ اور شام خاص کی کلید متصور ہوتا ہے۔ نپولین کے رستہ مین اب یہی رکاوٹ باقی تھی۔ جسکا دور کرلینا فتح شام اور بنابرین کل تمناؤن کی برآمد کا مرادف تھا۔ جزار پاشا زبردست فوج لیے ہوئے وہین مقیم تھا۔ اور اس نے شہر کی حفاظت کیلئے خوب مستحکم مورچے وغیرہ تیار کرلیے ہوئے تھے۔ سمندر مین انگریزی امیر البحر سر سڈنی سمتھ تین جنگی جہاز لیے ہوئے اوس کی کمک پر موجود تھا۔ اس انگریز افسر نے پاشائے مذکور کو انجنیر، گولنداز اور گولہ بارود وغیرہ بھی بھجوا دیا ہوا تھا۔ ادہر دمشق کیطرف سے بھی جزار کی مدد کیلئے فوج چلی آ رہی تھی۔ نپولین نے عکہ پہنچتے ہی پاشا کو کمک پہنچ جانے اور نیز اوس کے مورچون کے مکمل ہو جانے سے پہلے حملہ کر دینے کا فیصلہ کرکے ۱۸ مارچ کو اوسکا محاصرہ کرلیا۔ اور ترکی مورچون اور خندقون کے بالمقابل مورچے اور خندقین تیار کر لیگئین۔ مگر قلعہ شکن توپون کے نہ ہونے سے اوسے بہت دقت پیش آئی۔ اسکندریہ سے جو توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ اوسے سر سڈنی سمتھ نے راستہ مین چھین لیا تھا۔ نپولین کے پاس صرف سات ۳۲ پونڈر[1] چار بارہ پونڈر اور آٹھ خمپارے تھے۔ نپولین کے پاس گولے بھی نہ تھے۔ جو عجب مضحکہ خیز و لطیفہ کے طریق سے حاصل کئے گئے۔ اوس نے چند سوار کنارہ سمندر پر بھیجدیئے۔ جنکو دیکھ کر سر سڈنی سمتھ نے اپنی کل باتریون سے دھوان دھار گولہ باری شروع کردی۔ نپولین نے حکم دیدیا کہ سپاہیون کو فی گولہ ۵ پیسے قیمت دیجاویگی۔ وہ فوراً بکھر گئے۔ اور عین گولہ باری کے دوران مین انگریزون کی نادانی پر ہنستے ہوئے گولون کو جمع کرکے لانے لگ گئے۔ اور اسی طرح نپولین کے توپخانہ کے لیے سب قسم کے ہزارون گولے بہم پہنچ گئے۔

[1] یعنی ۳۲ پونڈ (یا سولہ سیر) وزن کا گولہ چلانے والی توپ۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ نپولین نے خشکی کی طرف سے عکہ کا ۲۰ مارچ کو محاصرہ شروع کر کے دھاوا کرنے والی فوجوں کی بچاؤ کے لیے خندقین کھدوانا شروع کر دیا تھا۔ رات کے وقت اعلیٰ فرانسیسی جرنیل نے محصورین کی قلعہ بندیوں کا معاینہ کیا۔ وہ ایک دیوار تک پہونچ گیا جسے اوس نے خیال کیا کہ یہ فصیل قلعہ ہے۔ وہان تک جاتے ہوئے اوسے رستہ مین کوئی خندق یا پشتہ نہین ملا تھا۔ اس سے اس نے خیال کر لیا کہ قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے صرف اُس دیوار مین جسے اوس نے فصیل تصور کیا تھا۔ رخنہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ ۲۵ مارچ کو اوس مین شگاف کر دیا گیا۔ اور دھاوے کے لیے سب سامان تیار تھا بلکہ اوس کے لیے آگے بڑھنا بھی شروع کر دیا گیا تھا کہ عین اوسوقت خندق اور پشتہ کی موجودگی کا علم ہو جانے سے اوسے ملتوی کر دیا گیا۔ اور پشتہ کو اوڑانے کیلئے سرنگ کا کام شروع کیا گیا۔ محصورین سُرنگ بازوں پر بندوقوں اور اونچی توپوں سے جو سڈنی سمتھ نے فرنچ جہازوں سے چھینی تھین سرنگ لگانیوالون پر بڑی سختی سے آتشباری کرتے رہے۔ جزار کے پاس ایک قابل فرنچ انجنیر مسمی فلیپوکس بھی تھا۔ یہ انجنیر اون لوگون مین سے تھا جو انقلاب عظیم کے وقت فرانس سے بھاگ گئے تھے۔ سرنگ ۲۸ مارچ کو تیار کر لیگئی۔ لیکن جب اوسے آگ دیگئی تو پشتہ کا صرف تھوڑا سا حصہ گرا۔ تاہم دیو قامت فرنچ سپاہیون نے خندق سے گذر کر جس کا کچھ حصہ پشتہ کے ٹکڑے کے گرنے سے کسیقدر بھر گیا تھا۔ دھاوا کر دیا۔ اور فصیل کے ساتھ سیڑھی کھڑی کر دی۔ ترک یہ دلاوری دیکھ کر کسیقدر سہم گئے مگر اتنے مین حملہ آورون کا افسر ہلاک ہو گیا اور اوس کے سپاہی شکستہ دل ہو گئے۔ ادہر ترکون کے حوصلے پھر مضبوط ہو گئے۔ اور اونھون نے فصیل پر واپس آ کر ان فرنچ پلٹنون پر جو پہلے حملہ آورون کے پیچھے پیچھے دھاوے کے لیے آگے بڑھ رہی تھین سخت آتشباری شروع کر دی۔ ان پلٹنون کا افسر بھی قتل ہو گیا۔ اور حملہ آورون کو دوبارہ اپنے مدعا مین ناکامی نصیب ہوئی۔

اس کے بعد پشتہ کو گرا کر خندق کو پاٹنے کے لیے پھر ایک اور سرنگ شروع کیگئی۔ یہ ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ یکم اپریل کو نپولین کو خبر پونچی کہ دمشق سے کمکی فوج قریب پونچ گئی ہے۔ نپولین نے محاصرہ کو قایم رکھکر اپنی فوج سے ایک ڈویژن[1] کلیبر کے ماتحت دریائے جارڈن کو بھیجا کہ دمشقی فوج کو دریائے مذکور سے عبور نہ کرنے دے۔ عبداللہ پاشا نے جس کے ساتھ سامان رسد کی سینکڑون گاڑیون کے علاوہ بارہ ہزار سوار اور تیرہ ہزار پیدل تھے۔ ۴ اپریل کو پل یعقوب پر سے دریا جارڈن کو عبور کر لیا۔ اور ۸ اپریل کو ناصرت کی سڑک پر اوسکی فوج ہراول کی کلیبر کے پانسو ہراول سپاہیون سے جو جوناٹ کی زیر کمان تھے مڈبھیڑ ہو گئی جوناٹ نے ہٹ جانے کی بجائے مربع باندھ کر غنیم سے لڑنا شروع کر دیا۔ اور اوسے بہت نقصان پونچا کر دس ترکی علم چھین لیے مگر آخر کثرت تعداد کے سامنے اوس کی پیش نہ گئی۔ اور اوسے اپنے قلب لشکر کی طرف جو اپنے ہراول کو ملنے کے لیے بسرعت آگے بڑھا آ رہا تھا پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ نپولین کو جب غنیم کی جمعیت کی خبر پونچی تو اوس نے خود ایک ڈویژن لیکر کلیبر کی مدد پر جانے کا ارادہ کر لیا۔ اُسی وقت جزار نے فرنچ فوج پر دھاوا کر دیا مگر فرنچ توپخانہ اور عمارون نے ایسی دھڑا دھڑ گولہ باری کی کہ اوسے پھر اپنے مورچون کو ہٹ جانا پڑا۔ اور نپولین ایک ڈویژن لیکر کلیبر کی مدد کو روانہ ہو گیا۔

[1] نپولین نے مہم شام کی فوج کو چار پیدل ڈویژنون اور ایک ڈویژن فوج سوار پر منقسم کیا ہوا تھا۔ مولف

کلیبر کوہستانی علاقہ مین سے گذر کر ۱۶ اپریل کو موضع فولی کے قریب اوس میدان مین پہونچ گیا جو کوہ طابور کے دامن تک پہیلا ہوا ہے۔ ترکی فوج اوس موضع مین مقیم تہی۔ کلیبر کا ارادہ رات کیوقت اچانک ترکی کیمپ پر جا پڑنیکا تہا۔ مگر وہ دن نکلنے سے پہلے نہ پہونچ سکا۔ اور سوقت اس نے کل ترکی فوج کو لڑائی کیلئے صف آرا پایا۔ فوج پیدل موضع فولی مین مورچون کے پیچھے تہی اور سوار میدان مین کلیبر کے پاس کلہم تین ہزار فوج پیدل تہی جسکو اوس نے حسب معمول مربع شکل مین صف بستہ کر لیا۔ ہزارہا ترکی سوارون نے اس مربع پر بڑی سختی اور تیزی سے حملہ کیا۔ مگر وہ اوس کی صفون کو نہ توڑ سکے۔ اور فرنچ توپون اور بندوقون کی آتشباری سے تہوڑی ہی دیر مین مربع کے چارون ضلعون کے سامنے مقتول ترک سوارون اور ان کے مردہ گہوڑون کے ڈہیر لگ گئے جن سے فرانسیسی صفون کے اردگرد ایک خاصی پشتہ دار دیوار گوشت و پوست کی بن گئی۔ اور فرانسیسی اسکی آڑ مین اپنے اعداد کثیر پُرغضب ہلون کو برابر چہ گہنٹون تک روکتے رہنے کی قابل ہو گئے۔

شور حرب ابہی خوب گرم تہا کہ نپولین بہی اپنا ڈویژن لیکر کوہ طابور کے درہ سے میدان مین پہنچ گیا۔ اوس نے اپنی دستہ کو فی الفور دو مربعون مین تقسیم کر کے چپ چاپ اسطرح سے آگے بڑہنا شروع کر دیا۔ کہ کلیبر کی مربع کے ساتھ ملکر اوسکے دونون بہی مثلث متساوی الاضلاع بنالین اور عبد اللہ کی فوج ان تینون مین گہر جائے کلیبر اور عبد اللہ کو اسی وقت اوس کی آمد کی خبر ہوئی جب کہ نپولین نے قریب پہنچکر توپ سر کئے جانے کا حکم دیا۔ ترک اب تین طرفون سے تباہی بخش آتشباری کی بوچہاڑ مین گہر گئے۔ سوارون کے قدم لڑکہڑا گئے۔ اور وہ سراسیمہ وار میدان جنگ سے بہاگ گئے۔ اسپر کلیبر کی ڈویژن نے جو نپولین کے پہونچ جانیسے گویا پہر تازہ دم ہو گیا تہا۔ فولی پر دہاوا کر دیا۔ اور نوک سنگین اوسے فتح کر کے ترک پیدلون کو خون سے مورچون کو تر کر دیا۔ عبد اللہ کی کل فوج ایک دم مین تقریباً معدوم ہو گئی۔ اوسکا علم۔ کل کیمپ چار سو اونٹ اور بیشمار مال غنیمت فاتحین کے ہاتہ آیا۔ شورت فوج سوار ان لیکر دریائے جارڈن کے کنارون پر موجود تہا۔ جہان اوسنے ہزارہا مفرورین کو تہ تیغ کیا۔ علاقہ ناپلس کے تمام دیہات نپولین کے حکم سے جلا دیئے گئے۔ اور اوسکی چہ ہزار فوج اپنے سے کئی گنی زیادہ فوج کو پامال کر کے مظفر و منصور عکہ کے کیمپ کو واپس لوٹی۔

درینولا محاصرین اور محصورین ایک دوسرے کے برخلاف لگاتار سرنگین بناتے اور اونکو اڑاتے رہے تہے۔ اور ایک ایک انچ زمین کے لیئے سینکڑون جانین قربانین قربان کیجاتی رہی تہین۔ فرانسیسیونکو محاصرہ کئے اب چہ ہفتے ہو گئے تہے۔ اور اس عرصہ مین کئی حملے فریقین کیطرف سے ہو چکے تہے۔ مگر ہنوز روز اول کا معاملہ تہا۔ اور فرنچ فوج کی اسقدر جمعیت نہ تہی کہ ہر ہفتہ سینکڑون کے کٹ جانیسے اوسمین کسیطرح کا ضعف پیدا نہ ہو سکتا۔ اوس کیلئو جتے پیچہے سے فی الفور کوئی کمک نہین پہونچ سکتی تہی۔ وقت اور آدمی دونون چیزین بہت قیمتی تہین ۷ مئی کو سمندر کے رستہ بارہ ہزار فوجکی کمک جزائر ایشیا کو پہونچ گئی۔ قسطنطنیہ مین یورپین اصول پر جو پلٹنین تیار کیگئی تہین۔ وہ بہی اسمین شامل تہین۔ اوسنے اختتام محاربہ تک ایسی جوانمردی و ثابت قدمی دکہائی کہ ترک تو علیحدہ رہے خود نپولین بہی عش عش کرتا تہا جب یہ کمک بندر مین داخل ہوئی تو

نپولین نے اندازہ لگایا کہ اوسے خشکی پر اترنے کے لیئے کم از کم چھ گھنٹے درکار ہونگے۔ پس اگر اس عرصہ مین فرنچ فصیل کو توڑ کر قلعہ اور شہر پر دھاوا کردین تو پھر ترکی کمک محصورین کو کچھہ مدد نہ دے سکیگی۔ اوس نے اسیوقت چھبیس پونڈر توپون کو فصیل کے کمزور ترین موقعہ پر گولہ باری کا حکم دیدیا جس مین رات تک شگاف کر لیا گیا۔ اور فرنچ فوج نے دھاوا کرکے اوس طرف کی مورچہ بندی کو فتح کر لیا۔ وہانکی توپون کو میخین ٹھونک کر بیکار کر دیا گیا۔ اور اُن مورچون کے کل محافظین تہ تیغ کر دیئے گئے اب فرنچ فوج آگے بڑہنا ہی چاہتی تھی کہ کمکی فوج جو ابھی جہازون سے اتری تھی صف بستہ وہان پہونچ گئی۔ وہ فرنچ افسر جو سب سے پہلے شگاف پر پہونچے تھے۔ قتل یا زخمی ہو گئے۔ اوسیوقت محافظین کا ایک دستہ دوسری طرف سے باہر نکل کر شگاف والی فرنچ فوج کے عقب مین پہونچ گیا۔ اور اُس کے واپس جانے کے لیئے کوئی رستہ نہ رہنے دیا۔ دو طرفہ نرغہ مین گھر جانے سے وہ فرنچ دستہ جو قلعہ مین داخل ہو گیا تھا گھبرا گیا۔ اوس کے کچھہ سپاہی جس طرح سے بن پڑا۔ اپنے کمپ کیطرف بہاگ گئے۔ اور باقی دل کڑا کرکے دوڑ کر ایک مسجد مین گھس گئے۔ اور وہان مورچہ بند ہو کر جب تک آخری کارتوس نہ چلا لیا۔ مقابلہ کرتے رہے۔ کارتوسون کے ختم ہو جانے پر وہ سنگینون سے آخری وقت تک لڑتے رہنے کا عزم کر چکے تھے۔ مگر سڈنی سمتھ نے جو اون کی بہادری اور شجاعت دیکھہ کر دنگ رہ گیا تھا۔ بوعدہ امان اون سے ہتھیار رکھوالیئے۔

نپولین کی بھی باقیماندہ فوج پیہم دھاوا کرنے والون کی کمک کیلیئے آگے بڑہی چلی آرہی تھی۔ اوس نے اون ترکون کو جو فصیل سے باہر نکل گئے تھے۔ نقصان کثیر کے ساتھہ پسپا کر دیا۔ اور اُن مین سے آٹھہ سو کو گرفتار بھی کر لیا۔ مگر وہ شگاف پر قابض نہ ہو سکی۔ اور بے نیل مرام پیچھے ہٹ گئی۔

بونا پارٹ پر ہلتون کی بیہودگی بہ خوبی واضح ہو چکی تھی۔ مگر اوس کے سر پر خبط سوار ہو رہا تھا۔ اس نے ایک اور آخری کوشش کئے بغیر محاصرہ سے دست بردار ہونا منظور نہ کیا۔ اوس نے دو دن فوج کو آرام دیکر تیسرے دن بتاریخ ۱۰ مئی پھر حملہ کیا اور فرانسیسی اسدفعہ بھی شگاف پر قابض ہو گئے۔ مگر زندہ دیوارون کو پہاڑ کر آگے بڑہنا نا ممکن تھا۔ وہ شگاف سے ایک قدم آگے نہ بڑہا سکے۔ اور آخر سینکڑون جانین ضایع کرا کر واپس ہٹ گئے۔ فرنچ فوجکو عکہ کے سامنے پڑے دو مہینے کے قریب ہو گئے تھے۔ اور اس عرصہ مین اُسے اسقدر نقصان پہنچ چکا تھا کہ اور زیادہ عرصہ تک اوس کی طاقت کو اسیطرح کمزور کرتے جانا صریح حماقت تھی۔ مقتولین کے علاوہ بارہ سو فرنچ سپاہی جافہ اور عکہ کے کمپ مین زخمی پڑے تھے۔ اور کئی سو طاعون کے بیمار فوجی ہسپتالون مین سسک رہے تھے۔ اودہر فوجون کو مصر کے ساحل پر اوتارنیکا موسم قریب پہونچ گیا تھا۔ اور یہ خبر موصول ہو گئی تھی کہ ترکی فوج رہوڈس سے روانہ ہو کر دریائے نیل کے دہانہ کے قریب پہونچ گئی ہے۔ پس اگر وہ عکہ کے محاصرہ پر مصر رہتا تو اوسکی طاقت اسقدر کمزور ہو جاتی کہ وہ ان نئے حملہ آورون کا مقابلہ کرنے کے بمشکل قابل رہجاتا۔ اوسکی مہم کا بڑا مدعا یہ تھا کہ شام اور رہوڈس کی فوجون کو ملنے نہ دے۔ جو شام کی ترکی فوج کو پامال کر دینے سے بخوبی حاصل ہو گیا تھا۔ البتہ بلاد مشرق مین فتوحات کے جو لمبے چوڑے منصوبے اوس نے اپنے دل مین تیار کیے ہوئے تھے اون سے اُسے دست بردار ہونا پڑتا تھا۔ اور ضرورت

نے اوسکو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔ جس کا اوسے ہمیشہ افسوس رہا۔ بلکہ جب خوش قسمتی نے اوسے اس واقعہ کے بعد ایسے عروج ومرتبہ پر پونچا دیا۔ جو بہت تہوڑے لوگون کو حاصل ہوا ہے تو وہ اسوقت بھی سڈنی سمتھ کا ذکر آ جانے پر بے اختیار پکار اوٹھا کرتا تہا "اس شخص نے میری قسمت پر پانی پھیر دیا"

۲۰ مارچ کو محاصرہ شروع کر کے ۲۰ مئی کو وہ اوس سے دست بردار ہوا۔ ان دو مہینون مین اوس نے عکہ پر آٹھ حملے کیے اور محافظین نے گیارہ دہاوے کیے۔ روانہ ہونے سے پہلے دلکا بخار نکالنے کے لیے اوس نے شہر پر ایسی سخت گولہ باری کی کہ اوس مین شاید ہی کوئی عمارت کھڑی رہ گئی۔ وہ ریگستان کے رستے ہی سے مصر کو واپس لوٹا۔ اور ایسی قابلیت اور سرعت کے ساتہہ واپس گیا کہ غنیم کو اوسے گزند پونچانے کا کوئی موقعہ نہ مل سکا۔ بیماری۔ لڑائی اور دیگر تکالیف سے اوسکی فوج کا تقریباً تیسرا حصہ یعنی چار ہزار آدمی اس عرصہ مین ضایع ہو چکے تہے۔ اور باقیماندہ مین سے بھی بارہ سو زخمی تہے۔ مراجعت کے وقت وہ کل علاقہ کو برباد کرتا گیا۔ اور جافہ پونچکر وہان کے قلعون کو بارود سے اڑوا دیا۔ اسی شہر کے ہسپتال مین اوس کے وہ سپاہی پڑے تہے۔ جو طاعون سے بیمار تہے۔ جنکو ساتہہ لے جانا تو اس لیے ناممکن تہا کہ چھوت سے دوسرے بھی بیمار نہ ہو جائین اور پیچھے چھوڑنا اس لیے مناسب نہ تہا کہ اونکا کوئی خبر گیران نہ ہوتا۔ اور اول تو ترک ہی اونکو ذبح کر ڈالتے۔ ورنہ وہ بھوک اور بیماری سے تو ضرور ہی مر جاتے۔ ان مشکلات پر غور کر کے نپولین نے اعلا ڈاکٹر ڈس جنٹس کو کہا کہ میری رائے مین اون مریضون کو زندہ رہنے دینے کی بجائے افیون کھلا کر ہلاک کر دینا اون کے حق مین بڑا رحم ہوگا۔ ڈاکٹر نے اوسکا یہ شریفانہ جواب دیا "میرا کام صحت دلانا ہے نہ کہ ہلاک کرنا" انگریز مورخون کا بیان ہے کہ نپولین یہ جواب سنکر بھی اپنی رائے پر قایم رہا۔ اور مریضون کو زہر دیدیا گیا۔ مسٹر میکالی لکھتے ہین کہ "ایسے مریضون کی تعداد جنکو زہر دیا گیا۔ خود نپولین نے سینٹ ہلینا مین سات یا آٹہہ بتائی تہی۔ اوس کے پرائیویٹ سیکرٹری بورین ساٹہہ بتاتا ہے انگریز مورخ سر رابرٹ ولسن نے ۵۰۰ لکھی ہے۔ اور فرنچ مورخ میوٹ تعداد کی تعیین نہین کرتا۔ مگر زہر کا دیا جانا تسلیم کرتا ہے" اس کے برعکس تھیرس لکھتا ہے کہ "نپولین ڈاکٹر کا جواب سنکر اپنے ارادہ سے باز آ گیا تہا۔ اور کسی مریض کو زہر نہین دیا گیا تہا۔ مخالفون نے نپولین اور ڈاکٹر کی گفتگو سے اوس پر اس ظالمانہ فعل کے ارتکاب کا جھوٹا بہتان باندہ دیا ہے" لیکن تھیرس یہ نہین لکھتا کہ آخر نپولین نے ان مریضون کا کیا انتظام کیا۔ آیا اونکو جافہ مین چھوڑ گیا۔ یا مصر اپنے ساتہہ لے گیا۔

نپولین ۲۵ دن کے پر صعوبت سفر کے بعد ۱۴ جون ۱۷۹۹ء کو قاہرہ واپس پونچا۔ اور خوب بر وقت پونچا۔ تمام ڈلٹا بغاوت پر آمادہ ہو رہا تہا۔ اور مہدویت کے ایک مدعی نے کئی ہزار کی جمعیت فراہم کر لی × × تہی۔ اوسکا دعوی تہا کہ کوئی ہتھیار اوسپر اثر نہین کر سکتا۔ اور وہ فرانسیسیون کو صرف خاک کی مٹھی پھینک کر ملک سے باہر نکال دیگا۔ مملوک سردارون کے گماشتے اسکے معاون تہے۔ اور اوس نے دمہنور کی فرنچ فوج کو قتل کر کے اوسپر قبضہ کر لیا ہوا تہا۔ بوناپارٹ نے قاہرہ پونچتے ہی

ایکدن سبکو بھیجکر مھدی کا خاتمہ کردیا۔ اور باقی علاقون مین اوسکی واپسی پر خود بخود امن قایم ہوگیا۔ قاہرہ مین اوسنا اپنی فتوحات پر دہوم دہام سے جشن کیئے۔ لیکن ان منصوبون کا جو خاک مین ملگئے تھے تام تک نہ لیا۔ اوس نے باشندگان مصر کے نام جدید اعلان مشتہر کرکے اونہین متنبہ کیا کہ اوسے اون کے دلونکے خفیہ سے خفیہ بھید بھی معلوم ہوجاتے ہین انکی بہتری اسی مین ہے۔ کہ جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے کبھی قدم باہر نہ نکالین۔ مصریون پر اوسکا کچھہ ایسا رعب بیٹھا ہوا تہا کہ اونہون نے اوس کے ان دعوون کو بالکل سچ سمجھہ لیا۔ مگر اوسے صرف مصریون کو ہی قابو مین رکہنا ضروری نہین ہورہا تہا۔ بلکہ اپنی فوج اور اس کے جرنیلون کو بھی تمام فوج مین سخت بیدلی پہیل رہی تھی۔ اس لیئے نہین کہ اونکو کسی طرح کی تکلیف یا خطرہ تہا۔ اون کے پاس سب سامان وافر موجود تہا۔ کل لوازمات اسایش و آرام مہیا تھے۔ بلکہ صرف وطن کی الفت اور چاہ کی وجہ سے جو فرانسیسیون کو پردیس مین کہین چین نہین لینے دیتی۔ اونکو مصر مین آئے ہوئے ایک سال ہوگیا تہا۔ اور چھہ مہینون سے وطن کی کوئی خبر نہین سُنی تہی۔ کیونکہ انگریزی بیڑہ کسی فرنچ جہاز کو مصر کے ساحل کے قریب نہین پھٹکنے دیتا تہا کوئی دن ایسا نہین گذرتا تہا کہ جس مین کئی کئی افسر اور جرنیل بونا پارٹ سے رخصت کی درخواست نہ کرتے جنکو وہ عموماً نامنظور کردیتا۔ اور اگر کسی کی درخواست کو منظور بھی کرتا تو ساتہہ ہی زبانی ایسی ناخوشی ظاہر کرتا جس سے پایا جاتا کہ وہ رخصت پر جانے والون کو بزدل سمجہتا ہے۔ ایک دفعہ کل فوج نے اسکا کرلیا کہ نپولین سے پوچھنے کے بغیر قاہرہ سے اسکندریہ چلدے۔ اور وہان سے جہازون پر سوار ہوجائے۔ مگر نپولین کا رعب ایسا غالب تھا کہ اونکو یہ ارادہ عمل سے فعل مین لانے کی جرأت نہ پڑی۔ نپولین کے افسر اور جرنیل بھی اوسکی عدم موجودگی مین تو بہت بڑبڑایا کرتے مگر اسکے رُوبرو کیکو بولنے کا حوصلہ نہ پڑتا تہا البتہ کلیبر نے چند مرتبہ اپنے سپہ سالار سے سخت کلامی کی۔ مگر جلد ہی اونکی آپس مین صلح ہوجاتی جون کا مہینہ اسیطرح گذرگیا۔ فرنچ فوج بدستور یوروپ مین معاملات سے بیخبر تھی۔ اور اوسکو کچھہ پتہ نہ تھا۔ کہ آسٹریا اور روس کی فوجون نے اٹلی مین فرانس کا قافیہ کیسا تنگ کررکہا ہے۔ اتنا سب کو معلوم تہا کہ یوروپ مین حالت مخدوش ہورہی ہے اور لڑائی عنقریب ہوا چاہتی ہے۔ نپولین مفصل حالات معلوم کرنے کے لیئے سخت بیتاب ہورہا تہا لیکن یہ امر اوس کے بس مین نہ تھا۔ اس لاعلمی کے باعث وہ اپنے لیئے کوئی مستقل رائے قایم نہین کرسکتا تہا۔ اور اسی تردد مین تھا کہ آیا مصر مین ہی بیٹھا رہے یا یوروپ کو واپس چلا جائے کہ اتنے مین ترکی حملے نے اوسے مصر مین ایک اور نمایان فتح کا سہرا باندہنے کا موقعہ دیدیا۔ اور اوس کے ساتہہ ہی اوسے یوروپ کے حالات بھی معلوم ہوگئے

رہوڈس کی فوج کی روانگی کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ وہ مصطفےٰ پاشا والیئے رومیلیا کے زیر کمان تھی۔ جو کئی جہازون پر سوار سڈنی سمتھ کے بیڑہ کی حفاظت مین ۱۱ جولائی کو سکندریہ کے مقابل پہونچی۔ اور ابوقیر کے متصل اوسی موقعہ پر لنگرانداز ہوئی۔ جہان فرنچ بیڑہ تباہ ہوا تہا۔ انگریزی امیر البحر نے فوج کو خشکی پر اوتارنے کے لیئے اوسی جزیرہ نما کو پسند کیا جو خلیج کی صف کی ایکطرف کو تھا۔ اوسکا نام بہی ابوقیر ہے اور وہ سمندر اور جہیل دریکے درمیان واقع ہے۔ اس کے سرے پر ایک قلعہ بنا

ہوا ہے۔بوناپارٹ نے اسکندریہ کی فوج کے افسر مارمونٹ کو حکم دیا تھا کہ اس قلعہ کو مستحکم کرکے موضع ابوقیر کو جو قلعہ کے گرد بنا ہوا ہے صاف کردے۔ مگر فسر مذکور نے گاؤن کو برباد نہ کیا اور وہان کی جھونپڑیون سے سپاہیون کی فرودگاہ کا کام لیا۔ البتہ موضع مذکور کی حفاظت کے لیئے خشکی کیطرف ایک لمبا مورچہ بنادیا۔ مگر مورچہ کے دونون سرے سمندر سے نہ ملائے گئے تھے۔ اور حس نقص سے قلعہ بہ خوبی مستحکم نہ ہوسکا۔ مصطفیٰ پاشا کے زیر کمان پندرہ ہزار ینگچری اور بہت بڑا توپخانہ تھا۔ سوار بالکل نہ تھے۔ ترک دشمن کی آتشباری کی کچھ پروا نہ کرکے کمال لاوری سے خشکی پر اُترے۔ اور پہونچتے ہی شمشیر بدست فرنچ مورچہ پر حملہ آور ہوگئے۔ جسے اونہون نے فی الفور فتح کرکے موضع پر قبضہ کرلیا۔ گاؤن پر ترکون کا قبضہ ہوجانیسے قلعہ کو زیادہ دیر تک بچائے رکھنا ناممکن تھا۔ چنانچہ وہان کی فرنچ فوج نے ترکون کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے۔ مورمونٹ بارہ سو سپاہی ایکر ابوقیر کی کمک کو اسکندریہ سے چل پڑا ہوا تھا۔ مگر رستہ مین یہ سنکر کہ ترک موضع اور قلعہ پر قابض ہوگئے ہین۔ اور بہ تعداد کثیر جہازون سے اوتر چکے ہین۔ اوسے آگے بڑہنے کی جراءت نہ پڑی۔ اور وہ اسکندریہ کو واپس ہٹ گیا۔

ترک صرف تین سو گھوڑے ساتھ لائے تھے۔ اونکو توقع تھی کہ فوج سوارون کی کمی مراد بک بالائی مصر سے صحرا کے رستہ دو تین ہزار مملوک سوارون کو ساتھ لاکر پوری کردیگا۔

نپولین ترکون کے اترنے کی خبر سنتے ہی اسکندریہ کیطرف روانہ ہوگیا۔ تین ڈویژن اوسنے اپنے ساتھ لیئے۔ ڈیساکس کو کہلا بھیجا کہ بالائی مصر کو خالی کرکے قاہرہ واپس آجائے۔ اور کلیبر اور رانیگ اور رانسر کو جو ڈلٹا میں تھے ابوقیر کے قریب پہونچ جانیکا حکم بھیجدیا۔ اوسنے اپنی افواج کے اجتماع کیلیئے موضع برکر کو جو اسکندریہ اور ابوقیر کے مابین واقع ہے پسند کیا۔ اوسے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ کہین ترکون کے ساتھہ کوئی انگریزی رجمنٹ بھی شامل نہ ہو۔

مراد بک نے مصطفیٰ پاشا کے حسب الحکم صحرا کے رستہ نشیبی یا بحریہ مصر مین داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر اوسکا مقابلہ مورت کے ڈویژن سے ہوگیا جسنا سے شکست دیکر پھر صحرا کو بھگا دیا۔ اور ترکی فوجکو کہلاری کے ملنے کی کوئی امید نہ رہی لیکن پھر بھی ترک ایک مستحکم مقام مین موجود تھے۔ اور مورچونکے پیچھے سے جس تہور اور استقلال کے ساتھ ترک فوج لڑتی ہے وہ فرانسیسیون کو بہ خوبی معلوم تھا۔ بوناپارٹ نے اسکندریہ پہونچکر وہان کے مورچون اور کرنل کریٹن کے تعمیر کردہ جدید قلعون کا معائنہ کیا۔ اور مورمونٹ کو سخت سرزنش کی کہ بیچ ترکون نے خشکی پر اترنا شروع کیا تھا۔ اوسیوقت اوپر کیون نہ حملہ کردیا۔ وہ ۲۴ جولائی کو اسکندریہ سے روانہ ہوا۔ اور ۲۵ کو جزیرہ نما کے دہانہ پر پہونچگیا۔ ابھی تک اوسکے صرف تین ڈویژن جنمین چھ ہزار آدمی تھے جمع ہوئے تھے۔ بنابرین اوسنے ارادہ کیا کہ ترکی کیمپ کے بالمقابل مورچے تیار کرکے اون مین باقیماندہ ڈویژنون کے پہونچنے کا انتظار کرے۔ اور انکو آجانے پر ترکون پر حملہ کرے۔ مگر ترکی کیمپ کے مورچون اور دیگر انتظامات کو دیکھکر اوس کی رائے بدل گئی۔ اور اس نے فی الفور حملہ کرنیکا فیصلہ کرلیا۔ اسنے ترکی مورچون کے معائنہ سے قیاس کرلیا کہ وہ ترکون کو وہان سے

ے بآسانی ہماگر گاؤن مین دہکیل سکے گا۔ اور پھر گاؤن پر بمب کے گولے اور غبارے پھینک کر اونہین نیست و نابود کردے گا۔

ترک جزیرہ نما کے پرلے سرے پر جو بہت ہی تنگ ہے مقیم تہے۔ اور اپنی حفاظت کے لیئے اونہون نے مورچون کی دوہری قطار تیار کرلی تھی۔ اونکا کمپ موضع ابوقیر سے دو میل آگے کو نصب تہا۔ اوسکی دونون طرف دو ریتیلے ٹیلے موجود تھے۔ ایک بر لب سمندر اور دوسرا جھیل موواینہ کے ساحل پر۔ یہ گویا ترکی فوج کے میمنہ و میسرہ تھے۔ وسط میں ایک چھوٹا سا گاؤن تہا۔ اس گاؤن مین چار ہزار فوج میمنہ کی پہاڑی پر ایک ہزار۔ اور میسرہ کی پہاڑی پر دو ہزار ترکی فوج مقیم تہی۔ یہ اونکی پہلی صف تہی۔ اونکی دوسری صف موضع ابوقیر مین تھی۔ غرضکہ ترکیون نے جو مورچہ تیار کیا ہوا تہا یہ دوسری صف اسی کی پناہ مین تھی۔ اور ترکون نے اس مورچہ کو دونون طرف خندقین کہود کر سمندر سے ملا دیا ہوا تہا۔ ترکی فوج اور توپ کا بڑا حصہ اسی مورچہ کے پیچھے تہا۔ نپولین نے اپنے ایک افسر کو چند پلٹنین دیکر میمنہ کی پہاڑی پر اور دوسرے کو میسرہ کی پہاڑی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور مورت کو سوار لیکر اون پہاڑیون کے عقب مین پہونچ جانیکا حکم دیا۔ نپولین کی یہ تدبیر بہت مفید ثابت ہوئی۔ ڈسٹانگ ترکون کے میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ ادہر مورت سوار لیکر پہاڑی کے عقب مین پہونچ گیا۔ ترک یہ دیکھ کر پیچھے ہٹے۔ اور مورت نے ہوقت اونپر حملہ کرکے سینکڑون کو تہ تیغ کر دیا۔ باقیماندہ سمندر کو ہٹا دیئے گئے۔ مگر اونہون نے اطاعت قبول کرنے پر سمندر مین گر کر غرق ہوجانیکو ترجیح دی۔ ترکی میسرہ پر بھی ایسی ہی کامیابی ہوئی فرنچ جرنیل لانیس نے فوج پیدل لیکر اونکے دو ہزار ینگیچریون پر سامنے سے حملہ کر دیا۔ اودہر مورت میمنہ کے ترکون کا صفایا کرنیکے بعد اون کے عقب مین پہنچ گیا اور وہان کے ترکون کو بھی جو لانیس کے سامنے سے پیچھے ہٹ رہے تہے قتل کر دیا۔ یا سمندر مین ڈبو دیا۔ دونون بازوؤن سے فارغ ہوکر ڈسٹانگ اور لانیس نے متفق ہوکر پہلی صف کے قلب یعنی گاؤن پر حملہ کیا۔ اوس جگہ کے ترکون نے حملہ آورون کا دلاوری سے مقابلہ کیا۔ اونکو امید تھی کہ دوسری صف سے اونہین کمک آ پہونچے گی۔ اونکا یہ خیال غلط نہ تہا۔ ابوقیر سے ایک دستہ اونکی مدد کے لیئے بھیجا گیا تہا۔ مگر مورت اس موقعہ پر بھی پیشدستی کرکے گاؤن کے عقب مین پہونچ گیا ہوا تہا۔ اوس نے کمکی کالم کے بیشتر حصہ کثیر کو اپنے سوارون سے تہ تیغ کرکے باقیماندہ کو پیچھے ہٹا دیا۔ اس عرصہ مین لانیس اور ڈسٹانگ کی پلٹنین دھاوا کرکے گاؤن مین داخل ہونے مین کامیاب ہوگئین۔ ترک اس سے باہر نکال دیئے گئے۔ اور وہ چارون طرف بکھر گئے۔ لیکن عقب پر مورت موجود تہا۔ اور انکے لیئے اطاعت مان لینے یا سمندر مین کود پڑنے کے سوا کوئی چارہ موجود نہ تہا۔ اونہون نے آخری صورت کو پسند کیا اور بہ تعداد کثیر سمندر مین غرق ہوگئے۔

اسوقت تک چار پانچ ہزار ترک قتل یا غرق ہوچکے تہے۔ اور اونکی مورچہ کی پہلی قطار فتح ہوچکی تھی۔ یعنی نپولین کا مدعا حاصل ہوگیا تہا۔ اور وہ اگر چاہتا تو کلیبر اور راگنیر کی ڈویژنون کے پہونچنے تک باقی ترکون پر جو موضع ابوقیر مین گہر گئے ہوئے تھے گولہ باری کرتے رہنے پر اکتفا کر سکتا تہا۔ مگر اب اس نے اسیوقت فتح کو مکمل کر لینے کا عزم کر لیا۔ اور فوجکو ساتھ لیکے تہوڑی

سی مہلت دیکر دوسری قطار یا صف پر بھی حملہ کر دیا۔ اوسوقت تیسرا ڈویژن بھی جو ریزرو مین رکھا گیا تھا۔ جنرل سٹانگا ور لائینیر کے ڈویژنون کے ساتھ کر دیا گیا۔ لیکن اس مورچہ کو جو ابوقیر کے محاذ بنا ہوا تھا۔ بنوک سنگین فتح کرنا بچون کا کھیل نہ تھا۔ اوس کی ایکطرف ایک خندق سمندر تک اور دوسری طرف دوسری خندق جھیل ماڈیہ تک بنا دیگئی ہوئی تہی۔ اور مورچہ اور ان خندقون کے پیچھے نو دس ہزار ترک ینگچری موجود تھے۔ مورچہ کے سامنے جو کہلا میدان تھا۔ اوس پر انگریزی جہازون سے دہوان دھار گولہ باری ہو رہی تہی۔ معمولی ہمت و حوصلہ کا جنرل ایسے خطرات کا کبھی مقابلہ نہ کرتا۔ مگر نپولین بذات خود ہی کسی خطرہ کی کچھ پروا نہین کیا کرتا تھا۔ بلکہ اوس نے اپنے سپاہیون کو بھی اپنی رنگ مین رنگ دیا ہوا تھا۔ اوس نے بلا درنگ اپنی فوج کو دشمن کے مورچہ پر بڑہا دیا فوج پیدل کو مورچہ کے قلب اور میسرہ پر اور مورت کی کیولری کو جو نخلستان مین دشمن کی نظر وںسے پوشیدہ کہڑی تہی۔ میمنہ پر حملہ کرنے اور پھر جہازون کی گولہ باری کی زد مین سے گذر کر جھیل ماڈیہ اور مورچہ کے درمیانی کھلے میدان مین پہنچ جانیکا حکم دیا گیا۔ غرض فوج کی ۳۲ وین رجمنٹ اپنی بندوقون کو کندہون پر اوٹہائے ہوئے خندقون کیطرف روانہ ہوئی۔ اور اٹھارہوین رجمنٹ خندق کے آخری سرے کے عقب مین پہونچ گئی۔ ترک مورچہ مین کہڑے رہکر اونکا مقابلہ کرنیکی بجائے آگے بڑہ آئے اور دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ ترکون نے پہلے اپنی بندوقون[1] اور پھر پستولون کو خالی کیا پھر تلوارین سوت لین۔ فرانسیسیون نے سنگینون سے کام لیا۔ ترک سنگینون کو ہاتھ سے پکڑنے کی کوشش کرتے۔ مگر ہر شخص سے کر دہ ایسا کر سکیں وہ اونکی پسلیون مین گہس گئی ہوئی تہین فریقین مین خوب گہمسان کا رن ہوا۔ اور سخت خونریزی ہوئی۔ جس مین سنگینون کی طفیل ترکون کا زیادہ نقصان ہوا۔ ۱۸وین رجمنٹ خندق سے گذر کر مورچہ مین داخل ہی ہونے لگی تہی۔ کہ وہان کی فوج کی شرریار گولہ باری نے اونکو پھر مورچہ کے دامن مین گرا دیا۔ اور کئی نامور فرینچ افسر قتل اور مجروح ہوگئے۔

درینولا مورت نے سوار لیکر متذکرہ صدر میدان کو ترکون سے خالی کرنے کیلیے لگی ہلے کئے۔ مگر مورچہ اور انگریزی جہازون کی طرف گولہ باری نے اوس کی کوئی پیش جانے نہ دی۔ اور اسے مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ اوسکے کئی سوار عین مورچہ کی خندقون تک پہنچ گئے تھے۔ مگر اونکی بہادری محض بیکار ثابت ہوئی۔ اور کل حملہ آور فرینچ دستے فاش شکست کہاکر پسپا ہوگئے۔ نپولین اپنے سپاہیونکی اس خونریزی کو بیفکری سے دیکھتا رہا۔ وہ اس امر کا منتظر تہا کہ مناسب موقعہ ملتے ہی پھر حملہ کر دے۔ اوسکی خوش قسمتی سے ایسا موقعہ اوسے جلد ملگیا۔ ترک حسب معمول مقتول فرانسیسیونکے سر کاٹنے کے لیے خندقون اور مورچون سے نکلکر سامنے کو میدان مین بکھر گئے۔ اس طریقہ کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور اوسکی خرابیان بہی اوسیوقت بیان کی جا چکی ہین۔ اس موقعہ پر مذموم

---

[1] ہر ایک ینگچری کے پاس ایک ایک بندوق۔ دو دو پستول اور ایک ایک تلوار ہوتی تہی۔ اور چونکہ اس زمانہ مین کارتوسی بندوقین نہین تہین۔ اور بندوق کو منہ کیطرف سے بھرنے مین بہت وقت صرف ہوتا تہا۔ ینگچری حملہ کرتے وقت اپنی بھری ہوئی بندوقون اور پستولون کو دشمن پر خالی کر کے پھر تلوار پکڑ لیتے تھے۔ مملوک سوارون کا بہی جو بچاؤ کے پہلو پر کبھی نہین رہتے تھے بلکہ بجلی کیطرح دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ یہی وطیرہ تہا۔ مؤلف +

طریقہ سے فتح کو شکست سے بدل دیا۔

ترکون کے مورچون سے نکلکر منتشر ہوتے ہی نپولین کو سوجھ گئی کہ اب وہ موقعہ آگیا ہے۔ جسکا وہ منتظر کھڑا تھا۔ اوس نے ریزرو دستہ سے دو پلٹنین فی الفور خندقون پر بڑہا دین۔ اور اونہون نے چشم زدن مین اون پر قبضہ کر لیا۔ ادہر میمنہ پر اوس رجمنٹ نے بھی اس خداداد موقعہ سے فائدہ اوٹھا کر مورچہ مین دخل ہو گئی۔ دوسری طرف مورت نے پھر حملہ کر دیا۔ اور کھلے میدان سے حیاپہ مورت اگرچہ بڑی جہازون کے گولے پڑ رہے تھے۔ سرپٹ گذر کر ایک چھوٹے سے رخنہ کے راستے سے جو ترکی مورچہ کی قطار مین رہ گیا تھا ہو آتا تھا اندر داخل ہو گیا۔ اور پیچھے لموان بن الوقیر کے اندر ہو نکلا۔ ترک چوطرفہ دشمنون کا نرغہ دیکھ کر بوکھلا گئے۔ وہ ایسے وارا دہرا دہر اُٹھ دوڑے۔ اور فرانسیسیون نے فراریون کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ اونہون نے ترکون کو سنگینون کی باڑھ آگے دہر لیا۔ اور دکیلتے دکیلتے اوتہین سمندر مین جا پھینکا۔ جس کی سطح پر تا وقتیکہ ترک غرق نہ ہو گئے۔ چند منٹون تک پگڑیان ہی پگڑیان دکھائی دیتی رہین۔ مورت سوار لیے ہوئے مصطفےٰ پاشا کے کیمپ مین گھس گیا۔ حالانکہ پاشا نے اوس انتہا مایوسی کے وقت بھی بلا مقابلہ ہتھیار ڈالنا منظور نہ کیا۔ اوس نے مورت پر پستول سر کیا۔ جس سے وہ کسیقدر زخمی ہو گیا۔ ادہر مورت نے اوس پر تلوار چلائی۔ جس سے پاشا کی دو انگلیان کٹ گئین۔ آخر اوسے گرفتار کر لیا گیا۔ اور بونا پارٹ کے پاس بھیجدیا گیا۔

جو قدرے قلیل ترک قتل یا غرقابی سے بچ رہے۔ وہ ابوقیر کے قلعے مین دخل ہو گئے۔ تقریباً بارہ ہزار ترکون کی لاشین اوسی سمندر مین تیر رہی تھین۔ جس مین گیارہ مہینے پہلے اسی طرح فرنچ ملاحون کی لاشین دکھائی دے رہی تھین۔ دو یا تین ہزار گولہ باری یا سنگینون سے ہلاک ہوئے۔ اور باقیماندہ کے لیے جو قلعہ مین گھس گئے تھے۔ فاتح کی اطاعت مان لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ یعنی ایک دن مین سالم کی سالم فوج کلیۃً تباہ و پامال ہو گئی۔ فرنچ مورخین بڑے فخر سے لکھتے ہین کہ تاریخ عالم مین یہ شاید پہلا موقعہ تھا۔ جس مین غنیم کی فوج اسطرح سے تباہ ہوئی۔" کلیبر لڑائی کے ختم ہو جانے کے بعد شام کے قریب پہنچا تھا۔ اوس نے آتے ہی بے اختیار نپولین کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور یہ فقرہ جو تھوڑے ہی عرصہ مین شہرہ آفاق ہو گیا۔ کہا "جرنیل تم بیشک کل دنیا ایسے بڑے ہو"

اس موقعہ پر بہادر مگر بے نصیب مصطفےٰ کے استقلال اور خود رائے کا بھی ایک واقعہ ذکر کر دینا نا مناسب نہ ہوگا۔ قسمت نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ مگر اوس شجاع کے دم خم مین کوئی فرق نہ پڑا تھا۔ جب اوسے نپولین کے سامنے پیش کیا گیا تو بونا پارٹ نے اوس کی دلدہی کے لیے کہا۔ "اگرچہ بدقسمتی سے میدان تمہارے ہاتھ مین نہ رہا۔ مگر شجاعت تم نے لڑائی مین دکھلائی ہے مین اسکی اطلاع خود سلطان کو پہنچا دونگا۔" اسپر گرفتار نے تنک کر جواب دیا "تجھے یہ تکلیف اوٹھانے کی کوئی ضرورت نہین۔ میرا مالک مجھے تجھ سے بہتر جانتا ہے۔"

مصر سے فرنچ افواج کی واپسی

شام کی فتوحات اور نیز اس فتح سے نپولین کو کم از کم کچھہ عرصہ کے لیے مصر پر ترکی افواج کی حملہ آوری کا اندیشہ نہ رہگیا تہا - اور اس کی ماتحت فوج کی حالت بہی کچھہ ایسی کمزور نہ تہی - ایک سال کے معرکون کے بعد اب بہی اوس کی جمعیت ۲۵ ہزار کے قریب تہی - اور یہہ ۲۵ ہزار آدمی ایسے تہے جنکو دنیا بہر مین شجاع ترین اور کامل آزمودہ کار کہنا مبالغہ مین داخل نہین تہا - مزید برین باشندگان مصر اور فرنچ حملہ آورون مین ایکسال کی بود و باش سے اسقدر موانست پیدا ہوگئی تہی کہ اب مصر والون کی طرف سے بغاوت کا تقریبًا کوئی خطرہ نہین رہگیا تہا - پس اگرچہ یوروپ مین فرانس کا قافیہ دن بدن تنگ ہوتا چلا جارہا تہا - لیکن افریقہ مین اوسکا علم دریائے نیل پر برابر مظفر و منصور لہرا رہا تہا - مگر اس کامیابی مین بہی نپولین کی طبیعت کو عجب بیچینی ہورہی تہی - وہ یوروپ مین معاملات سے بدستور بے خبر تہا - ڈائرکٹری اور اوس کے بہائیون نے جو خطوط روانہ کئے تہے اوسے اون مین سے کوئی نہ ملا تہا - آخرش اوسکی بیکلی حد برداشت سے گذر گئی - اسکندریہ کے بندرگاہ مین اوس کے پاس ابہی تک کئی چھوٹے چھوٹے جہاز موجود تہے - اونکو اوس نے سمندر مین گشت کرنیکے لئے بہیجدیا - اور حکم دیا کہ جو تجارتی جہاز ملے اوسے روک کر یوروپ کے حالات جہاز والون سے دریافت کرین - ادہر ایک افسر بظاہر صلح کی گفتگو اور قیدیون کے باہمی تبادلہ کے لیے ترکی بیڑہ پر جو ابو قیر کے انگریزی جہازون سمیت لنگر زن تہا بہیجدیا مگر اصل مدعا یہ تہا کہ وہ بیڑہ والون کی بات چیت سے اور جسطرح بن سکے اوسیطرح یہ معلوم کرے کہ یوروپ مین ہو رہا ہی سڈنی سمتہ انگریزی امیر البحر نے اس قاصد کی بہت خاطر تواضع کی - اور جب اوسی قاصد کے انداز گفتگو سے یہ مترشح ہوگیا کہ یوروپ مین فرانس پر جو مصیبتین وارد ہو رہی ہین - نپولین کو اون کی کوئی خبر نہین تو بقول فرنچ مؤرخین "کمینہ کینہ توزی سے نپولین کا دل جلانے کے لیے" اور بقول انگریزی مؤرخین "نپولین کے مرسلہ تحائف اور خوش اخلاقی کے برتاؤ کے معاوضہ مین بمصداق ہل جزاء الاحسان الا الاحسان" اوسے سال بہر کے اخبارات کی پوری فائل قاصد کے ہاتہہ بہیجدی - نپولین اخبارات کو لیتے ہی علیحدہ کمرے مین چلا گیا - اور ساری رات مین اونکو اول سے آخر تک پڑہ لیا - اون سے اوسے اپنے ملک کی مشکلات اور روس و آسٹریا کی متفقہ افواج کی اٹلی مین کامیابی کی مفصل کیفیت معلوم ہوگئی - اور اس کے معلوم ہوتے ہی اوس نے آئندہ کے لیے اپنی رائے قائم کرلی - اور خفیہ یوروپ کو چلدینے کا عزم کرلیا - انگریزی جہازات جابجا بحیرہ روم مین گشت کرتے پہر رہے تہے مگر اوس نے قسمت پر بہروسہ کیا اور سوچ لیا کہ اگر طالع بیدار ہین تو کسی نہ کسی طرح اون سے بچکر فرانس پہونچ جائے گا - اوس نے فرنچ نائب امیر البحر کو اپنے سامنے بلا کر دو فریگیٹ سمندر کے سفر کے لیے تیار کرنے کا حکم دیا - اور کسی سے اپنے ارادہ کا ذکر کرنے کے بغیر ملک کے انتظام کا بندوبست کرنے کے لیے بسرعت تمام اسکندریہ سے قاہرہ چلدیا - وہان اوس نے کلیبر کے لیے جسکو اوس نے کل سپاہ و سفینہ اور فوج کی کمان چھوڑ جانے کا ارادہ کرلیا تہا - ہدایات کی طویل یادداشت تیار کی اور اس کام سے فارغ ہوکر فی الفور اسکندریہ واپس گیا - وہ دونون جہاز جنگی

تیاری کا حکم دیا گیا تہا۔ اسکندریہ سے بجانب مغرب چند میل کے فاصلہ پر بھیجدیئے گئے۔ نپولین نے چند افسر ہمراہ لیئے اور ۲۲۔ اگست ۱۷۹۹ء کی رات کو ساحل تک اوس مقام پر جس کے سامنے جہاز لنگر انداز تہے۔ جاکر کشتیون کے ذریعہ سی رات جہازون پر سوار ہو گیا۔ تاکہ دن چڑہنے تک وہ انگریزی بیڑہ کے گشت کنندہ جہازون سے بہت دور نکل جائے۔

انگریزی مورخین نپولین کی اس کارروائی پر سخت نکتہ چینی کرتے ہین۔ اور ان کا بیان ہے کہ اوس نے اپنی فوج سے سخت بیوفائی کی۔ اور بزدلون کی طرح اونکو مصیبت مین چہوڑکر خود بہاگ گیا[1]۔ مگر فرنچ مورخ ان الزامون کی بوجوہات معقول تردید کرتے ہین۔ چونکہ یہ بحث ہمارے مضمون کے دائرہ سے خارج ہے۔ اس لیئے اوسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن تاہم یہ بتادینا ضروری ہے کہ کلیبر کے نام جو وہ ہدایتین چہوڑ گیا تہا اون سے یہ کسیطرح مترشح نہین ہوتا کہ وہ فرنچ فوج مقیمہ مصر کی حالت نازک تصور کرتا تہا۔ یا مصر کو فضول محض سمجہ کر وہان سے جان بچاکر بہاگ گیا تہا۔ برعکس اس کے یادداشت مذکورہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصر کے قبضہ کو وہ برابر ضروری سمجہتا تہا۔ اور بہتوڑے کئے اوس سے دست بردار نہین ہونا چاہتا تہا۔ مصر سے روانہ ہونیسے پہلے ۲۱۔ اگست ۱۷۹۹ء کو اوس نے جو خط کلیبر کے نام لکہا تہا۔ اوس کے چند فقرات حسب ذیل ہین:۔ "انگریز ہم کو مصر پر قابض دیکہہ کر کانپ اُٹھے ہین۔ ہم یوروپ کو دکہادینگے کہ ہندوستان کو اون کے ہاتہہ سے چہین لینے کی مناسب تدبیر اور ذریعہ کیا ہے۔ انگریزون کو ہندوستان پر اپنے قبضہ کے استحکام کا ابہی یقین نہین۔ اور وہ ہو ہی کیسے سکتا ہے۔ اگر چالیس پچاس ہزار فرنچ خاندان مصر مین آباد ہوکر اپنے کارخانے اور حکومت وہان قایم کرلین۔ اور اپنے قوانین نافذ کر دین تو فوجی حملہ تو درکنار محض تقاضائے و تعات سے ہندوستان فی الفور انگریزون کے ہاتہہ سے نکلجائیگا۔ میری طرح تمہین بہی اچہی طرح سے معلوم ہے۔ کہ فرانس کے لیئے مصر کا قبضہ کیسا ضروری ہے۔ ہمین یہ بہی معلوم ہے کہ سلطنت عثمانیہ بربادی کے قریب پہونچ گئی ہے۔ اور عنقریب اوس کے تمام اعضاء جدا جدا ہو جائینگے۔ پس ایسے وقت مصر کو خالی کرنا فرانس کے حق مین مصیبت عظیمہ سے کم نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے بعد کوئی نہ کوئی اور یوروپین سلطنت اوسپر متصرف ہوجائیگی"۔

جنرل کلیبر اور اس کے ہمراہی افسرون کو نپولین کی اس کارروائی اور بالخصوص اپنی روانگی کو اون سے بہی مخفی رکہنے سے رنج تو ضرور ہوا۔ مگر اونہون نے اپنے فرائض کی تعمیل مین سرمو کوتاہی نہ کی۔ لیکن تہوڑا ہی عرصہ بعد وہ طرح طرح کی مشکلات مین مبتلا ہو گیا۔ ترکون نے حملہ کرکے العریش کو پہر فتح کر لیا۔ ادہر کلیبر کی فوج مین طاعون نمودار ہوگئی جس سے

[1] نپولین کا یہ سفر مخالف ہواؤن کی وجہسے تقریباً ڈیڑہ مہینہ مین ختم ہوا۔ رستہ میں اسے کئی دفعہ دور سے انگریزی جہاز دکہائی دیئے۔ مگر اوس کی خوش قسمتی سے دشمن کی نگاہ اوس کے جہازون پر نہ پڑی۔ ۹۔ اکتوبر کو جنوبی فرانس کے بندرگاہ فریجوس مین پہونچا۔ اور اوسی دن پیرس کو روانہ ہو گیا۔ جہان اسی سال ۱۷۹۹ء مین ڈائرکٹری کا خاتمہ کرکے اوس نے کونسل مقرر کی۔ اور خود اوّل قونصل ہو گیا۔ موکف +

فوج کی بیدلی میں اور اضافہ ہو گیا۔ ان حالات میں اس نے غلبہ مصر کے لیے انگریزی امیر البحر سے نامہ و پیام کرنے میں کوئی بدنامی کی بات نہ دیکھی۔ امیر البحر مذکور بھی صلح پر آمادہ تھا۔ فریقین میں ۲۹ دسمبر ۱۷۹۹ء کو عہدنامہ ہو گیا جس پر انگلستان کیطرف سے سر سڈنی نے اور فرانس کیطرف سے جرنیل ڈیساکس اور ایم پوسلگی نے دستخط کیے اس عہدنامہ میں دو شرطیں تھیں۔ جن کے رو سے باب عالی اور فرانس میں حسب ذیل یہ اقرار ہوا۔ باب عالی فرانس کو اوسکے وہ تمام مقبوضات الیہ بہت واپس کرے۔ جو بدوران محاربہ ٹرکی نے فتح کر لیے تھے۔ سلطنت عثمانیہ اور فرانس کی جمہوری ریاست میں پھر ویسی ہی سفارتی تعلقات قائم ہو جائیں۔ جیسے کہ لڑائی سے پہلے تھے۔ تین مہینوں کے لیے فریقین میں جنگ ملتوی ہو جائے تاکہ اس عرصہ میں فرنچ فوج مقیمہ مصر معہ سامان و اسلحہ فرانس واپس جانے کی تیاریاں کرلے۔

یہ شرائط کل فریقوں کے لیے مفید تھیں۔ لیکن وزارت انگلشیہ نے انکو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اپنے امیر البحر متعینہ بحیرہ روم لارڈ کیتھ کی معرفت کلیبر کو کہلا بھیجا کہ سر سڈنی نے بلا اختیار یہ شرطیں کی ہیں۔ مصالحت صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ فرنچ فوج بلا کسی شرط کے اپنے تیئں بطور اسیران جنگ انگلستان کے حوالہ کر دے۔ بہادر کلیبر ایسی ذلت بخش شرط کو کب منظور کر سکتا تھا۔ اوس نے انکار کر دیا۔ اور فریقین کے تعلقات بدستور معاندانہ رہے۔ ۱۸۰۰ء کے شروع میں پھر ٹرکی نے مصر پر مہم بھیجی۔ اور وزیر اعظم چالیس ہزار فوج لیکر مصر میں داخل ہو گیا۔ جسے ۲۰ مارچ ۱۸۰۰ء کو کلیبر نے بمقام ہیلیوپولس[ط] (جو قاہرہ کے قریب شمال مشرق میں ایک قدیم قصبہ ہے۔ اور اب کھنڈر پڑا ہوا ہے) شکست فاش دیکر ریگستان کی طرف بھگا دیا۔ اس فتح کے بعد کلیبر نے اپنی خوش اخلاقی اور نرم سلوکی سے مراد بک کو بھی جو فرانسیسیوں کا جانی دشمن اور سخت مخالف تھا اپنا دوست بنا لیا۔ اور اس نے فرانس کے باجگذار کی حیثیت میں بالائی مصر کے صوبجات جرجیہ و صعوان کی حکومت قبول کر لی۔ کلیبر نے متذکرہ صدر معاہدہ کے رو سے جو عہدنامہ العریش کے نام سے مشہور ہے۔ قاہرہ کو بھی خالی کر دیا ہوا تھا۔ اوس پر اوس نے اب پھر قبضہ کر لیا۔ اور واقعات آئندہ کا منتظر ہو بیٹھا۔

اپریل ۱۸۰۰ء میں کلیبر کو جو باغ میں ٹہل رہا تھا۔ ایک ترک دیوانہ نے قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد فرنچ فوج کی کمان جنرل مینو کے ہاتھ میں چلی گئی۔ کلیبر کی شجاعت۔ لیاقت اور انتظامی قابلیت اسی سے ظاہر ہو رہی ہے کہ اس نے مصر میں فرنچ اقتدار کو ذرہ بھر ضعیف نہیں ہونے دیا تھا۔ مگر مینو میں فضول بوربون دلیسی جنگی قابلیت نہ تھی۔ اوس کی نسبت یہ رائے شاید اس لیے قائم کر لیگئی ہے کہ وہ اپنے متقدمین کیطرح مصر میں ترکوں اور انگریزوں کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہ کر سکا تھا۔ خود نپولین نے جزیرہ سینٹ ہلینا میں اوس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی تھی:۔

"کمانڈری کے لیے جو اوصاف لازمی ہیں وہ سب مینو میں معلوم ہوتے تھے۔ وہ بہترین رہنماز عالم اور ملکی گورنری کے لیے نہایت مناسب تھا۔" وہ مسلمان ہو گیا ہوا تھا۔ اوسکی یہ حرکت خواہ کیسی ہی مضحکہ خیز کیوں نہ ہو۔ مگر باشندگان مصر کی نظروں

[ط] ان سے جزیرہ یونین و ہیلیوپولیا وغیرہ مراد ہیں۔ مؤلف مدرسہ ہ لفظی معنے شہر آفتاب یا مدینۃ الشمس ۱۲۔

مین اس سے اوسکی بہت وقعت ہوگئی ہوئی تہی۔ اوسکی فوجی قابلیت کی نسبت کسیقدر شبہ ضرور تہا۔ لیکن اوس کی ذاتی بہادری مین کسیطرح کا کلام نہین ہوسکتا تہا۔

کلیبر کی انتظامی اور جنگی کامیابی دیکہہ کر انگلشیہ وزراء کو معاہدہ العریش کو مسترد کردینے کا بہت تاسف ہوا۔ اور اونہون نے اونہین شرائط پر پہر مصالحت کرلینی چاہی۔ مگر اسوقت کلیبر نے اونکی ایک نہ سنی۔ جسپر انگریزی وزارت کو فرانسیسیون کے مقابلہ پر مجبوراً انگریزی فوج مصر بہیجنی پڑی۔ جو سر رالف ایبرکرامبی کے زیر کمان یکم مارچ ۱۸۰۱ء کو اسکندریہ پہونچی۔ فرنچ فوج کے ساتہہ اوسکی کئی معرکہ آرائیان ہوئین۔ جن مین عموماً فرانسیسی شکستیاب ہوتے رہے۔ آخر اسکندریہ اور قاہرہ کی فرنچ افواج مصالحت کرنے پر مجبور ہوگئین۔ اور وہ مصر کو چہوڑکر فرانس کو روانہ ہوگئین۔ مگر یہ مصالحت بہی اونہی شرائط پر کیگئی۔ جو العریش کے معاہدہ مین درج کی گئی تہین۔

انگریزی فوج کو ان فتوحات مین بیشمار مال و اسباب غنیمت مین ملا۔ صرف اسکندریہ کے مورچون سے ۳۱۲ توپین حاصل ہوئین۔ اور ۷۰ توپین فرنچ جہازون سے اونکے علاوہ ملین۔ میگزینون مین دو ہزار چار سو ۳۵ من بارود اور چودہ ہزار کارتوس توپون کے پائے گئے۔ ۱۰۵۷۱ ملاحون اور ۱۰۵۰ سول اہلکارون کے علاوہ دس ہزار گیارہ فرنچ فوجیون نے انگریزی فوج کے سامنے ہتہیار ڈالے۔ کل فرنچ فوج کی تعداد جو اسکندریہ و قاہرہ کے عہدنامجات مصالحت مین شامل کیگئی تہی۔ ۲۴ ہزار تہی۔ یعنی نپولین کی روانگی کے بعد صرف ایکہزار سپاہی کم ہوسکے تہے۔

ترکی اور فرانس کے درمیان صرف شام اور مصر مین ہی لڑائی نہین ہوئی تہی۔ بلکہ بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر بہی میدان کارزار گرم رہا تہا۔ اور اسطرف ترکی کو چند جدید مقبوضات بہی حاصل ہوگئے تہے۔ عہدنامہ کامپو فارمیو جو آسٹریا کی ہزیمت یابی پر ۱۷۹۷ء مین فرانس اور آسٹریا کے درمیان ہوا تہا۔ دونون سلطنتون نے وینس کی جمہوری ریاست کو معدوم کرکے اوس کے مقبوضات آپس مین تقسیم کرلیے تہے۔ اور اس تقسیم مین جزائر ایونین اور مشرقی ساحل کے قصبات و اضلاع پریویزا۔ ونیتزا اور بٹرنٹو فرانس کے حصہ مین آئے تہے۔ ترکی اور فرانس مین اعلان حرب ہوتے ہی یانینا کے گورنر علی پاشا نے جسکا مفصل ذکر آگے آئیگا پریویزا۔ ونیتزا اور بٹرنٹو پر حملہ کرکے اونکو فرانسیسیون سے فتح کرلیا۔ اس سے تہوڑا ہی عرصہ بعد زار نے بروئے شرائط معاہدہ اتحادی اپنا بیڑہ بحیرہ اسود سے باسفورس کو بہیجدیا۔ جہان اوسکا بڑی دہوم دہام سے استقبال کیا گیا۔ اور خود سلطان نے جاکر جہازون کا معاینہ کیا۔ ڈارڈنیلز سے باہر اوسے ترکی بیڑہ بہی آملا۔ اور دونون بیڑون نے امیر البحر نیلسن کی حسب ہدایت جزائر آیونین پر حملہ کرکے اونہین فرانسیسیون سے چہین لیا۔ اس سے فارغ ہوکر ترکی و روسی بیڑے فرانس کے مخالفون کو اکسانے اور یوروپ کو مدد . . پونچانے کے لیے اٹلی کے ساحل پر گشت کرتے رہے۔ اس سے بڑہ کر عجیب زمانہ کی نیرنگی کیا ہوسکتی ہے۔ کہ تقاضائے وقت اور اغراض سلطنت نے روس اور ترکی ایسے جانی دشمنونکو ہی ایک ایسے ملک کے برخلاف جو صدیون سے سچا یا جہوٹا ترکی کا رفیق چلا آتا تہا۔ آپس مین متحد نہین کردیا تہا۔ بلکہ خلیفۃ المسلمین

اب اوسی پوپ کی مدد کر رہا تہا جس کے متقدم کئی صدیون تک فرنگستان کو مسلمانون کی سرکوبی پر اکساتے رہے تہے۔ ترکی اور روسی بیڑے تو یہ کام کرتے رہے۔ دوسری طرف انگریزی بیڑے کا کچھ حصہ تو شام و مصر کے سواحل پر گشت کرتا رہا۔ اور باقی حصہ سے جزیرہ مالٹا کا محاصرہ کر لیا گیا جہان کے فرنچ گیریسن نے فاقہ سے مجبور ہو کر ۱۸۰۰ء مین جزیرہ کا قبضہ انگریزی امیر البحر کو دیدیا جو اب تک بدستور قایم ہے۔

روس اور ٹرکی نے باہمی سمجھوتہ کر کے جزایر الیونین کو ۱۸۰۰ء مین جمہوری ریاست بنا کر سلطان کی زیر حفاظت کر دیا۔ اور ساحل پر جو دیگر مقبوضات ترکون نے فرانسیسون سے فتح کر لیے تہے۔ اونپر بہی روس نے ٹرکی کے قبضہ کو باضابطہ تسلیم کر لیا۔ اس کے عوض اس نے علاقہ کاکیشیا مین سلطان کی رضامندی سے جارجیا کو اپنے ممالک محروسہ مین ملحق کر لیا۔ مگر ۱۸۰۳ء مین باشندگان جزایر نے سلطانی حمایت کو قبول کرنے سے انکار کر کے زار کو اپنا حامی بنانے کی خواہش ظاہر کی۔ جسپر ترکی فوج وہان سے واپس لیگئی۔ اور روسی وہان قابض ہوگئے۔ علی پاشا کو ان جزایر پر متصرف ہونیکی بڑی خواہش و تمنا تہی۔ اس لیے نہین کہ اون کے الحاق سے اوس کے آقا کی طاقت مین اضافہ ہو۔ بلکہ محض ذاتی نفع اور اپنی طاقت کو بڑہانے کے لیے۔ مگر اوسکی یہ تمنا کبہی پوری نہ ہوئی۔ ۱۸۰۷ء مین جب کہ باہمی تعلقات نے نئی صورت اختیار کی۔ اور روس نے نپولین سے فاش شکستین کہا کر بمقام ٹلسٹ اوس سے مصالحت کر لی تو یہ جزایر روسی قبضہ سے فرنچ تصرف مین چلے گئے۔ جس سے اونہین انگلستان نے چہین لیا۔ اور سالہاے مدید تک ہفت جزایر کی جمہوری ریاست کا حکمران یا محافظ رہا۔

پریسویلیا۔ بٹرنٹو اور وونیترا کو فتح کرنے کے بعد علی پاشا نے پرجہ پر فوجکشی کی۔ مگر وہان کے دلاور کوہستانی سولیون کو مغلوب نہ کر سکا۔ اور وہ برابر چودہ برس تک اوس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس کے بعد چار برس تک انگلستان اونکا محافظ رہا۔ مگر جب انگلستان نے اپنا ہاتہ کہینچ لیا۔ اور باشندگان پرجہ کو شہر حوالہ کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تو اونہون نے علی پاشا کی ماتحتی مین رہنے پر جلاوطنی کو ترجیح دی۔ اور شہر اوس کے حوالہ کر کے خود نکل گئے۔ ہفت جزیرہ والی ریاست کے ان مقبوضات کا مجمل ذکر اس لیے اس جگہ کر دیا گیا ہے کہ پہر بار بار اونکا ذکر نہ کرنا پڑے۔

دول یوروپ کی مصالحت عامہ

۱۸۰۲ء مین جزایر الیونین روس کے واحد قبضہ مین چلے جانیکا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اسی سال کو اکتوبر کے مہینہ مین روس نے دوستی کے پیرایہ مین سلطان سے مالڈیویا اور والیشیا کے باشندون کے حق مین فرمان شاہی حاصل کر لیا۔ جس سے روسیون کو مزید رعایات عطا کر دیگئین۔ اور سلطان نے عہد کیا کہ ان صوبون کے حکمران یا گورنر روس کے بلا مشورہ کبہی معزول نہین کیے جائینگے۔ اور تاجرون و سوداگرون کے سوا کسی ترک کو ان صوبون مین داخل نہین ہونے دیا جائیگا۔ اسی سال دول یوروپ یعنی فرانس اور اوسکی مخالف عیسائی سلطنتون مین عام مصالحت ہوگئی۔ اور ۲۵ جون ۱۸۰۲ء کو بمقام امینز واقع فرانس کل فریقون کو

کے عہدنامہ صلح پر دستخط ہو گئے۔ انگلستان نے ٹرکی کو بھی امینز کی کانفرنس مین شریک کرنا چاہا تھا۔ مگر نپولین ۵۱
جو اوس وقت فرانس کا اول قونصل تھا۔ نہ مانا۔ اور کہا کہ فرانس ٹرکی سے علحدہ صلح کریگا۔ چنانچہ امینز کے ساتھ ہی فرانس
اور ٹرکی مین علحدہ صلح کا عہدنامہ ہو گیا۔ جس کے روسے نپولین نے بابعالی کے تمام مقبوضات اور مصر پر اوس کی
حکومت کو تسلیم کرلیا۔ اور سلطان سلیم نے اون تمام مراعات کی جو سابقہ معاہدون اور بالخصوص ۱۷۴۰ء کے معاہدہ امتیازات
سے فرانسیسیون کو حاصل تہین۔ تجدید کردی اور بدوران محاربہ جس قدر مال اسباب فرنچ سوداگرون کا ضبط کیا گیا
تہا اوسے واگذار اور فرنچ محبوسین کو رہا کردینے کا اقرار کیا۔ اور پرانی مراعات پر یہ رعایت مزید عطا کردی کہ فرانسیسی
تجارتی جہازات کو بحیرہ اسود مین داخل ہونے اور اس مین سفر کرنے کی کامل آزادی حاصل ہوگی۔ باہمی مصالحت ہوجانے
پر رفن قلعہ ہفت برج سے رہا کردیا گیا۔ اور اُس نے بدستور سابق سفارت کا کاروبار شروع کردیا۔ جنوری
۱۸۰۳ء مین نپولین نے جنرل برون کو مستقل سفیر بناکر قسطنطنیہ بھیجدیا۔ اور اسکی اور اوس کے جانشین جنرل سباسٹیانی
کی ہمت وکوشش اور قابلیت سے فرانس کا اقتدار قسطنطنیہ مین پھر پہلے ایسا ہی نہین بلکہ اوس سے کئی گنا زیادہ قایم
ہوگیا۔ اور فرانس اور ٹرکی مین گہری رفاقت ہوگئی۔

اس مصالحت سے سلیم کو اب دوسری دفعہ بیرونی محاربہ سے فرصت لفیب ہوگئی۔ جو ۱۸۰۶ء تک اوسے حاصل ہی لیکن
اندرونی فتنہ وفساد نے اوسے فرصت سے کماحقہ فایدہ نہ اوٹھانے دیا۔ وہابیون نے پھر شام پر حملے کرنے شروع کردیے اور
۱۸۰۳ء مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کرلیا۔ جس سے تقریبًا تمام عرب پر اونکی حکومت قایم ہوگئی۔ اور اونہون نے سنیت
عقیدہ کے حاجیون کو طرح طرح کی تکلیفین دینی شروع کردین۔ حرمین شریفین کا قبضہ سے نکلجانا ہی ترکی رعایا کو حکومت
سے آزردہ خاطر کرنے کے لیئے کچھہ کم نہ تہا۔ کہ وہابیون کے تشدد نے اوس آزردگی کو اور تیز کردیا۔ اور جاہل ومتعصب
لوگون کو یہ کہنے کا موقعہ ملگیا کہ ملک پر یہ سب عذاب اور مصیبتین سلطان کی بدعتون سے نازل ہو رہی ہین۔ مصر مین بھی بدامنی
کا دور دورہ تہا۔ فرنچ فوج کے چلے جانے پر جو ترکی فوج وہان بہیجی گئی تہی۔ مملوک عرصہ تک اوسکا مقابلہ کرتے رہے۔ شام مین
جزار پاشا نے پھر وہی مطلق العنانی اختیار کرلی تہی۔ اور رعایا پر بدستور تشدد شروع کردیا تہا۔ مگر خدا خدا کرکے ۱۸۰۴ء مین وہ
فوت ہوگیا۔ اور شام کی طرف سے بیفکری حاصل ہوگئی۔ ڈینوب پر پسوان اوغلو کے وہی دم خم تہے۔ چنانچہ جب وہ کسی طرح
مغلوب نہ ہوسکا تو آخر بابعالی نے ۱۸۰۳ء مین اوس تمام علاقہ کا گورنر تسلیم کرکے اوسے اعلیٰ ترین پاشا کا نشان وعلم
دیدیا +

سرویا مین مشکلات کی ابتدا اور خودسر جاگیردار مگر سب سے زیادہ اہم اندیشناک اور قابل غور وہ مشکلات تہین
جو صوبہ سرویا مین نمودار ہوئین۔ اور جن کی وجہ سے آخر
یہ زرخیز اور باموقعہ صوبہ کئی صدیون کی محکومی کے بعد خاندان عثمانیہ کے تسلط سے آزاد ہوکر خودمختار ریاست ہوگیا۔

ان مشکلات کے برپا کرنے والے اور سرویا کی آزادی کے باعث وہی خود سر ینگچری تھے۔ جو سالہا سال دراز تک خاندان عثمان کی طاقت و اقتدار کو برقرار رہنے کے لیے زبردست اوزار کا کام دیتے رہے۔ بعد اب کئی نسلوں سے ملک و قوم اور سلطنت کے لیے وبال جان ہو رہے تھے۔ چنانچہ سرویا کی مشکلات نے اس سخت ضرورت کو اور بھی اچھی طرح سے محسوس کرا دیا کہ جب تک اس شوریدہ پشت فوج کا ستیاناس نہ کیا جائے ملک کی خیر نہیں

سرویا، ۲۰ اگست ۱۴۵۹ء کی فتح کے بعد باضابطہ طور پر عثمانیہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اور اوسکی اراضیات حسب معمول تیماروں اور زعامتوں میں تقسیم ہو کر سپاہیوں (یعنی جاگیردار سواروں) اور ان کے افسروں کو عطا کر دیگئی تھیں۔ ہر صوبہ میں ان فوجی جاگیرداروں کے علاوہ ینگچری یعنے باقاعدہ تنخواہ دار اور پیدل فوج نظام کے دستے بھی مامور رہتے تھے۔ اور بہ تقاضائے فطرت انسانی دونوں فریق ایک دوسرے کو رشک و حسد اور کبھی کبھی بغض و عناد کی نگاہ سے دیکھتے رہتے تھے۔

چنانچہ امتداد زمانہ سے نظام و نگرانی میں فرق آجانے پر جب سپاہیوں نے رعایا یعنی سرزی مظالموں پر سختیاں کرنی شروع کر دیں تو وہ مجبوراً پناہ و حفاظت کے لیے ینگچریوں کی طرف جو سلطانی سے تنخواہ پانے کی وجہ سے ملک پر کسی طرح کا بار نہ تھے رجوع لانے لگی تھی۔ مزید براں چونکہ عیسائی رعایا کے مذکر بچوں سے سترھویں صدی تک پانچواں حصہ اس فوج میں شامل کر لیا جاتا تھا۔ سرزی رعایا اور ینگچریوں میں خون کا تعلق بھی موجود تھا۔ اسطرح ینگچریوں اور سپاہیوں میں دن بدن زیادہ کشیدگی ہوتی گئی۔ لیکن ینگچریوں کی عادات بھی آخر متغیر ہوگئیں۔ مذہبی مغائرت خونی قرابت پر غالب آگئی۔ اور سترھویں صدی کے بعد یہ قرابت بھی بالکل معدوم ہوگئی۔ اور آخر رفتہ رفتہ نظام کے بگڑنے سے خودسری نے ینگچریوں کو بھی رعایا کے حق میں سپاہیوں سے کچھ کم ظالم و سفاک نہ رہنے دیا۔ مگر تاہم بھی ان دونوں فوجوں میں قدیمی رقابت بھی بدستور موجود رہی۔

انتظام جاگیرداری میں رعیت زمین کے قبضہ سے بیدخل نہیں کر دیجاتی تھی۔ جاگیردار صرف محاصل لینے کا مجاز ہوتا تھا۔ اور کاشتکار کو کاشتکاری اور اپنی فصل سے فائدہ اوٹھانے کی قانوناً پوری آزادی تھی۔ علاوہ بریں ابتدائی ترکی سلاطین نے فراخ حوصلگی اور فیاض منشی سے کام لیکر غیر مذہب رعایا کو شروع ہی سے ایسی رعایتیں عطا کر دی تھیں۔ جو مہذب ترین یورپ میں سلطنتوں نے بھی ابتک اپنی کسی محکوم اور غیر جنس رعیت کو عطا نہیں کیں۔ رعایا اپنے لیے باختیار خود اپنے میں سے ہی مجسٹریٹ اور محاصل کے تشخیص کنندگان مقرر اور منتخب کرتی تھی۔ یہ لوگ سرویا میں کنز کہلاتے تھے البتہ عیسائیوں کے لیے یہ حکم تھا کہ وہ اپنی طرز معاشرت اور ظاہری وضع اسطرح کی رکھیں کہ حاکم و محکوم میں تمیز ہوتی رہے مگر بتدریج بادشاہوں میں عیاشی تن پرستی اور کاہلی آتے جانے سے جوں جوں ترکی حکومت کا دبدبہ کمزور ہوتا گیا۔ جاگیرداروں میں خودسری پیدا ہوتی گئی۔ اور وہ قانون و آئین کو بالائے طاق رکھکر اپنے کاشتکاروں پر جبر و ستم کرنے لگ گئے

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ رعایا مین نارضگی پھیلتی گئی۔ گئی من چلے امن پسند کاروبار اور پیشے چھوڑ کر قزاقی اور لوٹ مار پر کمربستہ ہوگئے۔ اور باقی ظالمون کے پنجہ سے رہائی پانے کے لیے موقعہ کے منتظر ہو بیٹھے۔ سرویا والون کو ایسا موقعہ آسٹریا کے حملون سے مل گیا۔ چنانچہ جب قیصر جوزف ثانی نے ۱۷۸۸ء مین ٹرکی پر حملہ کیا تو پچھلے محاربون کی نسبت سربی بہت زیادہ تعداد مین حملہ آورون کے ساتھ شریک ہوگئے۔ اور سوارون اور پیدلون کے بیشمار دستے تیار کرکے آسٹریون کو ترکون کے برخلاف نمایان مدد دی۔ ان معرکہ آرایون سے سربون کی تھوڑے ہی عرصہ مین ایسی کایا پلٹ ہوگئی کہ جب صلحنامہ سٹووا کے برخلاف روے آسٹریا نے صرف یہ قدر اقرار لیکر کہ باشندون کو عام معافی دیدیجاوے۔ سرویا ٹرکی کو واپس کردیا اور ترکی کمشنر قسطنطنیہ سے صوبہ کا باضابطہ قبضہ لینے گئے۔ تو وہ اپنی عیسائی رعایا کی متغیر شدہ حالت کو دیکھکر کمال حیران اور کسیقدر خوف زدہ بھی ہوگئے۔ چنانچہ ایک قلعہ کو خالی کرتے وقت جب ایک سربی رسالہ ٹھیک فوجی آداب کے ساتھہ پرا باندھ کر ترکی کمشنرون کے پاس سے گذرا تو ایک ترک اسٹروی افسر کو مخاطب کرکے بے اختیار پکار اٹھا "پر دیکھو۔ تم نے ہماری رعایا کو کیا سے کیا بنا دیا ہے"

ترکون نے قبضہ لینے کے بعد ان سربی رجمنٹون کو توڑ کر اون کے مجاہد سپاہیون کو واپس کر دیا۔ اور ترکی تسلط پھر بدستور قایم ہوگیا۔ مگر قوم مین جو جنگی روح پھونکی گئی تھی۔ وہ پھر کبھی معدوم نہ ہوسکی۔ بلکہ اوسکی طاقت دن بدن زیادہ ہوتی گئی۔ لیکن بجاے اس کے کہ یہ طاقت سلطان کی حکومت کے برخلاف استعمال مین لائی جائے۔ شروع شروع مین سربی سلطان کی حکومت کی تائید مین مسلح ہوئے۔ اس عجیب واقعہ کا باعث و موجب وہی ینگچری فوج تھی کل ممالک محروسہ مین اور کسی جگہ اس شورہ پشت جماعت کے افراد کا وحشیانہ ظلم و ستم اس حد تک نہ پہونچا تھا۔ جسقدر کہ بلغراد مین۔ سرویا مین فوج مذکور کے افسرون نے بربری ریاستون کے گورنرون کی تقلید کرکے اپنا لقب بھی ڈاہی رکھ لیا ہوا تھا۔ ناظرین کو یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ بربری ریاستون مین بھی خود سر سپاہ نے ہی آزادی اور مطلق العنانی کی بنیاد قایم کی تھی۔ ینگچریان سرویا نہ فقط رعایا پر ہی جور و تشدد کرتے تھے۔ بلکہ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے جاگیردارون یعنی سپاہیون سے بھی رعایا سے بدتر سلوک کیا کرتے تھے۔ ترکی گورنر کا اقتدار ایسا برائے نام تھا کہ بدوران محاربہ آسٹریہ ادس کے نامہ و پیام کرنیکی بجائے ینگچریون کے آغا سے خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ صلح ہوجانے پر ینگچریون نے پھر بھی وطیرا اختیار کر لیا۔ سلیم اس فوج کی شرارتون سے پہلے ہی تنگ آیا ہوا تھا۔ اوس نے اونکی گوشمالی کا کام اول اول اس سرحدی صوبہ سے شروع کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اوس نے ابوبکر پاشا کو گورنر مقرر کرکے بلغراد بھیجدیا۔ اور بذریعہ فرمان شاہی جو پاشا موصوف کے حوالہ کر دیا گیا۔ ینگچریون کے نام شہر اور کل صوبہ سے نکل جانیکا حکم جاری کر دیا۔ ابوبکر پاشا نے بلغراد پہونچکر اس فرمان کو شایع کرنے مین جلد بازی نہ کی وہ ینگچریون کی طاقت اور سرکشی سے بخوبی واقف تھا۔ سب سے اول اوس نے سرویا کے عیسائی باشندون کو عام معافی عطا کر کے مطمئن خاطر کیا اور پھر اپنے منصفانہ برتاؤ سے اونکو اپنا طرفدار بنا لیا۔ اودھر سپاہیون کو اپنے ساتھہ

موافق کرلیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر او سنے شاہی منشار کی تعمیل پر توجہ کی۔ ینگچریون کا آغا خفیہ ہلاک کرا دیا گیا۔ اور جب ینگچری بے سر رہ گئے تو فرمان سلطانی مشتہر کرکے خود سرون کو بجبر خارج کر دیا۔ مخرج ینگچری بدلا لینے کے لیئے ویڈن کے باغی پسوان اوغلو کے ساتھ شامل ہوگئے۔ اور انکی تحریک سے اوس نے صوبہ پر حملہ کر دیا۔ در میانا ابوبکر کی جگہ حاجی مصطفےٰ اوس کا گورنر مقرر ہوگیا ہوا تھا۔ اور اس نے بھی اپنے متقدم کے قدم بقدم چلکر سربیون سے ایسا اچھا سلوک کیا تھا کہ وہ اوس کے غلام بے دام ہوگئے ہوئے تھے۔ اور اوس کا نام "میری سربی کا خیرخواہ" سربیان رکھدیا ہوا تھا۔ ان دونون گورنرون کے وقت رعایا، نہایت خوشحال ہوگئی تھی۔ اور تجارت بھی بہت رونق پکڑ گئی تھی۔ حاجی مصطفےٰ نے جس کے پاس کوئی فوج سپاہیون کے سوا موجود نہ تھی۔ سربیون کو صوبہ کی حفاظت کے لیئے کھڑا ہو جانیکا حکم دیا۔ جس کی تعمیل مین چارونطرف سے ہزارہا سربی بطیب خاطر اپنے گورنر کے پاس جمع ہوگئے۔ اور اپنے سابق ظالمون یعنی ینگچریون کا قابل تعریف دلاوری سے مقابلہ کرکے اونکو صوبہ سے باہر نکالدیا۔ اور پسوان اوغلو ویڈن واپس چلا گیا۔ مگر جب ان واقعات کی خبر ممالک محروسہ کے دیگر حصص بالخصوص خاص پایہ تخت کے ینگچریون کو پہونچی تو اونکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہگئی۔ اکثر علمار اور عام مسلمانون نے بھی اون سے اتفاق رائے کیا۔ بقول جرمن مورخ رنیکی[1] "یہ امر کل مسلمانون کو سخت ناگوار گذرا کہ پرانے مسلمان صوبہ سے بیدخل کر دیئے جائین۔ اور کفار و رعایا کو مسلح کرکے اونکو مقابلہ پر کھڑا کیا جائے"۔

سلطان کل قوم کی نارضگی کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا۔ اوسے مجبوراً اپنے عزم کو بدلنا پڑا۔ اور حاجی پاشا کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ینگچریون کو بلغراد واپس آ جانے دے۔ پاشا نے اس حکم کی تعمیل تو کر دی۔ مگر اس نرمی کا نتیجہ اچھا نہ نکلا۔ ان ینگچریون نے سلطان کا مشکور ہوکر آئندہ کے لیئے اپنا طریق عمل درست کرنے کی بجائے پہلے سے زیادہ شرارتین شروع کر دین۔ وہ اپنے تئین فاتح سمجھتے تھے۔ اور اونکا خیال تھا کہ سلطان نے دب کر اون سے یہ سلوک کیا ہے۔ اونہون نے پہلے تو ایک اعلےٰ سربی افسر کو ہلاک کیا۔ اور پھر پسوان اوغلو کی مدد سے بلغراد پر اپنا تصرف کرکے حاجی مصطفےٰ پاشا کو شہید کر دیا۔ اس نالائقی کے بعد اونہون نے ظاہرداری کے لیئے بابعالی کو کوئی اور گورنر بھیجنے کے لیئے تو لکھا مگر اون کے افعال سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ زمام حکومت اپنے ہی قبضہ مین رکھنے کا عزم کر چکے ہین۔ اون کے چار اعلےٰ سردارون نے ڈاہی کا لقب اختیار کرکے کل صوبہ کو آپسمین تقسیم کرلیا۔ اور ہر ایک ایک ایک حصہ یا ضلع کا گورنر بن بیٹھا مگر اونکا مشترکہ دارالحکومت بلغراد ہی رہا۔ اور وہ عموماً وہین جمع ہوکر آپسمین صلاح و مشورہ کرتے۔ اور چونکہ انکی جمعیت چندان مضبوط نہ تھی۔ اونہون نے اپنی مدد کے لیئے ایک اور دستہ بوسینیا اور البانیا کے مسلمانون سے تیار کرلیا اور سے

[1] موجودہ صدی کا مشہور مورخ ہے۔ پورا نام لیوپولڈ فان رنکہ دیا رنیکہ ہے ۱۷۹۵ء مین پیدا ہوا۔ اوس نے مختلف ممالک کی تاریخین لکھی ہین۔ جو نہایت مستند سمجھی جاتی ہین۔ مؤلف +

اپنی طاقت مستحکم کر کے نہ فقط رعایا پر ہی علانیہ اور کھلے بندون جور و ظلم کرنے لگ گئے۔ بلکہ سپاہیون کو بھی اونکی جاگیرون سے نکالکر صوبہ سے بیدخل کر دیا۔ اور کل علاقہ کے مطلق العنان مالک و قابض ہو گئے۔ بوسینیا مین بھی صوبہ سومنک کے رئیس علی بک نے اسی طرح ایک وسیع علاقہ پر تسلط کر لیا ہوا تھا۔ اوس نے بھی بلغراد کے ڈاہیون سے اتحاد کر لیا۔ اور سپوان اوغلو جو ابھی تک بدستور باغی تھا پہلے سے ہی اونکا شریک اور رفیق تھا۔ الغرض تقریبًا تمام شمالی ٹرکی مین سلطنت کے برخلاف قزاقون اور باغیون کا ایک خاصہ جتھا قایم ہو گیا تھا۔ مخروج منصب دارون نے اپنی مصیبتیں اور شقیاں عرض کر کے سلطان سے دستگیری کی التجا کی۔ اودہر سربی رعایا بھی جن کی مصیبتون اور تکلیفون کی اب کوئی حد و انتہا ہی نہین رہ گئی تھی۔ ظالمون کے پنجہ سے چھڑائے جانے کے لیئے اپنے شہنشاہ سے التجا کی۔ کل کنیون یعنی مجسٹریٹون نے ایک محضر نامہ قسطنطنیہ بھیجکر اپنی تمام سرگذشت اوس مین مو بمو درج کی۔ اور لکھا کہ "اونہین تلاش معاش ہی نہین کر دیا گیا۔ بلکہ اونکے مذہب اور ننگ و ناموس مین بھی رخنہ اندازی کیجا رہی ہے۔ کوئی خاوند اپنی بیوی۔ کوئی باپ اپنی لڑکی اور کوئی اپنی بہن کے ناموس کے سلامت رہنے پر بھروسہ نہین کر سکتا۔ معابد کنائس۔ پادری۔ راہب سب کو بیحرمت کیا جا رہا ہے"۔ آخر مین اونہون نے ان الفاظ مین سلطان سے فریاد کی "اگر تو ابھی تک ہمارا شہنشاہ ہے۔ تو پہنچ۔ اور ہمین ان اشقیا سے نجات دلوا۔ یا اگر تو ہمین بچانا نہین چاہتا تو کم از کم ہمین یہ بتا ہی دے۔ تا کہ ہم یہ فیصلہ کرین کہ آیا جنگلون اور پہاڑون کو بھاگ جائین یا کہ دریاؤن مین غرق اپنی ناشاد اور بدقسمت زندگی کا خاتمہ کر دین"۔

باب عالی کے پاس جو ہنوز مصر کو فرانس سے چھڑانے کی کوششون مین مصروف تھا۔ ڈاہیونکی سرکوبی کے لئے کوئی فوج موجود نہ تھی۔ اور دہمکیان وغیرہ سے بڑھکر کچھہ نہین کر سکتا تھا۔ چنانچہ بلغراد کہلا بھیجا گیا کہ "اگر ینگچری اپنا طریق عمل درست نہین کرین گے۔ تو سلطان اونکی سرکوبی کیلیے فوج بھیجدین گے۔ لیکن یہ فوج عثمانیہ سپاہیون کی نہین ہوگی۔ کیونکہ مسلمانون کو مسلمانون سے لڑانا پسندیدہ نہین ہو سکتا۔ بلکہ دوسری اقوام اور دوسرے مذہب کے سپاہی بھیجے جائین گے۔ اور ہوقت تم پر ایسی تباہی وارد ہوگی۔ جیسی کہ پہلے اب تک کسی عثمانلی پر نازل نہین ہوئی"۔

یہ پیغام سنکر ڈاہی ایک دوسرے سے پوچھنے لگ گئے "بادشاہ کا اشارہ کس فوج کی طرف ہو سکتا ہے۔ کیا روسی یا آسٹروی فوج سے اوس کی مراد ہے؟ نہین! یہ ہرگز نہین ہو سکتا۔ وہ ان اجنبیون کو کبھی اپنے ملک مین نہین لائے گا"۔ پھر سب باتفاق رائے پکار اٹھے "بخدا بادشاہ کی مراد رعایا سے ہے"۔ اور اونکو یقین ہو گیا کہ سلطان سرویون کو اون کے قومی مجسٹریٹون کے زیر کمان جمع اور مسلح کرنے کے لیئے کسی جرنیل کو بھیجدیگا۔ اونہون نے اس کے دفعیہ کے لیئے تمام ایسے عیسائیون کو جو اپنی وجاہت اور حیثیت یا قومی پر جوشی اور بلند خیالی سے خطرناک ہو سکتے تھے قتل کر دینے

عزم بالجزم کر لیا۔ ہر ایک ڈاہی اس فیصلہ کی تعمیل کر بیئے اپنے اپنے علاقہ کو چلدیا۔ اور سینے ایک ساتھہ فروری ۱۸۰۴ء مین یہ مہیب کام شروع کر دیا۔ شروع شروع مین بیشمار سرکردہ سربی اچانک آفت ناگہانی کے نازل ہو جانیسے موت کا شکار ہو گئے۔ لیکن بعض کو بروقت خبر ہو گئی۔ اور وہ جان سلامت لیکر بہاگ گئے۔ ان سے فارغ ہو کر ڈاہی عام رعایا کیطرف متوجہ ہوئے۔ جس سے سرویا مین یہ عام یقین ہو گیا کہ ینگچری یون نے صوبہ مذکور کی کل عیسائی آبادی کو نیست و نابود کرنے کا قصد کر لیا ہے۔ لیکن رعایا کی اب ایسی حالت نہ رہگئی تہی کہ وہ ہاتھہ پاؤن ہلائے بغیر تن بہ تقدیر سونپ دیتی اور اپنے بچاؤ کیلئے کوئی جد و جہد نہ کرتی۔ ہزارون دہقان اور گڈریئے جانین بچاکر پہاڑون کے لوٹیرون کے ساتھہ شامل ہو گئے۔ اور جب جانون کی سلامتی سے بےفکر ہو گئے تو اونہین اب یہ فکر لاحق ہوا کہ کسیطرح پھر اپنے املاک اور اراضیات کا قبضہ حاصل کرین اور بخیریت گھرون کو واپس جائین۔ اس سوچ کے ساتھہ ہی لازمی طور پر اونہین یہ سوجھ گئی کہ جب تک ظالمون کی بیخکنی نہ کی جائے۔ یہ تمنا پوری نہین ہو سکتی۔ اور بیخکنی اوسی صورت مین ہو سکتی ہو کہ کل قوم ہتھیار لیکر کہڑی ہو جائے۔ خیال پیدا ہونے کی دیر تہی کہ ضرورت نے اوسے فی الفور عملی قالب مین ڈہالدیا۔ اور کل سربیا مین قومی جنگ کا انتظام ہو گیا۔ پہاڑی قزاقون نے اس قومی کام مین بڑی سرگرمی سے امداد دی۔ اونکے ماسوا ابہی تک قوم کے کئی مستعد قابل اور بہادر سرغنے موجود تھے۔ اونہون نے مختلف اضلاع کے دہقانون کو متفق و متحد کر کے عام بغاوت برپا اور سب جگہ لڑائی شروع کرا دی۔

ڈاہیون کے فوجی دستے اور گماشتے چشم زدن مین کھلے میدانون۔ دیہات اور تمام چھوٹے چھوٹے قصبون سے مار کر نکالدیئے گئے۔ اور چند ہفتون مین بلغراد اور چند دیگر مضبوط قلعون کے سوا کل سردیا پر سربون کا تصرف ہو گیا اسوقت سربون کو اپنا ایک سپہ سالار مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اونہون نے یہ منصب جلیلہ اپنے ایک نامی سورما جارج پٹروو ٹش کو پیش کیا۔ سربی اسے زرنی دسیاہ، جارج اور ترک قرا دسیاہ، جارج پکارتے ہین۔ مگر عام شہرت قرا جارج ہی ہوا۔

یہ شخص ایک سربی دہقان مسمی پٹرووچ کا بیٹا اور ۱۷۶۰ء و ۱۷۷۰ء کے درمیان موضع وس شی مین پیدا ہوا تھا۔ ۱۷۸۸ء کے محاربہ مین وہ سربی مجاہدین کے دستہ مین شامل رہکر ترکون کے ساتھہ لڑتا رہا تھا۔ اور معاہدہ سٹووا کے بعد کئی برس تک سوارون کی پالنے اور اونکی خرید و فروخت کا بیوپار کرتا تہا۔ سرویا مین یہ پیشہ کل دیگر کسبون سے زیادہ فائدہ بخش ہی نہین۔ بلکہ سب سے معزز بہی سمجھا جاتا ہے۔ جب ڈاہیون نے رعیت کو تباہ کرنا شروع کیا تو وہ چراگاہون اور اپنے سورون کے گلون کو چھوڑ کر پہاڑون مین بہاگ گیا۔ وہان وہ تہوڑے سے عرصہ مین زبردست قزاقون مین شمار ہونے لگ گیا اور جب قومی جنگ ہو پڑی۔ تو اوس نے بنظر سپہ سالارانہ قابلیت اور ذاتی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ وہ شان و شوکت اور ترک و احتشام سے سخت متنفر تہا حتی کہ جس زمانہ مین وہ کمال عروج پر پہنچ گیا تہا۔ اور سرویا بلکہ گویا ملک کے علاوہ اور بہی

وسیع علاقہ کا خود مختار حکمران ہو گیا تھا۔ تو وہ اوس وقت بھی وہی معمولی گڈریون والی پوشاک اور اپنی مشہور سیاہ ٹوپی پہنا کرتا تھا۔ اوس کی مزاج بالعموم نرمی کیطرف مائل تھی۔ لیکن مشتعل بھی جلد ہو جاتی تھی۔ اور غصہ کیوقت وہ بالکل بے بس ہو جاتا تھا بحالت غضب مجرم کو خود اپنے ہاتھ سے تلوار یا بندوق سے موت کا طعمہ بنا دیتا۔ اور دوست و دشمن اپنے بیگانے مین کوئی تمیز نکرتا تھا۔ وہ گو ظالم تھا۔ لیکن کینہ توز نہ تھا۔ اگر وہ کسی سے معافی کا وعدہ کر دیتا تو زبان سے ہی نہین دل سے بھی اوس کی خطا معاف کر دیتا۔ اوس کی استقامت دلی بے منصب مزاجی حب الوطنی اور بوقت ضرورت سخت دلی کا اسی سے پتہ مل سکتا ہے کہ اوس نے اپنے باپ کو بندوق کا نشانہ بنا دیا۔ اور اپنے سگے بھائی کو پھانسی دلوا دیا تھا۔ باپ کو قتل کرنے کا واقعہ اس طرح سے وقوع مین آیا:۔

محاربہ آسٹریا کے شروع مین جارج سرویا سے بھاگ کر آسٹریون کے ساتھ جا ملنے کے لیئے چند ہنگروی جہازون کے انتظار مین جو اوسے اور اوس کے رفقاء کو دوسری طرف لے جانے کو آنیوالے تھے دریاء ساوہ کے کنارہ موضع ودیو کے قریب تین دن تک چھپا رہا۔ اوسکا باپ بھی ساتھ تھا۔ وہ پہلے پہل تو جوش مین آکر چلا آیا۔ مگر ان انتظار کے دنون مین اپنے وطن کے پہاڑون کو دیکھ کر جن مین اوس کی تمام ملک املاک موجود تھے۔ اوس کا حوصلہ قایم نہ رہا۔ اور وطن کی انتہائی محبت نے اس کے جوش کو سرد کر دیا۔ اوس نے اپنے بیٹے کو کہا کہ ترکون کی اطاعت قبول کر لو۔ اور آسٹریا جانے کا عزم فسخ کر دو۔ بلند ہمت جارج نے کچھ پرواہ نہ کی۔ جسپر باپ نرمی سے سختی پہ اُتر آیا۔ اور کہا کہ اگر تم واپس جاؤگے تو مین ابھی ترکی حکام کو خبر کر دونگا۔ کہ اونکو دشمنون کے پاس چلے جانے کے لیئے تم اسجگہ چھپے ہوئے ہو۔

جارج نے یہ بات سنکر باپ کی بہت بہت منت عاجزی کی کہ وہ اون کے ساتھ ہی رہے۔ مگر جب اوس نے نہ مانا اور اٹھکر چلدیا تو جارج نے بندوق اوٹھا کر اوسے گولی سے ہلاک کر دیا۔ اور کہا "تیرے ایک کا مرجانا ہم سب کے ہلاک ہونیسے بہتر ہے"۔ بھائی اس سے بھی زیادہ قبیح حرکات کی طفیل ہلاک ہوا تھا۔ وہ اپنے بھائی کے منصب پر گھمنڈ کر کے سخت بدچلنی اور عیاشی مین مبتلا ہو گیا جس سے کچھ عرصہ تک تو جارج چشم پوشی کرتا رہا۔ آخر اوسکا اسقدر حوصلہ بڑھ گیا کہ اوس نے ایک معزز خاندان کی سخت پردہ دری کی۔ جسپر لڑکی کے والدین چیختے چلاتے جارج کے پاس پہونچے۔ اور اوسے کہا کہ ایسی ہی حرکتون اور جرایم کی وجہ سے قوم ترکون کے برخلاف کھڑی ہوئی تھی۔ یہ سنکر قرا جارج پر بڑا اثر ہوا۔ اوس نے فی الفور اپنے مجرم بھائی کو مکان کے دروازہ پر پھانسی دلوا دیا۔ اور مان کو منع کر دیا کہ ایسے نالائق بیٹے کے لیئے کوئی ماتمی لباس نہ پہنے۔

قرا جارج اپنی طبیعت کی تیزی سے بخوبی واقف تھا۔ اور اسکی قوم بھی اوسے منتخب کرنیسے پیشتر ہی اوسکی سخت مزاجی کو جانتی تھی چنانچہ جب قوم کے وکلاء اور مجسٹریٹون کی مجلس نے اوسے سپہ سالار یعنی حکمران بنانا تجویز کیا تو اوس نے اس عہدہ سے بچنے کے لیئے عذر کیا کہ مین حکومت کرنے کا ڈھب نہین جانتا۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم تمہین صلاح و مشورہ دیتے رہینگے۔ پھر اوس نے عذر کیا کہ مین ایسا تیز طبیعت ہون کہ اس منصب کی لائق نہین۔ بے مشورہ سننے تک تحمل نہین کر سکونگا۔ اور فی الفور

قتل کرنے پر مایل ہوجاؤنگا" قوم کے رؤسا نے جواب دیا کہ "اسوقت ایسی ہی سختی کی ضرورت ہے"

جب اُسکی یہ حجت پیش نہ گئی تو اس نے سپہ سالاری کو منظور کرلیا۔ اور کچھہ عرصہ بعد اس کی بجائے۔ اعلے الحکمران کا لقب اختیار کرلیا۔ کریسی صاحب لکھتے ہین کہ "اوس کے افعال کو ہم خواہ کیسے ہی جا بیجا اور اس کی مستعدی کو کیسی ہی ظالمانہ کیون نہ خیال کرین۔ مگر اسمین کوئی کلام نہین کہ اوس نے اپنے ملک کو ظالمون کے پنجہ سے چھڑا دیا۔ اور کئی برسون تک اوس کی آزادی کو بےنظیر استقلال اور قابلیت کے ساتھہ قایم رکھا" مگر یہ استقلال اور قابلیت آخری دم تک نہ پہونچے۔ یہی مورخ پھر اسکی نسبت لکھتا ہے "ذہانت کی نیرنگیان کچھہ ایسی ہین کہ آخر کار یہی شخص حالانکہ وہ ابھی تک شباب کے عالم مین تھا۔ ایسے وقت اور ایسے موقعہ پر جس مین کہ ایک معمولی دل و گروہ کے آدمی سے بھی ثابت قدم رہنے کی توقع کیجا سکتی تھی سخت غیر مستقل مزاج اور بے حوصلہ ہوگیا" لیکن ۱۸۰۴ء مین اوسے منتخب کرتے وقت کسی کو یہ شان وگمان بھی نہین ہوسکتا کہ اسکی پولیٹکل زندگی کا خاتمہ ذلت بخش ہوگا۔ اوسوقت تمام قوم کی آنکھین اوسیکی طرف لگی ہوئی تہین۔ وہ فاتح اور کامیاب محب وطن اور نو مسلمان کی طاقت و حکومت سے محکوم عیسائی اقوام کی آزادی کے حصول کی بنیاد رکھنے والا متصور ہوتا تھا۔

حالات متذکرہ صدر سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ سرویا کو آزاد کرانے کا کام ایک سال مین ہی بر تکمیل پہونچ گیا تھا یہ درست ہو کہ محبان قوم کے کہڑے ہوتے ہی ڈاہی سراسیمہ و پریشان مفصلات سے نکال دیے گئے تھے۔ مگر وہ سخت اور جانگداز مقابلہ کے بغیر کامل طور پر تباہ نہین کئے جاسکتے تھے۔ شہرون مین پہونچکر ینگچریون نے اپنے رفیق بوسینیا کے علی بک کو مدد کے لیئے بلا بھیجا اور ادہر اون قزاقون کی کئی جماعتون کو جن مین سب قومون اور مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ اور جو قرشلی کہلاتے تھے اپنے ساتھہ ملالیا۔ دوسری طرف سپاہی بھی بلا اثر نہ رہے۔ سپاہی یعنی جاگیردار اونکی اعانت پر کہڑے ہوگئے۔ بوسینیا کا پاشا سلطان کے حکم سے صوبہ مذکور کی فوج لیکر اونکی مدد کو پہونچ گیا۔ اور کئی ترک سربیون کی فوج مین شامل ہوگئے۔ کیونکہ سلطان نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ بشرط امکان سرویا کے ینگچریون کو جو اس شورہ پشت قوم کا شریر ترین حصہ تھے۔ اس موقعہ سے فایدہ اوٹھاکر بالکل پامال کر دیا جائے۔ اور اس غرض کے لیئے اوس نے وفادار مسلمانون کو سربون کے ساتھہ شامل ہوجانیکا حکم دیدیا تھا۔ یہ اتحاد اس دفعہ بھی غالب رہا۔ لیکن اس مرتبہ سربون نے اصرار کیا کہ ان ظالمون کو پہلی کیطرح بچ جانیکا موقعہ نہ دیا جائے۔ اور جلاوطن کرنے کی بجائے ڈاہیون اور انکی ہمراہیونکو تہ تیغ کردیا جائے۔ پاشا کیا ونکا بہوا خواہ تھا۔ وہی کیا گیا۔ جو سربون کا منشا تھا۔ اور سوائے اون معدودے چند کے کہ جو کسیطرح بہاگ کر پسوان اوغلو کے پاس پہونچ گئے۔ باقی سب تلوار کی گہاٹ اوتار دیئے گئے۔ اور چارون ڈاہیون کے سر سربی فوج کے کیمپ مین بلون پر نصب کردیئے گئے۔

اب قومی جنگ کا مدعا حاصل ہوچکا تھا۔ اور سلطانی نوازشات اور انصاف اسی امر کی مقتضی تہین۔ کہ سربا اپنی فوج کو توڑ کر اپنے اپنے کام مشغول ہوجائین چنانچہ پاشا نے اس مضمون کا اعلان صادر کرکے سربون کو حکم دیا کہ باغی سزایاب ہوچکے ہونگے۔ اب تم ہتھیار رکھہ کر اپنے اپنے گہرون کو جاکر اپنے کاروبار مین مصروف ہوجاؤ۔ مگر انسانی فطرت اس حکم کی تعمیل نہ ہونے

دیتی تھی۔ سربون نے کئی صدیون کے بعد اب پھر قومیت اور آزادی کے دلفریب درخت کا سرور بخش پھل چکھا تھا۔ اور یہ کا نشہ ایسا نہ تھا کہ خالی باتون سے اتر جائے۔ سرب اب وہ سرب نہین رہ گئے تھے۔ جن مین مسلمانون کی آنکھین بند کرکے اطاعت کرتے رہنا طبیعت ثانی ہو گیا ہوا تھا۔ وہ اب قواعد آموز اور تجربہ مند سپاہی تھے۔ اور عثمانیہ افواج کی چیدہ ترین سپاہ کا مقابلہ کرکے اونہے شکست دے چکے تھے۔ وہ اب پاشاؤن اور منصبدارون کو نہین بلکہ اپنی قوم کے سردارون اور سرکردون کو اپنے حقیقی حکمران سمجھتے تھے۔ اور انہی کے احکام کو واجب التعمیل خیال کرتے تھے۔ مگر یہ سردار جن مین سے ہر ایک کے پاس جان نثار اور وفادار ہمراہیون کی جمعیتین موجود تھین۔ اور جو اپنی ہمت بازو سے طاقتور ہوئے تھے۔ حکومت کے مزون سے جنہین انہون نے ابھی چکھنا شروع کیا تھا کب دست بردار ہونا منظور کر سکتے تھے۔ قوم نے شروع شروع مین تو صرف ظالم ڈاہیون سے اپنا جان و مال اور ننگ و ناموس محفوظ رکھنے کے لیے سر اوٹھایا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ سربون کے دلون مین اوس چیز کی امنگ پیدا ہو گئی تھی۔ جسے چار سو برس ہوئے مراد اول نے اونسے چھینا تھا۔

اس امنگ کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو لڑائی پہلے سلطان کے مسلمان باغیون کے ساتھ ہو رہی تھی۔ اوسے اب خود سلطان کے برخلاف جاری رکھا گیا۔ قرہ جارج ابوبکر گورنر بوسینیا کی امداد سے بلغراد اور سمندریا پر قابض ہو چکا تھا۔ جب پاشا نے سربون کے طور بطور اپنی جمعیت کمزور دیکھی تو وہ مجبوراً صوبہ کو اوس کے حال پر چھوڑ کر اپنے علاقہ کو واپس چلا گیا۔

سرب جانتے تھے کہ سلطان اس اہم صوبہ کا اپنی سلطنت سے جدا ہونا کبھی گوارا نہین کرے گا۔ اور اوسکو پھر مطیع بنانے کے لیے کوئی دقیقہ کوشش کا اوٹھا نہین رکھیگا۔ اور ہم مین اسقدر طاقت نہین کہ تنہا ایک عظیم سلطنت سے زیادہ عرصہ تک برسر آسکین۔ اس کا تدارک انہین یہ سوجھا کہ کسی زبردست عیسائی سلطنت سے مدد مانگی جائے۔ سب سے قریب آسٹریا تھی۔ اور اوسی کیطرف سب سے اول اونکا خیال رجوع ہوا۔ قربت کے علاوہ اون مین سے اکثر آسٹروی علم کے نیچے لڑ چکے تھے۔ اور اونکے ابھی تک کئی قبیلے قیصر آسٹریا کی حکومت مین موجود تھے۔ مگر پھر خیال آیا کہ آسٹروی پہلے بھی کئی مرتبہ سرویا پر قابض ہو چکے ہین۔ اور ہر دفعہ ملک ترکون کو واپس کر دیتے رہے ہین۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوچ لیا گیا کہ آسٹریا اسوقت اپنے دھندون مین مبتلا ہے۔ فرانس اوسے ان چند برسون مین دو دفعہ ذلیل کر چکا ہے۔ اسی خطرناک دشمن کے ساتھ اوس کی پھر لڑائی ہوا چاہتی ہے۔ اور وہ اپنی کل ہمت و کوشش سے اس جنگ کی تیاریون مین مصروف ہے۔ آسٹریا کے بعد قریب ترین دوسری عظیم مسیحی سلطنت روس کی تھی۔ وہ مضبوط اور زبردست بھی تھی۔ اور ابتک اوسے فرانس یا ترکون سے شکست نصیب نہ ہوئی تھی۔ بلکہ اوسکا جنرل سووروف دونون کو متواتر شکستین دے چکا تھا۔ مزید برآن روسی صرف عیسائی ہی نہین بلکہ سربون کیطرح کلیسائی یونانی بھی تھے۔ اور اپنے ہم مذہبون کا جس قدر اونکو پاس تھا۔ وہ سربون کو اون متواتر زبانی اور عملی سفارشون سے معلوم ہو گیا ہوا تھا جو وہ اہالی مالڈیویا اور والیشیا کے لیے بابعالی سے کرتے رہے تھے۔ ان سب باتون پر لحاظ کرکے سربون نے اگست ۱۸۰۴ء مین ایک ڈیپوٹیشن سینٹ پیٹرزبرگ روانہ کیا۔ جو حسب مطلب جواب لیکر فروری ۱۸۰۵ء مین واپس لوٹا۔ مگر زار نے ساتھ ہی یہ نصیحت کی کہ مناسب ہے کہ سرب علانیہ بغاوت

کرنے سے پیشتر اپنی معروضات سلطان کی خدمت میں پیش کریں۔ روسی سفیر بھی اس معاملہ میں اونکی مدد اور سلطان سے انہیں مراعات دلانے کی کوشش کریگا۔

ناظرین حیران ہونگے کہ روس اور وہ ٹرکی کو کمزور کرنے کا یہ موقعہ ہاتھ سے جانے دے۔ اور ایک سلطانی صوبہ کے عیسائی باغیوں کو ایسی نصیحت کرے۔ مگر اوسوقت نپولین کی فتوحات کے سیلاب نے تمام یورپین فرمانرواؤں کے شکنجے کچھ ایسے ڈھیلے کردیئے ہوئے تھے کہ وہ آپس میں لڑنا بخطر ناہر گز قرین مصلحت نہ سمجھتے تھے۔ علاوہ بریں روس اوس زمانہ میں دوستی کے پیرایہ میں سلطان سے وہ باتیں منوانا چاہتا تھا۔ جو غالباً لڑائی کرنے سے حسب مراد ظہور میں نہ آتیں۔ اس لیے زار نے مصلحت وقت سے مجبور ہوکر یہ چال اختیار کی تھی کہ سرویا والے بھی مایوس نہ ہوجائیں اور ہاتھ سے نہ نکلیں اور سلطان کو بھی برافروختہ ہونیکا موقعہ نہ دیا جائے۔

سرویون نے زار کی نصیحت پر عمل کرکے ۱۸۰۶ء کے موسم گرما میں حسب ذیل درخواستیں باب عالی کے سامنے پیش کرنے کے لیے اپنی طرف سے ایک سفارت قسطنطنیہ روانہ کی:۔

(۱) سرویا کے تمام قلعوں میں سروی فوج متعین رہے۔ (۲) پچھلے[1] فسادوں میں رعایا پر سخت مصیبتیں اور تکلیفیں وارد ہوتی رہی ہیں۔ اونکا لحاظ کرکے محاصل اور جزیہ کے کل بقایے معاف کردیئے جائیں۔ دوسری شرط تو خیر ایسی تھی مگر پہلی بہت کڑی تھی۔ اور ترک اوسے بآسانی منظور نہیں کرسکتے تھے۔ بلگریڈ اور اکثر دیگر مقبوضہ مقامات پر ابھی تک مسلمان قابض تھے۔ اگر سرب اون پر قابض ہوگئے ہوئے ہوتے۔ تو پھر شاید سلطان کو اس درخواست کے قبول کرنے سے کچھ زیادہ انکار نہ ہوتا۔

جس زمانہ میں یہ درخواستیں پیش کی گئیں۔ وہ سلطان سلیم ثالث کے عہد حکومت میں نہایت نازک اور آزمائش کا موقعہ تھا۔ نپولین نے صلح ہو جانے کے بعد پھر ٹرکی میں بدستور سابق بلکہ پہلے سے بھی زیادہ فرانس کا اقتدار قائم کرنے کی کوشش شروع کردی ہوئی تھی۔ ادہر روس انگلستان کی معاونت سے اس غلبہ کو جو دوستی کے پیرایہ میں اوسے باب عالی پر حاصل ہوگیا تھا۔ برقرار رکھنے کے لیے جد وجہد کررہا تھا۔ ان یوروپین رقیبوں یا معاندوں کے بالمقابل جوڑ توڑ اور سازشوں کے علاوہ خود عثمانیہ قوم کے بھی دو گروہ ہوگئے ہوئے تھے۔ ایک اصلاح کا طرفدار تھا۔ اور دوسرا لکیر کا فقیر۔ جو پرانے رسم و رواج سے ایک انچ آگے بڑھنا بھی دین و ایمان اور قومیت کے برخلاف سمجھتا تھا۔ اب سروی مسئلہ کی نئی شاخ کھڑی ہوگئی۔ اور اسکا اندرونی مناقشوں سے نہایت گہرا تعلق ہوگیا۔ جسکو بیان کرنیسے پہلے ٹرکی اور دیگر یوروپین دول کے تعلقات اور یوروپین معاملات و حالات کی مختصر کیفیت درج کردینی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

۱؎ ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ بقایا کی معافی کی درخواست کی بجائے بیس لاکھ پیاسٹر بطور ہرجانہ و تاوان جنگ ٹرکی درخواست کی گئی تھی۔ مؤلف۔

اوسوقت آسٹریا و انگلستان اور فرانس مین پہر جنگ شروع ہوگئی ہوئی تہی - اور امینز کی صلح کالعدم ہوگئی تہی - اسکا
ایک بڑا باعث یہ بہی تہا کہ نپولین نے ٹرکی مین کیون اقتدار بڑہانے کی پہر کوشش شروع کی ہے - نپولین کو بلاد مشرق
سے ایکطرح سے طبعاً محبت اور اونکی فتوحات کی دلی تمنا تہی - وہ سینٹ ہلینا مین بہی اس بات کا ہمیشہ افسوس کیا کرتا تہا کہ
عکا کی مدافعت نے اوس کی مشرقی فتوحات کے سیلاب کو روک دیا - اوسکو یقین تہا کہ یوروپ کی قسمت اور ساکا نیک و بد بہت کچھ اسی
پر اسرار لیوانٹ پر منحصر ہے - جو نہ فقط بحیرہ روم بلکہ ہندوستان کی شاہ راہ کی بہی کلید ہے - اور کہ لیوانٹ کیساتہہ ہی وہ سلطنت
عثمانیہ کے قیام و زوال پر بہی منحصر ہے - مگر تمام سابقہ فرنچ گورنمنٹون کیطرح مسیحستان مین اس ایک اسلامی سلطنت کا
وجود اوس کے لیے بہی نہایت پیچیدہ معمہ سے کم نہ تہا - اور وہ بہی اسکر شمہ قدرت سے کمال متحیر ہوا کرتا تہا - الغرض اس
یقین کیوجہ سے اوسکی آنکہین ہر وقت لیوانٹ کیطرف لگی رہتی تہین - اور وہ اس امر سے سخت متردد رہتا تہا کہ مغربی معاملات
اسکی توجہ اور ہمت کو ایک لحظہ کے لیئے مشرق کیطرف متوجہ ہونے کی مہلت نہین دیتے - تاہم جہانتک ہو سکتا تہا وہ مشرق
سے تعلق رکہنے کی سعی و کوشش کرتا تہا - چنانچہ ٹرکی کے ساتہہ صلح ہوتے ہی اوس نے کرنیل سباسٹیانی ایسے قابل شخص کو فرنچ
اقتدار اور تجارت کو پہر تازہ کرنے کے لیئے مصر و شام اور لیوانٹ کو بہیجدیا - کرنیل کی سفارت کے مقاصد علانیہ طور پر یہ
بیان کیئے گئے - اسکندریہ کو انگریزی فوج سے خالی کرایا جائے - پاشایان مصر و شام کو صلح ہو جانے کی خبر پہونچائی جائے -
اور اونکو آگاہ کیا جائے کہ پہر تجارتی تعلقات قایم کرنے کے لیئے عنقریب فرنچ لیوانٹ کے بندرگاہون کو آنے
والے ہین +

سباسٹیانی کی سفارت کی رپورٹ شایع ہونے پر فرانس کے مخالف چوکنے ہو گئے - اور اونہین یقین واثق ہو گیا کہ
نپولین ابہی تک بلاد مشرق کی فتح کے ارادے ہی نہین رکہتا - بلکہ اوس نے اونکو علانیہ اس رپورٹ کے پیرایہ مین ظاہر
کی بہی جرأت پیدا کرلی ہے - چنانچہ جارج سوم شاہ انگلستان نے اوس موقعہ پر پارلیمنٹ اور قوم کو مخاطب اپنی تقریر
مین اس کے متعلق یہ الفاظ کہے : -

فرانسیسی گورنمنٹ مصر اور کارفو کی نسبت بدستور بری نیت رکہتی ہے - بلکہ اوس کی نیت بد کا دائرہ بقدر وسیع
ہو گیا ہے کہ اوس نے سلطنت عثمانیہ کی تقسیم تک کا ایما کر دیا ہے - اوسکی یہ نیت کرنیل سباسٹیانی کی رپورٹ کی باضابطہ
اشاعت اور مصر و شام اور جزایر آیونین مین افسر مذکور اور دیگر فرنچ کارندون کے طریق عمل سے کل دنیا پر واضح ہو گئی ہے
ان فقرات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ شاہ انگلستان یا بالفاظ دیگر اوس کے وزیر پٹ کو یہ یقین ہو گیا تہا کہ فرانس
کی جمہوری ریاست بہی شاہی حکومت کے قدم بقدم چلکر اپنے فاتحانہ ارادون پر قایم ہے - بلکہ اوس کے ارادے اب پہلے سے بہی آگے
ہو گئے ہین - اور اس نے ٹہان لی ہے کہ اگر یہ ارادے سلطنت عثمانیہ کو تقویت دینے سے حاصل ہو سکتے ہین - تو اوسے تقویت
پہونچائے اور اگر اوسکے برباد کرنیسے پورے ہو سکتے ہین تو بیدریغ اوس کی تکا بوٹی کر دے - انہی ارادون کے اندیشہ سے فرانس

انکشیفنے مالٹا کا قبضہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

لارڈ ہیلیم نے پارلیمنٹ مین بیان کیا کہ ”مصر کے برخلاف فرانس کے ارادون کو روکتے رہنے کے لیئے یہ جزیرہ ضمانت کا کام دیتا ہے۔ اور اوسپر انگلستان کا قابض رہنا اشد ضروری ہے“ نپولین ایسا اہم جزیرہ کا فرانس کے تصرف سے نکل کر کسی اور زبردست سلطنت کے قبضہ مین چلا جانا کب گوارا کر سکتا تھا۔ چہ جائیکہ وہ سلطنت پھر انگلستان ایسی مخالف اور رقیب ہو۔ اوس نے انگریزی ادعا کا جواب دیا کہ ”اگر انگریز جو ہندوستان اور امریکہ کی تجارت کے پہلے سے ہی یکہ و تنہا مالک بنے ہوئے ہین۔ مالٹا پر بھی قابض رہنے دیئے جائین۔ تو فرانس پھر ہرگز بحری طاقت نہین رہجائیگی۔ انگریز فرانسیسی جہازون اور تجارت کو لیوانٹ کے بندرگاہون اور کل بحیرہ روم سے بھی خارج کر دین گے“ اس جزیرہ سے تو انگلستان کے ساتھہ بگاڑ ہوگیا۔ اور جزائر یونین کیوجہ سے فرانس کی روس کیساتھہ بگڑ گئی۔ روسیون نے ان جزائر مین جیسا کہ پہلے لکہا جا چکا ہے اپنا فوجی دستہ مامور کر رکہا تہا۔ نپولین کو یہی امر ناگوار تہا۔ مگر جب روسیون نے حکومت بہی اپنے ہاتہہ مین لیکر وصول کرنے شروع کر دیئے۔ اور ان جزیرون مین مجھگرا البانیا اور مانٹی نیگرو کے باشندون کو اپنے ساتھہ ملانے لگ گئے۔ تو نپولین سے زیادہ صبر نہ ہوسکا۔ آسٹریا بہی فرانس سے جلا بہنا بیٹہا تہا۔ وہ بہی روس اور انگلستان کے ساتھہ شامل ہوگیا۔ امینز کی صلح توڑ دی گئی۔ اور ۱۸۰۵ء مین تینون سلطنتون نے فرانس پر حملہ کر دیا۔

اس لڑائی کے شروع ہونے پر روس نے جو کئی برسون سے ترکی پر ایسا غالبانہ اقتدار قایم کرنے کی کوشش کر رہا تہا کہ مشرق یا مغرب جدہر چاہے وہین وہ سلطنت عثمانیہ کے تمام وسائل اور محکوم قومون سے اپنی فاتحانہ کارروائیون مین حسب منشا کام لے سکے ان کوششون کو پہلے سے دگنی سرگرمی سے شروع کر دیا۔

سلیم نے ۱۷۹۸ء سے بعد جب کہ ٹرکی اور روس مین اتحاد ہوا تہا۔ روس کو بہت سے نئے حقوق اور مراعات جنکو عثمانیہ قوم بنظر تشویش و ناراضگی دیکہہ رہی تہی۔ عطا کر دی تہین۔ روس کے بیڑون کو آبنائے باسفرس اور ڈاردنیلیز سے گذرنے کی عام اجازت ملگئی ہوئی تہی۔ اس سے قسطنطنیہ کے ترکون کی ناراضگی اسقدر بڑہگئی کہ آخر سلطان کو یہ کہنا پڑا کہ اگر روس کی کسی ایسی سلطنت سے جو بابعالی کے ساتھہ برسر صلح ہو لڑائی ہو جائے۔ تو اوسکے بیڑہ کو گذرنے کی اجازت نہین دیجائیگی روس نے ان بیڑون سے جو بحیرہ اسود سے بحیرہ ایڈریاٹک کو بہیجے گئے تہے۔ جزائر یونین مین اپنی طاقت بہت بڑہالی تہی۔ اور مزید بران جیسا کہ لکہا جا چکا ہے ترکی حکام کی فہمائیش کے باوجود صوبجات البانیا و مانٹی نیگرو کے باشندونکو بہرتی کر کے اپنی فوج کی جمعیت کو بہی خاصہ مضبوط کر لیا تہا۔ ۱۸۰۲ء مین صوبجات والیشیا اور مالڈیویا مین جو دخل اس نے حاصل کر لیا تہا اوسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ۱۸۰۵ء کے شروع مین اوس نے بحیرہ اسود کے جنوب مشرقی سواحل پر سلطان سے حیرت انگیز حقوق حاصل کر کے بابعالی نے روسیون کو صوبہ منگریلیا کے دریا رخاسس کی جہازرانی اور اوسکے سواحل پر اپنے بیڑون کی حفاظت مزید کے لیئے قلعے تعمیر کرلینے اور ان مین فوجین مقیم رکہنے کی اجازت دیدی اور صرف اجازت پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ ارض روم کے پاشا کو

تاکیدی احکام بہیجدیئے گئے کہ وہ روسیون کو متذکرہ صدر فوجی چوکیون کے قیام اور نیز دیگر امور مین مدد دیتا رہے۔ روس اوسوقت ایران سے مشغول کارزار تہا۔ پاشاے مذکور کو اس لڑائی مین بہی ہر طرح سے روسیون کی امداد کرتے رہنے کی تاکید کیگئی۔ روسیون نے اپنی عادت مستمرہ سے کام لیکر اس سلطانی اجازت سے ناجائز فایدہ اوٹہانیسے بہی مطلق دریغ نکیا۔ اجازت تو دیگئی تہی صرف دریاے فاسس کے کنارون پر قلعے بنانے کی۔ اور اونہون نے اون اضلاع پر بہی تصرف کرلیا۔ جو دریاے مذکور سے کسیقدر فاصلہ پر تہے۔ اونہون نے قلعہ اناکرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک ویسا ہی مضبوط قلعہ بحیرہ اسود کے ساحل پر بہی تعمیر کرلیا آخر جب فرانس سے لڑائی اٹل ہوگئی تو روسی گورنمنٹ نے اپنی گذشتہ کامیابیون سے دلیر ہوکر اپنے سفیر ایم اٹالنسکی دفرزند سوترن کی معرفت رئیس آفندی سے باضابطہ درخوہست کردی کہ یوروپ کی موجودہ حالت اس امر کی مقتضی ہے کہ ٹرکی اور روس مین فی الفور جارحانہ اور مدافعانہ اتحاد ہوجاے۔ اس کے علاوہ ایک اور عجیب درخوہست یہ کی گئی کہ سلطان کی تمام ایسی رعایا جو کلیسائی یونانی مذہب رکہتی ہے۔ آیندہ روس کے قیصر کی حفاظت مین سمجہی جاے۔ اور جب کبہی ترک اونہین ستائین تو بابعالی اس امر کا پابند ہوگا۔ کہ روسی سفیر کی طرف سے اطلاع ملتے پر اس زیادتی کی صلاح و تلافی کردیا کرے۔ یہ مطالبات اوسی وقت پیش کئے گئے جب کہ سرنی دیپوٹیشن نے روس کی علانیہ نصیحت پر اپنی درخوستین باب عالی کے سامنے پیش کی تہین۔

کریسی صاحب کا بیان ہے کہ جب سلطان سلیم نے یہ سنا کہ روس سلطنت عثمانیہ کے تمام ایسے باشندون کو جو کلیسائی یونانی کے پیرو ہین۔ اپنی جماعت مین لینے کا خوہستگار ہے۔ تو اپنی سلطنت کی پستی دیکہکر رنج و غصہ سے اوسکی آنکہون سے بے اختیار آنسو ون جاری ہوگئے۔ اور کئی دن تک اوسپر ایسا رنج طاری رہا کہ اوس نے کسی سے گفتگو نکی۔ آخر اس نے دیوان کے ایسے ارکان کو جو روسی رشوتون کے لینے مین بدنام نہ تہے۔ طلب کرکے اس معاملہ مین اونکی راے دریافت کی اون سب نے باتفاق راے عرض کیا کہ ایسے عہدنامہ پر دستخط کرنے کی بجاے جس سے عثمانیہ طاقت معدوم ہوتی ہو قسطنطنیہ کا کہنڈر ہوجانا اور اون کہنڈرات مین خود دب کر مرجانا اولے و انسب ہے۔

مگر جب وہ اس امر پر غور کرتے تہے کہ بحیرہ اسود کے روسی بندرگاہون مین روس کی بیشمار فوج جمع ہے۔ اور وہ آٹہہ دن کے اندر محلسراے سلطانی کی دیوارون کے نیچے پہونچ سکتی ہین۔ اودہر جنابرا ایونین کی روسی فوج نے فی الفور البانیا پر حملہ کرکے البانوی اور یونانی باغیون کی مدد سے بلا مزاحمت ایڈریانوپل تک بڑہ سکتی ہے۔ جارجیا مین بہی اوس کی جرار فوج موجود ہے۔ جو ابہی حال مین ایران کو مغلوب کرکے فارغ ہوگئی ہے۔ اور دوسری طرف روس ڈنیوب پر حملہ آور ہوکر باغی سرویون کی امداد سے چشم زدن مین بلغاریا پر متصرف ہوسکتا ہے۔ تو اونکی دل بیٹہہ جاتے تہے۔

الغرض جب سلیم اور اوسکے مشیرون نے ان باتون پر اور غنیم کے غلبہ اور اپنی کمزوری پر خیال کیا۔ تو یہی صلاح ٹہیری کہ صاف صاف انکار کرنا ہرگز مناسب نہین۔ قرین مصلحت یہی ہے کہ دفع الوقتی کیجاے۔ اور دشمن کو باتون لگا کر بہلائے کی کوئی تدبیر

سوچی جائے۔ شاید اس عرصہ مین دشمن کو اپنی پڑجائے یا کوئی اور نیک صورت ہویدا ہوجائے اور اس سینہ زوری کا اندیشہ نہ رہجائے اور خدانخواستہ اگر کوئی صورت حسب مراد ظہور مین نہ آئے تو پھر کوئی علاقہ یا روپیہ دیکر روس کا مونہہ بند کردیا جائے۔ ایسی مہلک درخوہست کو کبھی منظور نہ کیا جائے۔

اس فیصلہ کے مطابق کارروائی شروع کی گئی۔ ترکی وزرا، روسی سفیر کو باتون مین لگانے مین کامیاب ہوگئے اور اوس نے اپنی درخواستون کے متعلق ترکی وزرا سے بحث مباحثہ کرنا منظور کرلیا۔ جس سے سلطان کو مطلوبہ مہلت مل گئی۔ اور اس اثنا مین خداوند کریم نے اوسکی حسب مراد نتیجہ پیدا کردیا۔ نپولین کی جب روس اور اوس کے رفقا انگلستان و آسٹریا سے جنگ چھڑ گئی تو اوس نے جیساکہ فرانس پہلے بھی ایسے موقعون پر کیا کرتا تہا۔ باب عالی کو صوبجات ڈینیوب مین روس اور آسٹریا سے لڑائی کرنے پر اُکسانے کی کوشش کی۔ اور فرنچ سفیر برون کو اس کے متعلق احکام بھیجدیئے گئے۔ ۱۸۰۵ء سے روس کو جیسا کچھہ غلبہ ٹرکی مین حاصل ہوگیا تہا۔ وہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ یہی کیفیت انگلستان کی تہی۔ جس نے گو اوس زمانہ مین ٹرکی سے دوستی کے پیرایہ مین کوئی مادی فایدہ نہ اوٹھایا۔ مگر باب عالی کے ساتھہ اوس کے برتاو کا اندازہ کسیقدر رعب داب ضرور تہا۔ وہ باب عالی سے اسطرح پیش آتا تہا جیسے اُستاد شاگرد سے۔ یا طاقتور دوست اپنے کسی ممنون احسان اور کمزور رفیق سے بیدار مغز سلطان ان باتون کو مجبوری گوارا کر رہا تہا۔ اوسے اب ان دونون رفیقون کی غلامی سے نکلنے اور فرانس کے ساتھہ پھر سابقہ اتحاد کو تازہ کرنے کے لیئے موقعہ ملگیا۔ مگر وہ کئی بوجوہ سے اوس سے فایدہ نہ اوٹھا سکا۔ ایک تو دیوان کے اکثر ارکان روس اور انگلستان کے وظیفہ خوار تہے۔ دوسرے فرنچ سفیر برون بیدماغ، سادہ، راست باز اور صاف گو شخص تہا۔ اور ان اوصاف کے باعث ایسے دربار مین جس کے قریباً کل ارکان راشی اور خائن ہون سفارت ایسے نازک کام کے قابل نہ تہا۔ مزید بران باب عالی کی حالت کچھہ ایسی خراب ہوگئی ہوئی تہی۔ کہ اوس کی خاص اپنی کوئی پالیسی نہین رہ گئی تہی۔ جسے سب سے زبردست طاقت پاتا۔ اوسی کے پیچھے ہو چلتا۔ باب عالی کے زعم مین متحدہ سلطنتین فرانس سے طاقتور تہین۔ اوس نے برون کی تجاویز کو بہت لاپروائی سے سنا بلکہ نپولین کو جس نے ۱۸۰۴ء مین خطاب قیصری اختیار کرلیا تہا قیصر یا امپراطور تسلیم کرنے سے بھی انکار کردیا۔ سفیر نے اسپر قسطنطنیہ سے چلے جانیکی دہمکی دی۔ دیوان نے کچھہ پروا نہ کی۔ اور وہ چلا گیا۔ یہ واقعہ روسی مطالبات کے پیش کئے جانے سے پہلے کا ہے۔ روسی سفیر نے برون کے چلے جانیکے بعد اتحاد کا تقاضا کرکے باب عالی کو ترکی افواج اٹلی مین بھیجنے کے لیئے بھی کہا تہا۔ جسکا باب عالی نے دبی زبان سے کچھہ وعدہ سا تو کردیا۔ مگر وہی دفع الوقتی کے لیئے۔

ادہر نپولین کو جب اپنے سفیر کی ناکامی کی خبر پہونچی تو وہ ٹرکی سے ناراض تو بہت ہوا۔ لیکن اس نے دور اندیشی سے کام لیکر اس خفت کا عوض لینے کا خیال نہ کیا۔ اوس نے سوچا کہ اگر مجھے اس محاربہ مین فتح حاصل ہوگئی تو اوسکا اثر ضرور قسطنطنیہ تک پہونچ جائیگا۔ اور اسوقت باب عالی خود بخود فرانس کیطرف جھک پڑیگا۔ اس کے بعض مشیرون کی رائے اس کے برعکس تہی۔ مثلاً ٹیلی رینڈ چاہتا تہا۔ کہ آسٹریا کو مغلوب کرلینے کے بعد باب عالی سے ایسی شرطین منوائی جائین۔ کہ اوسکی شان و شوکت

ظاہر مین تو بدستور قائم رہے۔ مگر دراصل وہ ایک مطیع اور فرمانبردار سلطنت بنجائے۔ اس غرض کے حصول کے لیے اوس نے یہ تجویز پیش کی تہی کہ آسٹریا اوس کے جرمن صوبجات چھین کر اون کے عوض اوسے صوبجات والیشیا۔ مالڈیویا۔ اور بوسنیا ٹرکی سے دلادیئے جائین۔ جب آسٹریا دریاے ڈینوب پر متمکن ہوگئی تو اوس مین اور روس مین ہمیشہ کے لیے دشمنی ہوجائیگی اور اسطرح سے وہ فرانس کی قدرتی رفیق بن جائیگی۔ اور ساتہہ ہی ٹرکی کی نسبت بہی غرض مطلوبہ جائے گی۔ مگر نپولین نے اس تجویز کو پسند نہ کیا۔ اور جیسا کہ اوس نے سوچ رکہا تہا۔ اوسے آسٹریا مین فتوحات حاصل ہوتے ہی سلطان سلیم روس اور انگلستان کے دباؤ سے آزاد ہوگیا۔ اور نپولین سے اوس کا گہرا ارتباط ہوگیا۔ ان فتوحات سے جو سنہ ۱۸۰۵ء کے موسم خزان سرما مین نپولین کو آسٹریا مین روسی سرحد کے قریب حاصل ہوئین یہ روس کو وہ پندرہ ہزار فوج جو اوس نے ٹرکی کو دبانے کے لیے سباسٹوپول مین جمع کر رکہی تہی۔ واپس منگوالینی پڑی۔ ادہر روسی سفیر کا تقاضا دن بدن کمزور ہوتا گیا۔ اور ترکی وزرا ایسے ہی دن بدن اوس کے ساتہہ زیادہ لاپروائی سے پیش آنے لگ گئے۔

آسٹریا نے جنگ آسٹرلز کی شکست کے بعد ۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۰۵ء کو بمقام پریسبرگ نپولین سے صلح کا عہدنامہ کرلیا۔ اس کے رو سے نپولین کو آسٹریا سے صوبجات ڈلمیشیا۔ الیریا اور خلیج کٹارو وغیرہ ملے۔ یہ علاقے ٹرکی کی شمال مغربی سرحد کے قریب واقع تہے۔ ان کے ملجانے سے نپولین کے مقبوضات کی سرحد ترکی کی سرحد سے ملگئی۔ اور اسی غرض یعنی ٹرکی کا ہمسایہ بننے کیلئے نپولین نے یہ صوبے لیئے تہے تاکہ اگر باب عالی کے ساتہہ اتحاد ہو تو وہ اوسے فوراً مدد پہنچا سکے۔ اور اگر برسر عداوت ہو تو اوسکی گوشمالی کرسکے روس نے جو یونان مین برابر سازشون کا جال پہیلا رہا تہا۔ اور جسکے گماشتون نے مانٹی نیگرو کے باشندون سے بغاوت کرادی ہوئی تہی۔ فرانسیسیون کے قابض ہونیسے پہلے خلیج کٹارو پر قبضہ کرلیا۔ اس کے عوض نپولین نے راگوسا پر تصرف کرلیا۔

فرنچ سفیر رفن نے جو جنرل برون کے بعد آگیا تہا۔ معاہدہ پریسبرگ کی نقل وزیر اعظم کے سامنے پیش کرکے فرانس سے اتحاد کرلینے کے فوائد خوب شرح وبسط سے بیان کئے۔ سلطان نے نپولین کو امپراطور فرانس تسلیم کرلیا۔ اور ۵ جون سنہ ۱۸۰۶ء کو اوس طرف آسٹریا مین ایک خاص سفیر روانہ کیا۔ اور باضابطہ مراسلہ مین اوس کے بہیجنے کا مقصد ان الفاظ مین ظاہر کیا۔

"یہ ایلچی اس لیئے بہیجا جاتا ہے کہ جس فرمانروا کو مین اپنی سلطنت کا نہایت ہی ضروری بکمال وفادار اور قدیم ترین دوست سمجہتا ہون۔ اوسکی جیسی کچہہ محبت اور تعریف میرے دل مین جاگزین ہے اور جو بے انتہا بہروسہ مجہے اوس پر ہے اوسے نہایت واضح طور پر ظاہر کرے" نپولین نے اوسکا حسب ذیل جواب دیا۔

"مین اپنی اس تازہ فتح سے جو سب سے بڑا۔ اور سب سے قیمتی فایدہ اوٹہانا چاہتا ہون۔ یہ ہے کہ اپنے نہایت ہی کارآمد اور قدیم ترین رفیق کی مدد و اعانت کرون۔ معزز سفیر مین اس بات کا تمہین علی رؤس الاشہاد بکمال خوشی سے صاف یقین دلاتا ہون کہ جو چیز عثمانیون کیلئے مبارک ہوگی۔ وہ فرانس کیلیے بہی مبارک ہوگی۔ اور جو انکے لیئے نامبارک ہوگی

کے واسطے بہی نامبارک ہوگی۔ معزز سفیر یہ الفاظ سلطان سلیم کو پہنچادو تاکہ جب کبہی میرے دشمن جو اوسکے بہی دشمن ہین اوسے دہمکانے کی کوشش کرین تو وہ ان الفاظ کو یاد کرلیا کرین ماوسے مجہہ سے کبہی کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا او مجہہ سے متحد رہ کر اوسے اپنے کسی دشمن سے کسی طرح کا اندیشہ نہین ہوسکتا "

اوسیوقت نپولین نے جنرل سباسٹیانی کو خاص سفیر بناکر قسطنطنیہ بہیجا۔ عثمانیہ افواج کی درستی کے لئے وہ اپنے ساتھ کئی افسر بہی لیتا گیا۔ روس کے ساتہہ ٹرکی کی لڑائی ہوجانی اوسوقت نپولین کے لیئے نہایت کار آمد تہی۔ زار روس سکندر اول پرشیاکے شاہ فریڈرک ولیم کو فاتح نپولین کے برخلاف مدد دینے کے لیئے تا بمقدور کوشش کر رہا تہا۔ جس سے لازمی طور پر ڈینوب پر ترکون کے ساتہہ لڑائی چہڑجانے پر زار کو بہت کچہہ کنارہ کش ہوجانا پڑتا تہا۔ اس قابل ولائق فوجی ایلچی نے اپنے ہنر و لیاقت سے سلیم کو بالکل اپنا گرویدہ کرلیا۔ اور سلطان نے اوسکی تحریک سے ایسی پیش بندیان شروع کردین جن سے روس اور انگلستان کے ساتہہ ٹرکی کی لڑائی ہوجانا تقریبًا یقینی امر ہوگیا۔ مگر سفیر مذکور کی کارروائیون اور اوسکے نتائج کو بیان کرنیسے پہلے سربی مشکلات اور چند دیگر اہم اندرونی و بیرونی وقعات و معاملات کا جو اس عرصہ مین حادث ہوئے ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

امریکہ و طرابلس الغرب

ٹرکی کا شیرازہ انیسوین صدی کے شروع مین کچہہ ایسا پراگندہ اور اسکے ماتحت صوبے کچہہ ایسے خودسر اور مرکزی حکومت سے بے تعلق ہورہے تہے کہ ایک ایسی سلطنت نے جو نوخیز ہونے کے علاوہ یوروپ سے بہت بعید اور بے واسطہ ہی تہی۔ ایک عثمانیہ مقبوضہ پر حملہ کرکے کئی برس وہان میدان کارزار گرم رکہا۔ مگر قسطنطنیہ مین کسیکو خبر تک نہ ہوئی۔ اور حملہ آور خود ہی مقبوضہ مذکور کے گورنر سے صلح صفائی کرکے واپس چلے گئے۔ حملہ آور تو شمالی امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ تہین۔ اور جس عثمانیہ مقبوضہ پر حملہ کیا گیا وہ شمالی افریقہ کا صوبہ طرابلس الغرب تہا۔ مصر سے فرنچ فوج ابہی نکلی نہ تہی کہ اوس کے ہمسایہ صوبہ پر اس امریکن ملک نے حملہ کردیا۔ بنائے مخاصمت وہی بحری قزاقی تہی جسکا کئی مرتبہ پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ طرابلسی قزاقون نے چند امریکن تجارتی جہازون کو لوٹ لیا۔ اس کا بدلہ لینے کیلیے امریکن بیڑہ بحیرہ روم مین داخل ہوکر ۱۸۰۱ء سے لیکر ۱۸۰۵ء تک طرابلس کے ساحلی قصبون پر متواتر گولہ باری کرتا رہا۔ اور اس عرصہ مین ایک قصبہ پر جسکا نام درن ہی کچہہ عرصہ کے لیئے امریکن جہنڈا بہی لہراتا رہا۔ قصبہ مذکور مین ایک امریکن قونصل مسمی ایٹن مامور تہا۔ اوس نے حکمران پاشا کے برخلاف اوس کے بہائی سے بغاوت کرادی۔ اور جب باغی قصبہ مذکور پر متصرف ہوگیا۔ تو قونصل نے اوس پر امریکن جہنڈا کہڑا کردیا۔ اوسوقت امریکن امیر البحر قصبہ طرابلس کا محاصرہ کیئے ہوئے تہا۔ جس سے تنگ آکر پاشا نے اوس سے صلح کرلی۔ اور امریکن بیڑہ سواحل طرابلس سے روانہ ہوگیا۔

امیر البحر نے عہدنامہ صلح مین پاشا کے سرکش بہائی کی حفاظت و سلامتی کا کوئی انتظام نہ کیا تہا۔ ٹیڑہ کے چلے جانے

پاشانے باغی پر فوجکشی کرکے اوسے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ نہ صرف ترکی تاریخ بلکہ صوبجات متحدہ کی تاریخ کے لحاظ سے بھی یہ واقعہ کچھہ کم اہم نہین لیکن سلیم کے زمانہ مین ٹرکی اور نیز یوروپ مین پے درپے ایسے اہم اور ضروری تہلکہ درپیچ واقعات اور حوادث پیش آتے رہے کہ ٹرکی پر جسقدر تاریخین انگریزی زبان مین عام مروج ہین اون مین سے کسی مین بھی اس واقعہ کا ذکر نہین کیا گیا۔ اور اگر جنگ ہسپانیہ و امریکہ کی بدولت یوروپین علما اور مورخین کو امریکہ کے گذشتہ کارنامون کے معلوم کرنے کی کرید نہ پیدا ہو جاتی تو غالباً ابتک یہ معاملہ گوشہ گمنامی مین چھپا رہتا۔ لیکن پروفیسر البرٹ ہارٹ کا بھلا ہو جس نے ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے سالہ ہارپرز میگزین مین صوبجات متحدہ کی خارجیہ فوجی کارروائیون اور جنگی مہمون کا ذکر کرتے ہوے اس واقعہ کا بھی ذکر کر دیا۔ اور اس کی طفیل مین اوسے یہان درج کر سکا۔ یہ پہلی فوجی مداخلت تھی جو امریکہ نے یوروپ مین کی۔ دوسری چھیڑ چھاڑ جو اب تک آخری ہے ۱۸۵۳ء مین ایک ہنگرین کی طفیل جو امریکن رعایا بننا چاہتا تہا آسٹریا سے ہوئی تھی۔ مگر اس مین لڑائی تک نوبت نہ پہونچی۔

قرہ جارج کی کامیابی

سربون کے ڈپوٹیشن اور اون کے مطالبات کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ترکی وزرا نے روسی سفیر کو تو باتون مین لگا لیا۔ مگر سرویا کا مسئلہ ایسا نہ تہا جو معرض التوا مین ڈالا جا سکے توقف سے دوسری عیسائی رعایا کے بھی بگڑنے کا اندیشہ تہا۔ اور معاملہ کو یکسو کرنا ضروری تہا۔ سلطان کے لیئے دو ہی صورتین موجود تہین۔ یا تو اونکی درخواستون کو قبول کرکے یا مسترد کرکے اُنکی سرکوبی کا انتظام کرے۔ بقول کریسی بہت سے امور پہلے امر کے موافق و ممد تھے۔ سلطان نے فوجی اصلاحات مین معقول ترقی کر لی تہی۔ فرنچ افسرون نے توپچیون کو بہت کچھہ آراستہ کر لیا تہا۔ اور اُنکا فوجی اغراض ینگچریون سے بہتر کر دیا گیا تھا۔ عمر آغا کی چھوٹی سی پلٹن نے حلہ مین کار نمایان کرنے کے بعد رومیلیا مین قزاقون کی بیخکنی کرکے اپنے نام اور شہرت کو اور بڑہا دیا تہا۔ یہ قزاق اسقدر دلیر ہو گئے تھے۔ کہ ۱۸۰۴ء مین انہین ایڈریانوپل پر حملہ کرنے کی جرات ہو گئی تہی۔ اوسوقت سلطان نے پلٹن مذکور کو ایک کمپنی توپخانہ۔ ایک رسالہ اور تین قرامانی رجمنٹون کے ساتھہ قزاقون کے مقابلہ پر جو ینگچریون کو متواتر شکستین دیتے رہے تھے بھیجدیا۔ اور اس جدید فوج نے ہر معرکہ مین باغیون کو شکست دیکر کل صوبہ کو اون سے نجات دلوادی۔ سلطان نے اپنی نئی فوج کے کارنامے سے خوش ہوکر اوسے انعام و اکرام سے مالامال کر دیا۔ اور دو جدید رجمنٹین نظام جدید مین بھرتی کر لین۔ جنکو جدید ترین فرنچ نمونہ پر مسلح اور ملبوس کرکے یوروپین قواعد سکہلانی شروع کر دیگئی۔ اور وہ تہوڑے سے عرصہ مین ہی طاق ہو گئین۔ نئی فوجکی تنخواہ کے لیئے خاص علیحدہ فنڈ مقرر کر دیئے گئے۔ اور چند پاشا بالخصوص عبدالرحمان گورنر قرامانیہ اسپارہ مین سلطان کے سرگرم معاون ہو گئے۔ نئی فوجکی نمایان کارگذاری نے قدرتی طور پر سلطان کو اوس کی جمعیت بڑہانے کی ضرورت محسوس کرادی۔

چنانچہ مارچ ۱۸۰۵ء مین سلیم نے فرمان سلطانی صادر کر دیا کہ یوروپین صوبون کے قصبات اور بڑے بڑے دیہات

کے ینگچریون اور دوسرے مسلمانون مین سے بیس اور ۲۵ برس کی عمر کے درمیان کے مضبوط اور قدآور جوان کر نئی رجمنٹین تیار کیجائین۔ اس حکم کے صدور کے وقت سرویا مین ینگچریون کی طاقت معدوم ہو چکی تہی۔ مگر سلطنت کے دوسرے حصون مین اونکی قوت برابر زبردست تہی۔ ہر جگہ وہ سلطانی حکم کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ اور عوام مسلمان بہی جہالت اور تعصب سے اونکے ساتہہ شامل ہو گئے۔ صرف قسطنطنیہ مین کوئی ہلچل نہ پڑی۔ جس کی وجہ یہ تہی کہ وہان یہ فرمان شائع نہین کیا گیا تہا۔ اور روشن خیال شیخ الاسلام نے ماتحت علماء کو خاموش رہنے کی تاکید کر دی تہی۔ ایڈریانوپل مین دس ہزار ینگچری جمع ہو گئے۔ اور اوس قاضی کو جو سلطان کے فرمان کی تعمیل کرنے کی کوشش کر رہا تہا پکڑ کر پہانسی دیدیا۔ کم و بیش یہی کیفیت دوسرے شہرون پائی گئی۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ کم از کم سردست مجوزہ اصلاح کا نفاذ ناممکن ہے۔ ۱۸۰۶ء مین دیوان نے یوروپ کی عام حالت کا لحاظ کرکے اپنی طرف سے کچھہ نہ کچھہ پیش بندی کر چہوڑنا ضروری سمجھکر قاضی پاشا کو حکم بہیجدیا تہا کہ وہ نظام جدید کی رجمنٹون کی تعداد بڑہا دے۔ اور انہین اپنے صوبہ کے تمام جاگیردارون اور وہانکے دو زبردست قبائل چپان اوغلو اور قرہ سمان اوغلو کے دو رسالون کے ہمراہ قسطنطنیہ لے آئے۔ سلطان کا خیال تہا کہ جب یہ فوج ڈینیوب پہونچ جائیگی۔ تو وہ ان شہرون کے باشندونکو جنہون نے فرمان سلطانی کی تعمیل سے انکار کر دیا ہے۔ راہ راست پر لاسکے گی۔ اگر فوج قسطنطنیہ پہنچتے ہی آگے بہیجدی جاتی تو شاید یہ مدعا حاصل ہو جاتا۔ مگر سلطان سے یہ غلطی ہو گئی کہ اوس نے فوج مذکور کو اوسکی قواعد وغیرہ دیکھنے کے لیئے ایک مہینہ تک دار الخلافہ مین روک رکھا۔ اور اسی اثناء مین ینگچریون نے کوہستان رہوڈوپ۔ بلقان اور پنڈس کے قزاقون کو اپنے ساتہہ ملالیا۔ اور عام باشندونکو بہی یہ مشہور کرکے کہ سلطان فرمان کی بالجبر تعمیل کرانے والا ہے۔ مقابلہ پر تیار کر دیا۔

چنانچہ قاضی پاشا نے جولائی کے وسط مین کوچ شروع کیا۔ تو دار الخلافہ سے باہر نکلتے ہی قدم قدم پر اوسکی مزاحمت ہونے لگ گئی۔ اس موقعہ پر جبکہ کل مسلمان رعایا برافروختہ ہو رہی تہی۔ سربون ایسی مسلم اور زبردآزما رعایا کی خدمت بقول کریسی سلطان کو قابلقدر کام دیسکتی تہین مگر اوس کے رستہ مین کئی مشکلات حائل تہین۔ اول تو سلطان کو یہ یقین مشکل سے ہو سکتا تہا کہ سرویا وغیرہ کے عیسائی جو روس کے دام مین پہنسے ہوئے تہے۔ ایسے نازک موقعہ پر وفاداری سے کام کرینگے دوسرے اوسے اندیشہ تہا کہ اگر سربون سے ایڈریانوپل وغیرہ کے ینگچریون کے خلاف بہی کام لیا گیا۔ تو کل مسلمان جو پہلے سے ہی ینگچریون سرویا کے برخلاف سربون سے کام لینے سے سخت ناراض ہو رہے ہین۔ غالباً فی الفور بغاوت کر دین گے۔ اور اسوقت سلطان کو مسلمان رعایا کی دلجوئی کی سخت احتیاج تہی۔ روس کے تیور بگڑے ہوئے تہے۔ اور حملہ کو روکنے کے لیے سلطان کا کل دار و مدار مسلمانون پر ہی تہا۔ ان وجوہات سے اوس نے سربون کی درخواستون کو منظور کر کے اونکو دوست بنانیکا خیال ترک کر دیا۔

درینولا قاضی پاشا ینگچریون اور مسلمانون کی مزاحمت سی مجبور ہو کر واپس لوٹ آیا تہا۔ سلطان نے مسلمان رعایا کی

ناراضگی دور کرنیکے لیے اُوسے پھر ایشیا کو واپس بھیجدیا - اور بنگچریون کا اقتدار اس قدر بڑہ گیا کہ وزراء جان بچا کر دارالخلافہ سے بہاگ گئے - ینگچریون کا آغا وزیر اعظم بنایا گیا - اور سلطان کا ہم خیال شیخ الاسلام خود بخود برطرف کو جلاوطن ہوگیا - ینگچریون کے اس غلبہ سے سلطان کو سربون کیخلاف کارروائی کا خیال بالکل ہی چھوڑ دینا پڑا - وہ سلطنت کے دشمن قرار دیئے گئے اور انکو بزور شمشیر مطیع و منقاد بنانے کا فیصلہ کیا گیا - تعبیہ مجلس کے ارکان قید خانہ مین ڈالدیئے گئے - اور رنساء کے گورنر حافظ پاشا کو سرویا مین داخل ہوکر رعایا سے ہتھیار لینے کا حکم دیا گیا - قرہ جارج نے سرحد پر مقابلہ کرکے اُسے شکست دی - اور پھر بمقام سمندرا عام قومی مجلس جمع کرکے کل ابنائے وطن کو ملک کی آزادی کیلئے کمربستہ ہوجانیکا اعلان دیا - حافظ کی ہزیمت پائی پر البانیا اور بوسینیا کے پاشاؤن نے سرویا مین داخل ہوکر کشت وخون کا بازار گرم کردیا - قرہ جارج نے پندرہ ہزار فوج سے دونون کو علیحدہ علیحدہ شکست دی - اور آخر اگست ۱۸۰۶ء مین بمقام سبز ترکی افواج پر کامل فتح پائی - اسپر سقوطیہ کے پاشا نے ان شرائط پر سربون سے صلح کرلینی چاہی :-

(۱) سرویا اندرونی طور پر سلطان کے ماتحت خود مختار صوبہ رہے (۲) سرب ترک جاگیر دارون کو اونکی جاگیرون کے معاوضہ مین چھ لاکھ ظورن ادا کرین - (۳) بلغراد کے قلعہ پر ترکی فوج قابض رہے - سربون نے یہ شرطین منظور کرلین مگر دسمبر ۱۸۰۶ء مین سلطان نے اونکو ماننے سے انکار کردیا جبپر سربون نے قلعہ بلغراد کو بھی فتح کرلیا - اور کل سرویا ترکون سے آزاد ہوگیا - درینولا روس نے ٹرکی پر حملہ کردیا ہوا تہا - اس سے سربون کو خودسری اور آزادی پر قایم رہنے مین اور بہی تقویت پہنچی -

محاربہ روم وروس - انگلستان کا بحری حملہ اور اوس مین ناکامی

روس کے غاصبانہ ارادون سے یہ جنگ پہلے ہی ایکطرح سے اٹل ہورہا تہا - نپولین کی مداخلت اوس کیلئے ایک بہانہ ہوگئی - مگراس مین بوناپارٹ پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہین ہوسکتا تہا - ۱۸۰۵ء سے ٹرکی اور روس مین لڑائی ہونے سے پہلے ایک دو مرتبہ روس اور انگلستان صلح کرلینے کے لیے سلسلہ جنبانی کرتے وقت صلح کی مقدم شرط یہ بتائی تہی "سلطنت عثمانیہ کی کامل آزادی میری صرف کمال دلی خواہش و تمنا ہی نہین بلکہ میری پالیسی کا نہایت مستقل ومضبوط اصول ہے"

جب وہ اس نامہ وپیام مین کامیاب نہ ہوا - اور لڑائی برابر جاری رہی تو باب عالی نے بطور حفظ ماتقدم اور اس امر کے انتظام کے لیے کہ کسی فریق کو مقبوضات عثمانیہ مین یکایک دخل ہونے کی جرأت نہ پڑے - سالڈیویا اور ولیشیا کے حکمرانون کو اپنے اپنے قلعون مین سامان جنگ ورسد فراہم کرنے اور سیلیا کے پاشا کو اپنی فوج ڈنیوب کے کنارہ پر جمع کرنے کا حکم بھیجدیا - روس نے ان احتیاطی کارروائیون کو نظر اشتباہ دیکھ کر ٹرکی مین بدمنی پہیلانے کے لیے پہلے سے بڑھکر سازشین شروع کردین - اور سربون کو برانگیختہ کرنے کے بعد اہالی مانٹی نیگرو اور موریا کو بھی ہتھیار بھیجدیئے - اور آخر صوبجات ڈنیوب مین وہی چالین چلنے لگ گیا - جو پولنڈ مین چلتا رہا تہا -

والیشیا کے باشندون کو بہی پسوان اوغلو کی بغاوت کیوجہ سے جو عموماً اس علاقہ کو بہی تاخت و تاراج کرتا رہتا تہا بہت تکلیف پونہچ رہی تہی۔ اہالی رومانیا نے نپولین کو سب سے زبردست عیسائی فرمانروا دیکہہ کر اوس کے پاس ڈیپوٹیشن بہیجا کہ وہ رومانیا کو فرانس کی حمایت مین آزاد ریاست بنادے۔ نپولین نے ٹرکی کسی صوبہ کو ایسی امداد دینے سے صاف انکار کردیا۔ جسپر کورنک رومانوی پھر روس کیطرف ملتجی ہوے۔ اور اس کے ایما سے والیشیا کے امرا نے پرنس سیلانٹی کو اور اہالی مالڈیویا نے موروسی کو جو دونون روس کے بڑے ہوا خواہ اور ترکون کے جانی دشمن تہے۔ اپنا اپنا حکمران منتخب کرلیا۔ باب عالی نے پرنس سیلانٹی کی تقرری منظور کرلی۔ مگر جنرل سباسٹیانی نے جو قسطنطنیہ کو جاتا ہوا کچہہ عرصہ بخارسٹ مین ٹہیرا تہا۔ اور پرنس سیلانٹی کے ارادون سے بخوبی واقف ہوگیا تہا۔ دربار روس کی چالون سے سلطان کو آگاہ کرکے دونون گورنرون کو یک قلم موقوف کردینے کی صلاح دی۔ وزیر اعظم نے اعتراض کیا کہ ۱۸۰۲ء کے فرمان اور عہدنامہ یاسی کے رو سے یہ حکمران جو سات برسون کیلئے منتخب کئے گئے ہین۔ زار کی رضامندی کے بغیر موقوف نہین کئے جاسکتے۔

سباسٹیانی نے پرائیویٹ ملاقات کرکے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ اس رضامندی کی تب ضرورت ہے جب کہ کسی انتظامی نقص کیوجہ سے موقوف کرنیکا ارادہ ہو۔ نہ کہ اس صورت مین بہی جب کہ صریح غداری کیجارہی ہو۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ سرویا کی بغاوت کا بانی مبانی یہی پرنس سلانٹی ہے۔ سلطان کو سباسٹیانی کی دلیل معقول معلوم ہوی۔ اور اس نے ۲۴ اگست ۱۸۰۶ء کو پرنس سیلانٹی اور موروسی کی موقوفی کا حکم صادر کرکے اونکی جگہ سوزو اور کالی ماشی کو جو دونون فرانس کے ہوا خواہ تہے۔ مقرر کردیا۔ پرنس سیلانٹی پہلے ٹرسیلونیا کو اور وہان سے روسی فوج کو بہاگ گیا۔ اوسکی جایداد ضبط کرلی گئی اور اسکا محل پامال کردیا گیا۔ موروسی بہ تعمیل فرمان قسطنطنیہ واپس آگیا۔

فرنچ سفیر کو یہ سفارتانہ فتح ایسی جلد حاصل ہوئی تہی۔ کہ روس کو اوس کی مزاحمت کرنے کیلئے کوئی مہلت نہ ملی اسکی شکست کی حیرانی و تعجب سے وہ کسیقدر سنبہلا ہی تہا کہ اوسکے رقیب نے اوسے ایک اور ویسی ہی سخت زک پہنچائی۔

یہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ بونا پارٹ نے اوس سے صلح کرلینی چاہی تہی۔ اسبارہ مین یہانتک کارروائی ہوگئی کہ عہدنامہ صلح پر روسی سفیر نے دستخط بہی کردیے تہے۔ مگر زار نے اوسکی تصدیق سے انکار کردیا تہا۔ سباسٹیانی نے دیوان کو ذہن نشین کردیا کہ روس نے اسواسطے صلح نہین کی کہ فرانس اوس سے سلطنت عثمانیہ کی سلامتی کی ضمانت چاہتا تہا۔ اور عہدنامہ مین اسی مضمون کی شرطین درج تھین۔

اور اس مین کوئی شک نہین کہ عہدنامہ مذکور مین جزائر ایونین کی آزادی کی شرط مندرج تہی۔ جس سے روس کو طرف سے ٹرکی پر حملہ کرنے کی قابل نہین رہ جاتا تہا۔ اور دوسری یہ شرط یہ تہی کہ راگوسا کو ٹرکی کی حمایت مین آزاد ریاست بنادیا جائے جنرل سباسٹیانی نے کہا کہ اس عہدنامہ کے رو سے روس کریمیا کیطرح ٹرکی صوبون پر حملہ کرنے یا بوقت ہیجان جسطرح اوسنے جارجیا کا تصرف اور باسفرس گذرنے کا استحقاق چہین لیا ہے ترکی صوبون کو چہیننے کے قابل نہین رہ جاتا تہا اسکو ساتہہ ہی جنرل

مذکور نے باب عالی سے مطالبہ کیا کہ آیندہ روس کے کسی جنگی یا فوجی باربرداری جہاز کو جسپر فوج یا سامان حرب بار ہو ابنائے مین سے نہ گذرنے دیا جائے۔ ایسی اجازت دیتے رہنے سے ٹرکی حیادت پر قایم نہین رہے گی۔ اور اس سے فرانس کو بھی عثمانیہ علاقہ سے گذر کر روس کے علاقہ منٹڑ [illegible] پر حملہ کرنے کا استحقاق حاصل ہوجائیگا۔ پھر باب عالی کو حوصلہ دلانے کے لیئے کہا کہ ڈلمیشیا مین فرنچ فوج اسی لیئے مقیم ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی سلامتی کو قایم رکھے۔ لیکن اگر باب عالی فرانس کے دشمنون کیساتھہ مل گیا۔ تو امپراطور نپولین کو مجبوراً اوس فوج سے باب عالی کے برخلاف کام لینا پڑے گا۔ ترکی گورنمنٹ نے سباسٹیانی کا یہ مطالبہ بھی مان لیا۔ اور تھوڑا عرصہ بعد جب ایک روسی جہاز ابنائے باسفورس مین داخل ہونے لگا۔ تو اوسے روک دیا گیا۔

انگلستان اور روس کے سفیر مسٹر آربتھ ناٹ اور ایم ڈی اٹالنسکی یہ کارروائی دیکھہ کر ششدر رہ گئے۔ اور انہین معلوم ہوگیا کہ باب عالی کی پالیسی بالکل بدلگئی ہے۔ انگریزی سفیر نے دیوان کو فہمائش کی کہ وہ فرانس کی انقلابی گورنمنٹ کے دام تزویر مین پھنسکر اپنے رفقا کو چھوڑنے مین سخت غلطی کر رہا ہے۔

اودہر روسی سفیر نے دہمکی دی کہ اوسکا مالک معاہدہ کی ان خلاف ورزیون کو کبھی گوارا نہین کریگا۔ اور دونون نے متفق ہوکر تجدید اتحاد اور نیز موقوف شدہ گورنران والیشیا مالڈیویا کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ ترکی وزراء انکی تہدید و تنبیہ سے سہم گئے۔ اور روس و انگلستان کے مطالبات کو قبول کرلینے پر مایل ہوگئے۔ اونہون نے سوچا کہ فرانس کے اتحاد سے روس سے تو خیر بچاؤ ہوجائیگا۔ مگر انگلستان کے برخلاف یہ اتحاد کسی کام نہین آسکتا۔ انگریزی بیڑہ کل سلطنت کی بحری تجارت کو نیست و نابود کردیگا۔ علاوہ برین اونہین اسکا بھی پاس تھا کہ ابتک انگلستان خود کوئی فایدہ اوٹھائے بغیر ٹرکی کی مدد کرتا رہا ہے، ایسے بیغرض دوست سے بگاڑ کرنا مناسب نہین۔ لیکن سباسٹیانی نے یہ کہکر اونکا حوصلہ پھر تازہ کردیا کہ انگلستان ایسی امور کی خاطر جس سے فی الحقیقت اوسے کوئی نقصان نہین پہونچتا۔ ٹرکی سے بگاڑ کرکے سلطنت عثمانیہ مین اپنی تجارت کو نقصان پہونچانا کبھی منظور نہین کرے گا۔

ترکی وزراء کو سباسٹیانی کی باتون سے جب دلیری ملگئی۔ تو اونہون نے روسی و انگریزی سفراء کے مطالبات کی تعمیل کا ارادہ فسخ کرکے اونکو باتون مین لگائے رکھنے کی پھر وہی پرانی چال چلنے کی کوشش کی۔ مگر اب وہ بھی اس چال کی تہ کو پہنچ گئے ہوئے تھے۔ روسی سفیر فی الفور ایک روسی تجارتی جہاز پر جو بندرگاہ مین موجود تھا چلا گیا۔ اور پروانہ راہداری ترکی گورنمنٹ سے منگوا بھیجا۔ اور انگریزی سفیر نے جسے بخار نے بیوکدرہ[۱] مین روک رکھا تھا۔ اور وہ خود نہین آسکتا تھا۔ اپنے دوم سکرٹری دوسلی کو صاف صاف جواب لینے کے لیئے وزراء کے پاس بھیجدیا۔ سکرٹری مذکور سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا باب عالی پہنچا۔ بارش ہو رہی تھی کپڑے اس کے سارے کیچڑ سے لت پت ہوگئے۔ وہ اسی ہیئت سے چابک ہاتھہ مین لئے ترکی وزیر خارجیہ کے سامنے گئے۔ اور [illegible]

۱؎ قسطنطنیہ کا مضافاتی قصبہ۔ جو باسفورس کے یوروپی ساحل پر واقع ہے +

سفیر کے مطالبات کو دو ہفتہ کے اندر منظور نہ کیا گیا تو وہ بمعہ عملہ سفارت قسطنطنیہ سے روانہ ہو جائیگا۔ بصورت انکار وہ اپنا قدم اپنی سرحد سے گذر جائیگا۔ اور روسی فوج رومانیہ پر حملہ کر دیگی۔ سکرٹری کا سپاہیانہ انداز اور روس کے دہمکی آمیز الفاظ اپنا کام کر گئے۔ دیوان نے اوسیوقت موقوف شدہ گورنرون کی بحالی کا حکم دیدیا۔ اور روسی سفیر نے خشکی پر واپس آکر اپنا کار منصبی پھر شروع کر دیا۔

سلیم کو اپنے وزرا کی بزدلی سے بہت رنج پہونچا۔ چنانچہ اس نے اونہی دنون سباسٹیانی سے خفیہ ملاقات کرتے ہوے سفیر مذکور کو ان الفاظ سے مخاطب کیا "میں وزرا کے بزدلانہ صلاح و مشورہ کے طوفان بے تمیزی مین اچانک گھر جانے سے مین نے اونکی صلاح کو منظور کر لیا۔ مگر تم یقین رکھو کہ مین قیصر (نپولین)، کی پالیسی کی تقلید اور پیروی کرتے رہنے اور اس رشتہ مودت کو جو صدیون سے فرانس اور ٹرکی کو ملائے ہوئے ہے اور زیادہ مضبوط اور متصل بنانیکا مصمم ارادہ کر چکا ہون"

سباسٹیانی نے عرض کیا کہ نپولین آپ کی مشکلات کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے۔ اس کارروائی سے اوس کی دوستی میں کوئی فرق نہین پڑیگا سلیم کو نپولین کی ناراضگی کا ایسا ترددتہا کہ اوس نے خود اپنے ہاتھ سے بھی ایک خط نپولین کو لکھا جسکے جواب مین ۲۰ ماہ مارچ ۱۸۰۶ء، اوس نے سلطان کو اپنی دوستی کا یقین دلا کر لکھا کہ "اگر ضرورت ہو تو میری فوج مقیم ڈلمیشیا بوسنیا کے راستہ ڈنیوبی صوبجات مین پہونچ سکتی ہے۔ اور فرنچ بیڑہ بھی جو کیڈز ہسپانیہ کا بندر مین مقیم ہے سلطان کی خدمت کے لیئے حاضر ہے وہ باسفرس سے گذر کر کل بحیرہ اسود سے روسی جہازون کو معدوم کر دیگا۔ در نیولا مین انجنیر اور افسران توپخانہ بسرعت تمام ڈلمیشیا سے روانہ کرتا ہون"

باب عالی کو یقین تھا کہ گورنرون کی بحالی سے روس کو حملہ کرنے کے لیئے کوئی حجت باقی نہین رہ جائے گی۔ اور وہ بدی سے باز آجائے گا۔ علاوہ برین نپولین نے حال مین ہی بمقام جینا پرشوی فوج کو شکست فاش دی تھی۔ اور اسکندر اول سزار روس نے حلف اوٹھائی ہوئی تھی کہ وہ پرشیا کو دشمنون کے گزند سے محفوظ رکھیگا۔ پس ترکی وزرا کو اس سے بھی بہت کچھ اطمینان ہو گیا ہوا تھا۔ اور انکا خیال نہ تھا کہ زار اوسوقت ٹرکی پر حملہ کرنے کی بجائے اپنے رفیق شاہ پرشیا کی حمایت و امداد کو مقدم سمجھیگا۔ مگر اونکا یہ خیال غلط نکلا۔ ایماندار زار نے نہ حلف کی کچھ پرواہ کی۔ نہ ترکی گورنمنٹ کی تعمیل مطالبات کی۔ وہ ٹرکی پر حملہ کرنے کے لیئے کوئی بہانہ چاہتا تھا۔ یہ اوسے گورنرون کی موقوفی سے ہاتھ آگیا۔ ادھر جب کہ اوس کا سفیر اور مسٹر اربتھ ناٹ ترکون پر اونکی بحالی کا تقاضا کر رہے تھے۔ اس نے ادھر اوسیوقت فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔ چنانچہ بحالی کے احکام ابھی باضابطہ جاری نہ ہونے پائے تھے۔ کہ ۳۵ ہزار فوج جنرل مکلسن کے زیر کمان بلا اعلان جنگ اکتوبر کے آخیر مین مالڈیویا اور والیشیا مین داخل ہو گئی۔ اور سلطان کو اس حملہ کی اوس وقت خبر ملی جب کہ مخالف کی فوج اسی پر قابض ہو چکی تھی۔ اور پیشتر اس کے کہ ٹرکی اوس کے مقابلے کے لیئے کوئی فوج بھیج سکے۔ غنیم تمام

والیشیا اور مالڈیویا پر متصرف ہوگیا۔ اور ۲۷ دسمبر ۱۸۰۶ء کو روسی جرنیل نے بخارسٹ مین داخل ہوکر عام اعلان کیا کہ اوس کی فوج عنقریب ڈینوب سے گذر کر صوبہ بلگیریا پر حملہ کریگی۔

روس کی اس جابرانہ کارروائی سے ترکون مین لازمی طور پر سخت جوش پھیلگیا۔ اور سلطان سلیم بھی اس غاصبانہ فعل سے درگذر نہین کرسکتا تھا۔ روسی سفیر سے اس کی کیفیت طلب کی گئی۔ وہ خود اپنے آقا کے اس قابل نفرین فعل سے متحیر تھا۔ وہ کچھ جواب نہ دیسکا۔ اوس کے ساتھی انگریزی سفیر کی بھی یہی کیفیت تھی۔ بلکہ اوسے تسلیم کرنا پڑا کہ اگر گورنرون کے مسئلہ کے علاوہ کوئی اور حجت روس کے پاس موجود نہین تو اوس کے اس فعل سے ترک ناراض ہونے مین بالکل حق بجانب ہین۔ ترکون کی ناراضگی مین دن بدن اسقدر ترقی ہوتی جاتی تھی کہ اگر سباسٹیانی نہ روکتا تو روسی سفیر ضرور قلعہ ہفت بروج مین قیدکر دیا جاتا تاہم اوسکا ایسی حالت مین قسطنطنیہ مین رہنا خالی از خطرہ نہ تھا۔ وہ ایک انگریزی جہاز پر سوار ہوکر جزیرہ ٹنی ڈوس کو چلاگیا۔ روسیون نے سباسٹیانی کی مروت کا یہ عوض دیا کہ یاسی کے فرنچ قونصل جنرل لا ریم ربن ٹاٹ کو قید کرکے ماسکو بھیجدیا۔

نپولین کو جب روسی حملہ کی خبر پہنچی تو اوسے بھی روس کی اس سینہ زوری سے بہت رنج پہنچا۔ ساتھ ہی اوسے یہ بھی تردد پیدا ہوگیا کہ کہین باب عالی اس حملہ سے ڈر کر پھر روسی دباؤ مین نہ آجائے۔ لیکن ساتھ ہی خیال کیا کہ اوسکی پرشوی فتوحات کا اثر ضرور ڈینوب تک پہونچیگا۔ اور روس کو مجبوراً اپنی کل فوج یا اوسکا بہت سا حصہ وہان سے ہٹانا پڑیگا۔ اور سطرح اوسکا زور کم ہو جانیسے باب عالی کی پالیسی مین لغزش نہین پڑے گی۔ چنانچہ اوس نے ۲۸ اکتوبر ۱۸۰۶ء کو بمقام برلن ترکی سفیر کو اس مضمون کا خط سلطان کے پاس بھیجنے کو لیے کہا۔ نپولین کے چند الفاظ جو اوس نے سفیر مذکور کو کہے یہ ہین: "جو کچھ یہان ہورہا ہے اوسکی اطلاع اپنے دربار کو دیکر اوسے تسلی دلادو کہ پرشوی عثمانیہ سلطنت کے برخلاف کچھ نہین کرینگے"۔

نپولین کا خیال ایک حد تک درست بھی ثابت ہوا۔ نا روس کو جنرل مکلسن کی فوج سے دو ڈویژن جنرل این کے زیر کمان جنگ ایلا مین شریک ہونے اور بنگسن کی حفاظت کے لیے واپس منگوانے پڑے۔ مگر والیشیا اور مالڈیویا مین کوئی ترکی فوج نہ تھی۔ میدان بالکل صاف پڑا تھا۔ اور جنرل مکلسن کی باقیماندہ فوج دونون صوبون پر بہ آسانی قابض ہو جانے کے لیے کافی تھی۔

روسیون کی یہ بلا مزاحمت کامیابی اور پیش قدمی دیکھ کر نپولین کو ترکون کی کمزوری پر بہت رحم آیا۔ اور اس نے فرنچ قوم کو دل سے ترکون کا ممد و معاون بنانے اور روس کا دلی منشا معلوم کرنیکے لیے اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر علانیہ اپنا منشا ظاہر کردیا کہ زار کے ساتھ فرانس کی صرف اس شرط پر صلح ہوسکتی ہے کہ وہ ٹرکی کی آزادی اور سلامتی کے قیام کی حلف اٹھائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کردیا کہ جب تک روسی والیشیا اور مالڈیویا کو جنہوں نے معاہدہ کی صریح خلاف ورزی

قبضہ کر لیا ہے خالی نہ کرینگے۔ مین زار اسکندر سے صلح کے متعلق کبھی گفتگو نہین کرونگا۔"

۹ جنوری ۱۸۰۷ء کو اوس نے فرنچ سینیٹ (دار الامراء) کو اپنے مراسلہ مین ٹرکی اور روس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرکے فرنچ قوم کے جوش رفاقت کو ترکون کی تائید مین ابھارنے کی کوشش کی: "اگر ایک بڑے شہر (پیرس) سے مراد ہے کہ قابل شرم اور نامردانہ لوازمات آرام و آسایش اور سامان عیش و عشرت فرزانہ دور اندیشی کے صلاح و مشورہ پر غالب آجائین۔ اور فرنچ قوم سلطنت عثمانیہ کو برباد ہوجانے دے۔ تو اس بربادی سے جو خرابیان اور مصیبتین پیدا ہوجائینگی۔ اونکی تلافی کے لیے آخر ایک دن اسقدر طول طویل محاربے اور بیشمار لڑائیان کرنی پڑینگی۔ کہ کوئی فرد بشر اونکا اندازہ نہین کرسکتا۔ اس صورت مین ہم اپنی اولاد کے لیے محاربون اور سختیون کا طویل المدت ورثہ چھوڑ جائینگے۔ یونانی قیاصرہ کی کلغی پھر فرش خاک سے بلند ہوجائیگی۔ (یعنی روسی زار جو بیشتر یونانی المذہب ہین اگر قسطنطنیہ پر قابض ہوگئے تو گویا یونانی قیاصرہ کی کلغی پھر بلند ہوگئی۔) بحیرہ بالٹک سے بحیرہ روم تک اون کا اقتدار قایم ہوجائیگا۔ اور پھر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہم مذہبی جنونیون اور وحشیون (روسیون سے مراد ہے) کے ٹڈی دلون کو اپنے صوبون پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھینگے۔ اور اگر اسوقت مہذب یورپ اس سیلاب نما معرکہ مین مغلوب و معدوم ہوگیا تو یہ ہماری ہی قابل نفرین لاپروائی کا نتیجہ ہوگا۔ اور آیندہ نسلین ہم پر جسقدر لعن طعن اور ملامت و نفرین کرین ہم اوس کے مستوجب ہونگے۔ اور یہ لاپروائی تاریخ مین ہمارے لیے نشان رسوائی اور طوق لعنت ہوگا۔"

جس تاریخ سینیٹ کو یہ خط لکھا گیا۔ اوسی تاریخ نپولین نے مارشل مارمونٹ کو جو ڈیلمیشیا کی فوج کا کمانڈر تھا۔ حکم بھیجا کہ وہ بوسنیا اور سنقوطرے کے پاشاؤنکو اسلحہ۔ سامان حرب۔ صلاح و مشورہ الغرض ہر طرح سے مدد دے۔ اور اونکے پاس اپنے مشاق افسر بھیجدے۔ جن مین سے چند تو پاشاؤن کے پاس ٹھیرین۔ اور باقی ترکی صوبجات مین دورہ کرکے فرانسیسی امداد کے وعدہ سے افسردہ دلون (یعنی ترکون) کے حوصلے تازہ اور مفید معلومات فراہم کرین۔ نپولین کے قاصد میجر جنرل برتھیر نے مارشل مذکور کو یہ بھی پیغام پہونچایا۔ کہ "اگر سلطان سپاہ کی مدد مانگے تو قیصر تمہین ۲۵ ہزار فوج وہان بھیجدینے کی اجازت دیتے ہین۔ اوسوقت تمہاری یہ فوج فرانس کی گرینڈ آرمی (فوج کلان یہ اوس فوج کا نام تھا جو نپولین کے زیر کمان رہا کرتی تھی) کا انتہائی میمنہ ہوجائیگی۔ لیکن فوج کی روانگی سلطان کی درخواست کرنے پر مشروط ہے۔ خود بخود نہ بھیجنا۔ اور اغلب قیاس ہے کہ اس کے بھیجنے کی ضرورت نہین پڑے گی۔ کیونکہ انگلستان ابھی تک مذبذب ہے اور قرائن سے پایا جاتا ہے کہ باب عالی سے برسر صلح رہنا چاہتا ہے۔"

نپولین کا یہ قیاس بے بنیاد نہ تھا۔ روسی سفیر کے چلے جانے کے بعد انگریزی سفیر قسطنطنیہ مین ہی ٹھیرا رہا تھا۔ اور فرنچ اقتدار پر غالب آنے اور سلطان کو پھر انگلستان اور روس کے ساتھ ملانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا مگر جب وہ

دودون سباسٹیانی کی مدبرانہ قابلیت اور نپولین کی فتوحات کے لازمی اثر کا مقابلہ نہ کرسکے تھے۔ تو اب اون اکیلے کی کیا پیش جاسکتی تہی۔ اوہر سباسٹیانی کو صرف اپنی لیاقت اور اپنے آقا کے نام کا ہی فایدہ حاصل نہ تہا۔ بلکہ ہسپانیہ اور ہالینڈ کے سفرا بہی اوس کے ممد ومعاون تھے۔ آسٹریا کا سفیر بیرن سٹرمر دونون فریق سے الگ تہلگ رہا۔ اور پرشیا کی ہزیمت یابی سے اوس کے سفیر کی کچھ وقعت نہ رہی تہی۔ نپولین کی فتوحات اور نیز اوس کے روس کے سرپر پہونچ جانے سے سلیم کو یقین ہوگیا تہا کہ روس سے پہلی شکستون کا بدلہ لینے کے لیے مناسب وقت پہونچ گیا ہے۔ قوم مین پہلے ہی سے جوش پہیلا ہوا تہا آخرش اوس نے روسی جرنیل کے بخارسٹ مین داخل ہونے سے تین دن بعد باضابطہ روس کے برخلاف اعلان جنگ کردیا۔ سباسٹیانی جانتا تہا کہ انگلستان اب ضرور چہوٹے ہتھیارون پر اتر آئیگا۔ اوس نے باب عالی کو ڈارڈنیلز اور باسفرس کی مورچہ بندی کی تاکید کی۔ اوسیوقت اوس کے ماتحت افسر جنیرو[۱] وطسی سینٹ ڈینیز نے جو انجنیرون کی ترکی پلٹن کا کمانڈر تہا۔ دونون آبناؤن کے قلعون کی موجودہ حالت پر مفصل رپورٹ سلطان کی خدمت مین پیش کی۔ جس پر افسر مذکور کے تجویز کردہ کامون کی فوری تعمیر کے لیے سلطانی حکم صادر کردیا گیا۔

انگریزی سفیر نے جب دیکہا کہ کل کہیل بگڑ گیا ہے۔ اور ترکی علانیہ فرانس کے ساتہہ شریک ہوگئی ہے۔ تو وہ کہل کہیلا اور کہسیانا ہوکر ایسی شرطین پیش کین جن کی منظوری کی کسی احمق سے احمق کو بہی توقع نہین ہوسکتی تہی۔ وہ شرطین یہ تہین سباسٹیانی کو بلاد عثمانیہ سے نکالدیا جائے۔ مالڈیویا اور والیشیا روس کو دیدیئے جائین۔ ترکی بیڑہ اور نیز ڈارڈنیلز کے قلعے اور باتریان انگلستان کے حوالہ کردیجائین۔ بشرط انکار قسطنطنیہ پر حملہ کردیا جائیگا۔

ترکی وزیر خارجہ نے ان فضول اور طفلانہ شرائط کو سن کر جو جواب دیا اوس کی معقولیت اور باوقار بے جنگی کے خود انگریز مورخین معترف ہین۔ رئیس آفندی نے مسٹر اربتھ ناٹ کو جو بعد مین سرہوگئے تھے۔ پہلے یہ کہا کہ "تم خود ہی انصاف کرو کہ ترکی قیام صلح کے لیے کیسی کیسی کوششین کرتی رہی ہے۔ بلا خفتین اوٹہاتی رہی ہے۔ مگر صلح دمن کو توڑنا پسند نہ کیا۔ کیا محض اسیغرض کے لیے سلطان نے موقوف شدہ گورنرون کو خود بخود بحال کردینے کی خفت نہین اوٹہائی تہی پہلے روس نے ترکی علاقہ اور ترکی افواج پر حملہ کیا ہے۔ اور سلطان کو مجبورًا اعلان جنگ کرنا پڑا ہے۔ مجہے امید ہے کہ انگریز ولیسی روشن خیال اور مہذب قوم بابعالی کے صبر وتحمل اور چشم پوشیون کی جو وہ محض قیام امن کی خاطر کرتا رہا ہے۔ ضرور قدر کریگی۔ اور اب اپنے بچاؤ مین ہتھیار اوٹہانے پر اوسے حق بجانب سمجہے گی۔ لیکن اگر انگلستان نے روس کو سلطان کے برخلاف مدد دینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ تو وہ طاقت کو طاقت سے روکیگا۔ (یعنی کلہ کا جواب دیگا)، اور اس اشد ناانصافی اور جابرانہ اعتصاب اور سینہ زوری سے مخلصی پانے کے لیے خداوند کریم پر بہروسہ رکہیگا۔ اور یاد رکہو کہ اگر ترکی کی قسمت

۱؎ یہ افسر بعد مین جرنیل ہوگیا تہا۔ اور کئی برس فرانس کیطرف سے یونان مین سفیر رہا تہا۔ اوس نے ۱۷۹۲ء سے لیکر ۱۸۲۲ء تک سلطنت عثمانیہ کی تاریخ بہی لکہی ہے۔ مؤلف +

میں بربادی ہی مقدر ہو۔ تو وہ اپنے دار الخلافہ کی حفاظت کرتی ہوئی برباد ہوگی۔ اور سب سے بڑھکر انگلستان کو وہ ناقابل تلافی نقصان اوٹھانا پڑیگا۔ جو لازمی طور پر سلطنت عثمانیہ کی بربادی سے مترتب ہوگا"

یہ جواب سنکر اربتھ نات دلمین تو ضرور قایل ہوگیا ہوگا۔ مگر اپنی حکومت کی پالیسی سے مجبور تہا۔ یہ پیغام سنتے ہی وہ تمام انگریز سوداگرون کو لیکر سفارتی جہاز اٹلمین پر سوار ہوگیا۔ اور قپودان پاشا کی مہربانی سے بلا مزاحمت جزیرہ ٹنی ڈوس کے قریب روسی بیڑہ پر پونچگیا۔ وہان پونچتے ہی اوس نے دیوانکو پھر ایک خط لکھا کہ مین ابھی تک اپنے تئین ترکی قلمرو مین تصور کرتا ہون۔ اور میری رائے مین سلسلہ نامہ و پیام ہنوز منقطع نہین ہوا۔ سلطان نے جدید قلعون کی تعمیر کی نگرانی کے لیے فیضی آفندی نام ایک افسر کو ڈاردنیلز بہیجا ہوا تہا۔ اوسے اور قپودان پاشا کو انگریزی سفیر سے گفتگو کرنیکا حکم بہیجدیا گیا۔ اور انگریزی سفیر نے اپنا ترجمان اول اونکے پاس بہیجدیا جو بظاہر تو صلح و صفائی کے لیے گفتگو کرنے کیلئے بہیجا گیا تہا۔ مگر خفیہ مقصد یہ تہا کہ ان ترکی افسرون کو صلح کیساتہ تصفیہ ہوجانیکا یقین دلاکر قلعونکی درستی اور تعمیر سے اونکی توجہ کو ہٹادے۔ سباسٹیانی کے اڈیکانگ ایم ڈی لسکورز نے مذکورہ بالا افسرون کو سمجہانیکی بہت کوشش کی۔ مگر وہ انگریزی قاصد کے جہرتون مین ایسیر تہے کہ اونہین کسیطرح کے خطرہ کے ہونیکا مطلقاً یقین نہ آتا تہا۔ آخر مین انگریزی بیڑہ ایڈمرل ڈک ورتہ کے زیر کمان ٹنی ڈوس پہنچگیا جہان تین روسی جہاز پہلے سے لنگر انداز تہے۔ انگریزی امیر البحر کو حکم ملا ہوا تہا کہ سیدہا قسطنطنیہ جاکر ترکی بیڑہ کی حوالگی کا مطالبہ کرے۔ اور اگر وہ حوالہ نہ کیا جائے تو اوسے جلادے۔ اور شہر پر گولہ باری کرے۔ ترک انگریزی سفارت کے ترجمان کی باتون پر مطمئن بیٹھے تہے کہ ۱۹ فروری ۱۸۰۷ء کو انگریزی بیڑہ موافق ہوا۔ اور عید تہوار سے فایدہ اوٹھاکر جسکی وجہ سے ترک باتریون کو چھوڑ چھاڑ کر خوشی منانے مین مصروف تہے ڈاردنیلز مین داخل ہوگیا۔ بیڑہ مذکور مین نو جنگی جہاز تین فرانگیٹ اور کئی آتشین[۱] جہاز تہے۔ قپودان پاشا نے انگریزی جہازونکے قریب پونچجانے پر اپنی غفلت کی کچھہ تلافی کرنی چاہی۔ کہ آخر مین چند گولے اوس باتری پر جہان وہ کہڑا تہا آگرے۔ اور وہ اُسنی ایسا ڈرا کہ بیڑہ کو احکام دینے کے بہانہ سے کہسک گیا۔ اوسکی بزدلی نے ترک گولندازون کو بہی نامردبنادیا۔ اور وہ توپونکے سونکر اور سامنے دہین پہنیک کر گولون کی زد سے پرے ہٹ گئے۔ صرف فرنچ افسر اپنی اپنی جگہ پر کہڑے رہے۔ مگر یہ محض دو چند کیا کرسکتے تہے۔ انگریزی بیڑہ خفیف سا نقصان اوٹھاکر ڈاردنیلز کے دہانہ سے گذر کر ابنائے مین داخل ہوگیا۔ ترکی بیڑہ جس مین ایک جنگی جہاز ۶۴ توپون کا چار فرانگیٹ اور چند کاروٹ تہے اس نگارا یعنی گیلی پولی کے قریب لنگر زن تہا۔ انگریزی جہازون نے اوسی چشم زدن مین نیست و نابود کردیا۔ صرف ایک چھوٹا سا جہاز بچا۔ اور اُسنے دشمن کی آمد کی خبر قسطنطنیہ مین جا پہنچائی

[۱] سر کریسی بیڑہ کی جمعیت سات جنگی جہاز اور دو فرانگیٹ بتاتے ہین۔ ایک اور انگریز مورخ سات جنگی جہاز اور تین فرانگیٹ بتاتا ہو۔ مگر مسٹر منسز یز کے اعداد جو متن مین درج کردیئے گئے ہین۔ ان دونون سے معتبر اور زیادہ درست معلوم ہوتے ہین۔ مؤلف +

جس سے وہان عام کھلبل پڑ گئی۔

انگریزی بیڑہ ۲۰ فروری کو چار بجے شام کے قریب جزائر شہزادگان کے متصل جو قسطنطنیہ سے آٹھ میل کے فاصلے یعنے اوس زمانہ مین چند گھنٹون کے راستہ پر بحیرہ مارمورا مین واقع ہین۔ لنگر انداز ہوا۔ اور ایک قاصد کے ہاتھ انگریزی سفیر کا الٹی میٹم سلطان کے پاس بھیجا گیا۔ قاصد سے تھوڑی دیر بعد فرنچ افسر بھی ڈارڈنیلز سے پہونچ گئے۔ اور انھون نے ترکون کی نامرادی کا ذکر کر کے قپودان پاشا اور سیفی آفندی کی غفلت اور لاپرواہی کی سخت شکایت کی۔ دیوان نے اوسی وقت اول الذکر کو معزول کر کے اوس کی جایداد کی ضبطی اور آخر الذکر کے قتل کر دیئے جانیکا حکم صادر کر دیا۔ اور پھر یہ خیال کر کے کہ اب کچھ نہین ہو سکتا۔ اوس نے انگریزی سفیر کی شرائط کے مان لینے کا عزم کر لیا۔ شرائط مذکور یہ تھین فرنچ سفیر فی الفور نکالدیا جائے۔ روس اور انگلستان کے ساتھہ از سر نو اتحاد کر لیا جائے۔ روس کے جنگی جہازونکو باسفرس اور ڈارڈنیلز سے گذرنے کی پھر اجازت دیجائے۔ ترکی بیڑہ انگلستان کے سپرد کر دیا جائے۔ جو اوسے صلح ہو جانیکے وقت تک اپنے کسی بندرگاہ مین رکھیگا۔

سلطان نے بھی دیوان کے فیصلے سے اتفاق رائے کیا۔ اور اس نے سباسٹیانی کو کہلا بھیجا کہ مناسب یہی ہے کہ تم قسطنطنیہ سے چلے جاؤ۔ مین فرانس کا بدستور دوست صمیم ہون۔ مگر ضرورت اس امر کی مقتضی ہے۔ شہر بالکل بے پناہ ہے اور رعایا کہہ رہی ہے کہ تم ہی لڑائی کے بانی مبانی ہو۔ ایسی صورت مین تمھین رعایا کے ہاتھہ سے گزند پہنچ جانے کا اندیشہ ہے جسے گورنمنٹ بمشکل روک سکیگی۔ سباسٹیانی کے پاس جب سلطانی قاصد پہونچا تو اوس کے تمام افسر اور سکرٹری اوس کے گرد موجود تھے اوس نے قسطنطنیہ سے چلے جانیکے پیغام کا جواب دیا۔ کہ مین یہان اپنے بادشاہ کے حکم سے مقیم ہون۔ اور تاوقتیکہ جبرًا نہ نکالدیا جاؤن اوسکو حکم کے بغیر یہان سے نہین جا سکتا۔ پھر ذاتی بحث سے ہٹکر اوس معاملہ کی نسبت جس کیوجہ سے سلطان کو ایسی درخواست کرنی پڑی تھی۔ یہ کہا:۔ اسوقت یہان سلطنت عثمانیہ کی عزت اور آزادی کی بازی لگی ہوئی ہے۔ اگر جوانمردی دکھائی تو وہ سلامت رہیگی۔ ورنہ ہمیشہ کیلئے اوس سے ہاتھہ دھو بیٹھوگے۔ انگریزی امیر البحر کا بیڑہ شہر کا کچھ حصہ بیشک جلا سکتا ہے اور اسطرح کچھ جانین بھی ضایع کر سکتا ہے۔ لیکن بری فوج کے بغیر وہ اس پایہ تخت پر کبھی قبضہ نہین کر سکتا۔ خواہ تم اوسکے دروازے اپنے ہاتھہ سے کھولدو۔ اور بلا مزاحمت شہر اوس کے حوالہ کر دو۔ ہر سال تم متواتر آتشزدگیون سے نقصان اوٹھاتے رہتے ہو۔ اور طاعون اون سے بھی زیادہ تمھین نقصان پہنچاتی رہتی ہے۔ کیا تم اپنے مذہب اور اپنے ملک کی حفاظت کیلئے اس دشمن کا ویسی مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے بھی مقابلہ نہین کرنا چاہتے۔ جیسا کہ طاعون اور آتشزدگیون کا کرتے ہو۔ مین کبھی باور نہین کر سکتا کہ سلطان سلیم اپنے شان کے نقص کمزوری ظاہر کر کے اوس بلند مرتبہ سے جو اوسے اپنے اجداد کی بدولت حاصل ہے نیچے اترنا منظور کریگا۔ تمھاری فصیلون پر بیشک توپین نصب نہین۔ لیکن تمھارے پاس توپ۔ سامان حرب۔ رسد اور سپاہ بافراط موجود ہین۔ ان چیزون پر ایک ہمت و شجاعت اور اضافہ کرو۔ اور تم اپنے اعدا پر غالب ہوگے۔ مین تم سے استدعا کرتا ہون

اپنے آقا کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ مین پورے اطمینان اور بھروسہ کے ساتھ اوسکی ذات سے ایسی مستقل مزاجی اور ایسے عزم کا متوقع ہون کہ جو اوسکی سلطنت کے شایان ہو"

سلطانی قاصد کو یہ پیغام دیکر رخصت کرنیکے بعد اوس نے وزرا و ارکان - دیوان اور علما کے پاس خطوط بھیجکر انہین اپنے مردانہ فیصلہ کی تشنیع پر آمادہ کرنے کی کوشش کی - آخر ہمت و کوشش سے انکی رگ حمیت کو متحرک کرنے مین کامیاب ہوگیا اور انکو اپنی ہمت و طاقت اور وسایل پر اعتبار و بھروسہ ہوگیا۔

اکثر انگریز مورخون کا بیان ہے کہ انگریزی بیڑہ کی آمد کی خبر سنکر باشندگان شہر بھی کمال ہراسان ہوگئے تھے - اور اگر انگریزی بیڑہ جزایر شہزادگان کے پاس کھڑا ہو جانے کی بجائے برابر قسطنطنیہ تک بڑھتا چلا جاتا - تو شہر کے فتح ہو جانے مین کوئی شک نہین تھا - گورنمنٹ اور باشندے دونون سراسیمگی و پریشانی اور خوف و ہراس سے مقابلہ کرنے کے قابل نہین رہ گئے تھے - مگر مسٹر یز صاحب کا بیان ہے کہ صرف گورنمنٹ کے ہی حواس باختہ ہوگئے تھے - باشندے یہی نہین کہ ہراسان نہ ہوئے تھے بلکہ وہ انگریزی جہازونکو دور سے دیکھتے ہی مرنے مارنے پر تیار ہوگئے تھے - شہری فی الفور مسلح ہوگئے - اور توپچی اپنی اپنی باتریون پر قایم ہوگئے - سباسٹیانی قاصدونکے بعد خود بھی بڑی تلاش سے چوری چوری رئیس آفندی سے جا ملا - اور اوسے سمجھایا کہ ہوا مخالف چل رہی ہے - اور جبتک اوسکا رخ یہی رہے غنیم کے جہاز آگے نہین بڑھ سکتے - اور چند دنون مین پایہ تخت کی حفاظت کا بخوبی انتظام ہوسکتا ہے - وزیر اعظم نے سباسٹیانی سے اتفاق کیا - اور دونون کے سمجھانے سے وزیر خارجہ کی بھی رائے بدل گئی - ادھر وزیر اعظم نے فوراً سلطان سے سباسٹیانی کی ملاقات کا بندوبست کرا دیا - سلیم نے اوسیوقت چند اور مشیرون کو بھی بلا لیا - اور آپس مین مباحثہ شروع ہوگیا جسمین سباسٹیانی نے پرجوش تقریر کرکے اپنی رائے کی معقولیت کو قوی دلایل سے واضح کیا - اوسنے کہا کہ بیشک تم انگریزون کی گستاخانہ مطالبات کو اگر مان لو تو تمہارا نام دنیا کی ممتاز قومون کی فہرست سے اوسیوقت محو ہو جائیگا - تمہارا بیان ہے کہ انگریزی بیڑہ تمہارے شہر کو جلا دیگا - اچھا تو پھر کیا ہوا - تم اوسے پھر تعمیر کرسکتے ہو کم از کم تمہاری ناموس قومی پر تو دہبہ نہ آئیگا - مگر نہین تمہارا یہ خیال درست نہین - ذرا غور تو کرو کہ کیا دشمن تمہاری باتریونکو [illegible]

لا زیک فریج امیر بحر جو دوست کا جو اوسوقت قسطنطنیہ مین سباسٹیانی کیساتھ موجود تھا بیان ہے کہ خود سباسٹیانی کو بھی ایک لمحے کیلئے اپنی بازی کے ہر جانے اور مخالف کی سفارت کی کامیابی کا یقین سا ہوگیا تھا - اوسکی بیان متذکرہ صدر سے کمال عظمت اور الوالعزمی ٹپک رہی تھی تاہم اوس نے اپنی روانگی کیلئے کل تیاریان کرلی تھین - اور اگرچہ اہم رفیق نے اوسے بہت حوصلہ دلا دیا کہ ڈارڈنیلز کی طرف سے آنیوالے بیڑہ کے رستہ مین قسطنطنیہ کے قریب بہت سی قدرتی مشکلات حایل ہین - مگر اوسکو تسکین نہ آیا - اور اسنے اپنے بادشاہ کے تمام احکام [illegible] نذر آتش کر دیئے - اور [illegible] اپنا کلمہ [illegible] کر دیا - روانگی کیلئے ایک چھوٹا سا جہاز و بیڑہ تیار کر لیا گیا - اور چونکہ اوسکے بیوی بچے آرام سے بہت قریب پہنچ گئے ہوئے تھے - اور اسے جہاز پر سوار کرانا مناسب تھا اسکی حفاظت کیلئے اسٹریچ [illegible] کی طرف خط لکھ دیا گیا - مگر جب سفیر کو زنانہ لیجانیکی ضرورت نہ پڑی - موقوف ہ

سامنے سے گذرنے کے بغیر شہر کے سامنے پہنچ سکتا ہو۔ اور باتریون کے مقابل سے گذرتے وقت وہ تمہے سوگنا زیادہ خطرہ مین مبتلا نہوگا۔ بفرض محال اگر وہ تمہارے عالیشان دار الخلافہ کو منہدم ہی کردے تو یہ تو بتاؤ کہ وہ اپنے مٹھی بھر آدمیون سے اوسپر قابض کسطرح ہو سکتا ہے۔ اور اہی منہدم کرنیسے پہلے اوسکو راستہ مین لڑائی۔ سمندر اور ہوا سکر مخالف ہوا اونکی خطرے حائل ہین۔ اگر صرف ہوا ہی مخالف چلتی رہی تو وہ ہی تمہین کرکچہ نہین کرسکے گا بلکہ تب تک تمہارے بس مین ہوگا۔ پس صلاح وقت یہی ہے کہ اوسے باتون مین لگائے رکھو۔ اور نامہ و پیغام مین جلد بازی سے محترز ہو۔ اسطرح تمہین ملجائیگا۔ میری آخری نصیحت یہی ہے کہ تمہاری سلامتی اور تمہارے اعداء کی ذلت محض تمہارے طریق عمل پر منحصر ہے"

مجلس ابہی گرم ہی تہی کہ جرمنی کے دریا روسٹولا کے کنارون سے ایک قاصد نپولین کا خط لیئے ہوئے پہنچ گیا۔ اس مین نپولین نے سلطان کو حوصلہ قائم رکھنے کی سخت تاکیدین کی ہوئی تہین خط مذکور کی کچہ عبارت یہان بجنسہ نقل کردی جاتی ہے "سلطان بلند ہمت سلیم۔ اپنے طریق عمل سے ثابت کرکے دکہلاکہ تو محمد کے قابل جانشینو نکا لائق اور سپوت بیٹا ہے۔ دیکہ وہ وقت آگیا ہے کہ تو انہی تیغون اون معاہدے سے جو تیرے حق مین مضر ہین آزاد ہوجائے۔ مین تیرا دوست اور تیرا رفیق تیری خاطر موجود ہون۔ اور پولینڈ کی درستی مین مصروف ہون۔ میری ایک فوج ڈلمیشیا سے ڈنیوب پر بڑہکر روسیونکو بازو سے آدبوچنے کے لیئے تیار ہے۔ تو اونپر سامنے سے حملہ کر۔ میرا ایک بیڑہ تیرے دار الخلافہ اور بحیرہ اسود کی حفاظت کیلئے طولون سے روانہ ہونیوالا ہے۔ پس ہمت و حوصلہ سے کام لے تجھے اپنی سلطنت کی عظمت کو دوبارا تازہ کرنے اور اپنا نام ہمیشہ کیلئے یادگار چہوڑ جانے کے لیئے پھر ایسا موقعہ کبھی نہین ملیگا"

سباستیانی کی تقریر اور اس خط کے مضمون نے سبکے حوصلے اوبہار دیئے۔ دیوان نے پہلا فیصلہ منسوخ کرکے مقابلہ کرنیکا فیصلہ کردیا۔ اور شہر کی حفاظت کا انتظام سباستیانی کو سپرد کردیا گیا۔

انگریزی مؤرخ سرجان ڈگہورتہ پر بہت ناراض ہین۔ کہ اوس نے کیون فی الفور قسطنطنیہ پر حملہ نہ کردیا۔ اور اگر یہ نکیا تہا اپنے الٹی میٹم کے مطابق ہی کیون نہ عمل کیا۔ اوس مین سلطان کو ۴۸ گہنٹونکی مہلت شرائط مان لینے کے لیئے دیگئی تہی۔ معترضین کہتے ہین کہ ان چوبیس گہنٹونکے گذرجانے پر بہی اگر وہ حملہ کردیتا تو پھر بہی اپنے مدعا مین کامیاب ہوجاتا۔ مگر اس مین انگریزی امیر البحر کا کچہ قصور نہ تہا۔ ہوا وجہ توقف بیکاری کی مخالف ہوا تہی۔ اور اہکی اس بیکاری سے سباستیانی کی جنگی قابلیت اور مدبرانہ لیاقت نے پورا پورا فائدہ اوٹہالیا۔ سباستیانی نے اپنی حسب مراد فیصلہ کراتے ہی دیوان کی طرف سے سرجارس آربتہ ناٹ کو الٹی میٹم کے متعلق ایسے انداز سے جواب دیا جس سے اوسکو بالآخر انہی شرائط کے قبول کرلیے جانے کا یقین ہوگیا۔ اور اس نے بیجا شتابکاری سے کام لینا مناسب نہ سمجہا۔ اس طرح سباستیانی کو مطلوبہ مہلت مل گئی۔ اوسنے محلسرا کے باغات مین اپنے لیئے خیمہ نصب کراکر اپنے کل افسرون اور تقریباً ایک سو دیگر فرانسیسیون کو فصیلونکے مختلف موقعونپر باتریون کے نصب کرانے اور کام کرنیوالونکو حوصلہ دلانے کے لیئے بکہیر دیا۔ سباستیانی کی مستقل مزاجی بچہ بچہ تک مین سرایت

گرگئی - کل زن و مرد و طفل مسلمان عیسائی یہودی ارمنی سبکے سب مٹی ڈہونے - دمدمے تیار کرنے اور توپونکو کھینچکر اوپر
چڑہانے پر معروف ہوگئے - اور کام اس سرعت سے ختم ہونے لگ گیا کہ گویا خیاب تعمیر کر رہے ہین - پہلے دن یہ کام کیا گیا کہ
بندرگاہ کے دہانہ پر آگن بوٹون کی دوہری قطار اور سات جنگی جہاز کہڑے کر دیئے گئے - اور تین سو توپین فصیلون کی باترپون
مین نصب کر دیگئین - اور پانچ دن نہ گذرے تھے کہ تقریباً بارہ سو توپین اور غبارے دیڑہ سو مونہ کی چہوٹی چہوٹی توپین چڑہا
دیگئین - اور شہر کی حد کے اندر دخل ہونا ناممکن ہوگیا - دن بدن رعایا کی پرجوشی مین اضافہ ہوتا جاتا تہا - خود سلطان
کئی دفعہ پیدل زیر تعمیر باترپون کا معاینہ کرنے گیا - اور وزرا بڑے بڑے اہلکارون کو ساتھ لیئے ہوئے کام کرنے والون
کے حوصلے بڑہاتے پہرتے - آخر باشندون کے دل یہان تک بڑہگئے کہ ترک ملاح اپنی نازک نازک کشتیون پر سوار ہو کر انگریزی
جہازون کے ارد گرد چکر لگانے - اور جو انگریزی کشتیان ایک جہاز سے × × × × × دوسرے جہاز کو جاتین اونہین جہین
لگ گئے جب قسطنطنیہ کی حفاظت کا سامان مکمل ہوگیا تو نئے قپودان پاشا نے ترکی بیڑہ سے انگریزی جہازون پر حملہ کرنیکا
ارادہ کیا - جس سے اوسے بمشکل روکا گیا -

درینہ لا آربتھ نامے بیمار ہوگیا - اور اوس نے نامہ و پیام کا کام بہی امیر البحر کی سپرد کر دیا - جو الٹی میٹم کے جواب کیلئے
قاصد پر قاصد دوڑا تا رہا - مگر جون جون باتین تیار ہوتی گیئن ترکی وزرا کے جواب جو پہلے مہمل اور ملاطفت آمیز ہوتے
تہے - دن بدن زیادہ دلیرانہ اور سخت ہوتے گئے - آخر انگریزی امیر البحر نے جب دیکہا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنا ناممکن ہوگیا ہے اور
ترک پیچھے ڈارڈنیلز کی بہی ناکہ بندی کر رہے ہین - تو اوس نے سلامتی اسی مین دیکہی کہ جسطرح ہو اب بحیرہ مارمورا کے دہانے
سے باہر نکلکر کھلے سمندر مین پہنچ جائے - چنانچہ انگریزی بیڑہ یکم مارچ ۱۸۰۷ء کو لنگر اوٹہا کر واپس چلدیا - مگر سہو وقت سبکے سب
تیار تہے - وہ بخیریت ڈارڈنیلز سے نہ گذر سکا - ترکون نے فرنچ افسرون کی نگرانی مین نئی توپون سے ہی نہین - بلکہ پرانی قلعہ شکن
توپون سے بہی جو صدیون سے نہین چلائی گئی تہین - اور اون مین پتھر کے گولے چلائے جاتے تہے - ایسا کام لیا کہ ڈکورتھ
نقصان کثیر اوٹہائے بغیر ابنائے سے نہ گذر سکا - اوس کے چھ سو آدمی قتل و مجروح اور دو کارونٹ غرق ہوگئے - اور باقیماندہ
جہازون مین سے بہی اکثر کو کم و بیش صدمہ پہونچا - ڈکورتھ ۳ مارچ کو ابنائے سے گذر کر تنی دوس کے قریب روسی بیڑہ سے جاملا
روسی امیر البحر سینیاوین نے تجویز پیش کی کہ ایکی دفعہ دونون بیڑے ملکر قسطنطنیہ پر حملہ کرین - مگر واپسی کے تجربہ نے انگریزی
امیر البحر کو ایسا نہ کرنے دیا - اور بابعالی سے پہر نامہ و پیام شروع کرنیکی کوشش کیگئی - سباستیانی کا تمتہ الکمال کو پہونچگیا ہوا تہا

۱؎ یہ توپین پیتل کی ہین - اور ان کے دو دو حصے ہین - جو بیچ سے آپس مین ملی ہوئی ہین - اور سنگی چبوترون پر نصب ہین بہی کبہی
نہین سیرن ڈی ٹاٹ نے ۱۸۶۸ء مین جس توپ کو چلا کر دیکہا تہا - وہ مراد ثانی کے وقت کی بنی ہوئی تہی - اور ایکدفعہ کے چلانے پر ساڑہے
چار من بارود صرف ہوا تہا - ان مین نو نو دس دس من انگریزی کے سنگی گولے چلائے جاتے تہے - ہر توپ کی نال کا قطر سوا دو فٹ
ہے - ان سنگی گولون سے انگریزی جہازون کو بہت نقصان پہنچا تہا - مولف +

انگریزی سفیر کے مراسلات کا اوس نے ایسا سخت جواب دیا کہ پھر اوس نے سلسلۂ جنبانی کا نام تک نہ لیا۔ دونون امیر البحر بہت متوحش
ہے کہ کسطرح سلطان کو ڈرا دہمکا سکین جب کوئی تدبیر نہ بن آئی تو ڈکورتھ مالٹا کو چلدیا۔ اور وہان سے پانچہزار انگریزی
فوج لیکر مصر پر حملہ کر دیا۔ کہ شاید اسطرح سلطان فرانس کا ساتھہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔

دریں ولا قسطنطنیہ مین اس فتح پر دہوم دہام سے جشن منائے گئے۔ اور ہر کہ و مہ نے سباسٹیانی کو مبارکباد دی
سلطان کے دل مین فرانسیسیون کی عزت و وقعت اور محبت درجہ کمال تک پہنچگئی۔ اور اپنی ممنونیت کے اظہار کے لیے
اوس نے خود سبز کوشک باتری مین جاکر سباسٹیانی کو اپنے سامنے بلایا۔ اور سب کے سامنے اوسکا شکریہ ادا کر کے
اوسے طبقۂ ہلال کے اول درجہ کا نشان عطا فرمایا۔ اور یہی نشان ہسپانوی سفیر مارکوئیس ڈیلیتارا کو جس نے سباسٹیانی
کی بہت تائید کی تھی۔ اور نیز فرانسیسی سفیر کے مشیر ایم رفن کو جس کے تجربہ اور واقفیت نے سباسٹیانی کی مستعدی سے کچھہ
کام نہ دیا تھا عطا کیے۔

کریسی صاحب کا یہ قول بالکل درست ہے کہ ڈکورتھ کے جہازات گذر جانے سے ترکون کا یہ عام یقین باطل ہو گیا کہ
کفار کے جہازات ابناء سے گذر ہی نہین سکتے۔ شہر کی حفاظت کے لیے یہ ایسی سد سکندر موجود ہے۔ جو ناممکن التسخیر ہے لیکن
ساتھہ ہی واپسی کے تجربہ نے یہ بہی واضح کر دیا کہ اگر محافظین ہوشیار اور بیدار ہون تو ابنائے مذکور مین سے گذرنا ناممکن
نہیں تو سخت ترین خطرہ سے کسیطرح خالی نہین۔ انگریزی بیڑہ کی ناکام اور نامبارک مراجعت سے قسطنطنیہ اور اضلاع ملحقہ کے
مسلمانون کے جوش اور حوصلے بہت بڑہ گئے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے ساتھہ ہی جاہلانہ تعصب مین بہی بہت اضافہ ہو گیا
اور یورپین لوگون اور یورپین رسم و رواج اور آئین و ضوابط سے پہلے سے زیادہ نفرت پہیل گئی۔ اور یوروپین طریقون
کے رواج دینے کے طرفدار غدار اور دشمن ملت و قوم سمجھے جانے لگے۔ جسکا نتیجہ عنقریب ہی سلیم یا بالفاظ دیگر سلطنت عثمانیہ
کے لیے اچھا نہ ہوا۔

روسی بیڑہ پر حملہ۔ مصر پر انگریزی حملہ
محمد علی بانی خاندان خدیویہ۔

ترکون کو جب معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑہ تو مالٹا کو چلا گیا ہے۔ مگر روسی
جہاز ابہی تک ٹنی ڈوس کے قریب موجود ہین۔ تو سید علی قپودان پاشا
نے ابنائے سے نکلکر اوس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی بحری فوج نہایت
شجاعت سے لڑی۔ لیکن فتح کا پانسہ دشمن کے حق مین پڑا۔ اور ترکی
امیر البحر پھر دارڈانیلز کو ہٹ آیا۔ اس ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ امیر البحر نے نشانون کے ذریعہ سے جو حکم ماتحت افسر کو دیے تھے
وہ درست نہ سمجھے گئے تھے۔ اس کوتاہی کی پاداش مین نائب امیر البحر کا سر قلم کر دیا گیا تاہم یہ لڑائی فایدہ سے خالی
نہ تھی۔ روسی جہازات کو بہی لڑائی مین بہت نقصان پہنچا جن کی مرمت اور درستی کے لیے روسی امیر البحر کو جزائر یونان جانا
پڑا۔ اور اسطرح سے قسطنطنیہ اور ترکی مقبوضات واقع بحیرہ روم کے درمیان جہازی آمد و رفت کا سلسلہ جو روسیون نے

کیوجہ سے بند ہو گیا تہا۔ پھر جاری ہو گیا۔ یہ لڑائی ۱۸۰۱ء میں ہوئی۔

انگریزی فوج کی مصر کی طرف روانگی کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ انہی اسباب و وجوہات سے جن سے نپولین کو مصر پر حملہ کرنے کی تحریک ہوئی تہی۔ انگلستان نے عرصہ دراز سے مصر کے مملوکون سے دوستانہ تعلقات قایم کر رکہے تہے۔ ترکی سے علانیہ بگاڑ ہو جانے پر اوس نے خیال کیا کہ اس زرخیز اور اہم ترکی صوبہ پر قبضہ کر لینے کے لیے اب مناسب موقعہ اور معقول بہانہ ہاتہ آگیا۔ مگر کاتبان تقدیر نے اس کام کے لیے ایک اور وقت معین کر رکہا تہا جس میں ابہی پورے ۸۰ برس کا وقفہ تہا۔ یہی وجہ تہی کہ انگلستان ایسے ہوشیار ملک کے مدبرین سے یہ غلطی ہو گئی کہ اونہون نے مصر ایسے ملک کو فتح کرنے کے لیے صرف پانچ ہزار فوج کافی سمجہی۔ مگر اس میں کلام نہین کہ ظاہری اسباب بہت کچہہ اون کے ممد و معاون تہے۔ اور اونکی بناء پر انگلستان کو ایسی امید رکہنے مین نا عاقبت اندیشی کا ملزم نہین ٹہیرایا جا سکتا۔ مصر سے فرنچ فوج کی روانگی کے بعد کے واقعات کے مجمل بیان سے محولہ بالا اسباب اور انگریزی مہم کے بواعث بخوبی واضح ہو جائین گے۔

فرنچ فوج روانگی کے بعد مصر کو ترکون تہوڑی سی انگریزی فوج اور مملوکون کے صرف مین چہوڑ گئی تہی۔ باب عالی نے اوس کام کو جسے فرانسیسیون نے شروع کیا تہا بر سر تکمیل پہونچانے کے لیے اپنے گورنر محمد خسرو پاشا کو حکم دیا کہ آئندہ چرکس اور گرجی غلامون کی خرید و فروخت نہ ہونی دیجاوے۔

ناظرین کو غالبًا یاد ہوگا۔ کہ مملوکون کی جماعت کی طاقت کے قیام کا بڑا باعث یہی تہا کہ اوس میں ہمیشہ تازہ دم اور نوجوان نئے غلامونکی بہرتی ہوتی رہتی تہی۔ پاشا نے جب حکم کی تعمیل کرنی چاہی تو مملوک بگڑ گئے۔ اور انہون دو سرغنہ سرداران مسمیان عثمان بار دیسی اور محمد الفی کے ماتحت جمع ہو کر بمقام ساری چشمہ ترکی فوج کو کامل زک دی۔ خسرو پاشا نے اس شکست کا باعث یہ بتایا کہ اس کا ایک ماتحت فوجی افسر جو ایک ہزار البانوی سپاہیون کا کمانڈر تہا۔ ترکی فوج مین موجود نہ تہا۔ شکست کے بعد اوس نے اس افسر کو فوج مین آکر شریک ہونیکے لیے بلا بہیجا۔ مگر اوسکا ارادہ یہ تہا کہ اوسے آتے ہی قتل کرا دے۔ افسر مذکور کو پاشا کے ارادے سے اطلاع ہو گئی۔ وہ اپنے دستہ سمیت قاہرہ مین موجود تہا۔ اپنی مملوکون کے ساتہہ مل گیا۔ اور شہر کے دروازے کہولکر اوپر اونکا قبضہ و دخل کرا دیا۔ محمد علی بانی خاندان خدیویہ یہی افسر تہا۔ جو مقدونیہ کے قصبہ قوالا مین پیدا ہوا تہا۔ قاہرہ پر مملوکون کا تصرف کرا دینے کے بعد اوس نے مع فوج بار دیسی کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور پہر خسرو پاشا کے مقابلہ کے لیے باہر نکلکر پیچہے اوسے دمیاط کی طرف ہٹا دیا۔ اور پہر گرفتار کر کے اوسے بماہ جولائی ۱۸۰۳ء مین قاہرہ بہیجدیا۔ تہوڑا عرصہ بعد مملوکون مین پہر پہوٹ پڑ گئی۔ جس سے فایدہ اوٹہا کر محمد علی نے اپنی فوج کی جمعیت کو بہت بڑہا لیا۔ اور ساتہہ ہی خوش سلوکی سے مصریون مین بہی ہر دلعزیزی پیدا کر لی۔

درمیانا بار دیسی نے باشندگان قاہرہ پر سقدر سنگین محصول لگا دئیے۔ کہ وہ تنگ آگئے۔ اور اونہون نے بار دیسی کو شہر سے خارج کر کے پہر خسرو کو اپنا گورنر بنا لیا۔ مگر محمد علی اور دیگر البانوی افسرون نے اوسکو پاشا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اسکو جہاز

سوار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا۔ اوس کی جگہ خورشید پاشا گورنر بنایا گیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک البانیون کا غلبہ ہے تب تک جسطرح پہلے ترکی گورنر مملوکون کے ہاتھہ مین کٹھ پتلی بنا کرتا تھا اسی طرح اب ان کوہستانیون کے ہاتھہ مین کٹھ پتلی رہے گا۔ چنانچہ جب اوس نے اپنا اقتدار کسیقدر قایم کرلیا۔ تو وہ ان کوہستانیون کو جو فرانسیسیون کو مصر سے نکالنے کے لیئے ترکی فوجین بھرتی ہو کر آئے تھے۔ ملک سے خارج کرنیکے درپے ہوگیا۔ اور کئی البانوی افسرونکو واپس بھیجنے مین کامیاب بھی ہوگیا۔ مگر جب محمد علی کی نوبت آئی تو رعایا نے جسکو ہمیشہ محمد علی سے مدد ملتی رہتی تہی۔ اوس کی روانگی کی مخالفت کی۔ اور خورشید کو معزول کرکے اوس کی جگہ محمد علی کو مصر کا پاشا بنادیا۔ باب عالی یورپ کے جہگڑون مین ایسا مبتلا تھا کہ اوسے اپنے افریقی مقبوضات کیطرف متوجہ ہونے کی کوئی فرصت نہ ملتی تہی۔ علاوہ برین محمد علی چونکہ خود ترکی فوج کا ہی ایک افسر اور بدین لحاظ ترک تہا۔ اوسکے انتخاب سے باب عالی کو کسیطرح کا اندیشہ نہین ہو سکتا تہا۔ وہ صرف یہ امر مد نظر رکھتا تہا کہ کسیطرح مملوکون کا پھر غلبہ نہ ہونے پائے باب عالی نے محمد علی کو ضابطہ بتاریخ ۹ جولائی ۱۸۰۶ء مصر کا گورنر تسلیم کرکے اوسے سند شاہی بھیجدی۔ اور سالانہ خراج یعنے اون محاصل کی جو صوبہ کے انتظامی اور فوجی اخراجات کے بعد خزانہ سلطانی مین داخل ہونے چاہئین۔ سالانہ مقدار ستر لاکھہ قرش مقرر کردی۔ نئے پاشا نے عنان حکومت ہاتھہ مین لیتے ہی زبردست فوج تیار کرلی۔ اور ملک مین نظام امن قایم کرکے فرانس کے ساتھہ جس کی حملہ آور فوج کے اکثر افسر اور قابل اشخاص مسلمان ہو کر مصر مین ہی مقیم ہوگئے تھے۔ اور وطن واپس نہ گئے تھے دوستانہ تعلقات پیدا کرلیئے۔

مملوک محمد علی کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر اب پھر بالائی مصر کو ہٹ ہوئے تھے۔ مگر وہ بہی جوڑ توڑ سے بیفکر تھے۔ انہون نے محمد علی اور ترکون کو مصر سے نکالنے کے لیئے انگلستان سے مدد کی استدعا کی۔ اور ملک کی باہمی تقسیم کا اقرار ہو جانے پر انگریزون نے مملوکونکو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ تجویز یہ ہوئی کہ انگریز اسکندریہ پر حملہ کرین۔ محمد علی لازمی طور پر اون کے مقابلہ کے لیئے قاہرہ سے روانہ ہوگا۔ اسی اثنا مین مملوک بالائی مصر سے حملہ آور ہو کر قاہرہ پر تصرف کرلین۔ اور پھر دونون فوجین محمد علی کو دونون طرف سے بیچ مین لیکر نیست و نابود کردین۔ مگر انگریزون نے فوج اتنی تھوڑی بہیجی کہ وہ محمد علی کی جدید فوجکو پامال کرنیکے لیئے جو فرنچ متوطن اور نو وارد افسرونکی نگرانی مین یورپین اصول پر تیار کی گئی تھی ہرگز کافی نہ تہی۔ اس فوجکی جمعیت صرف پانچہزار تہی۔ جسنے جنرل فریزر کے زیر کمان ۲۰ مارچ ۱۸۰۷ء کو سکندریہ پر بآسانی قبضہ کرلیا۔ اور پھر دمیاط کو بہی لیلیا۔ مگر راشد رشید پر حملہ کرنے مین اوسے سخت ناکامی ہوئی۔ اور وہ مجبوراً اسکندریہ کو لوٹ آئی۔ اور محمد علی نے فوجکا کچھہ حصہ قاہرہ کی حفاظت کیلیئے پیچھے چھوڑ کر باقی فوج سے انگریزون کا اسکندریہ مین محاصرہ کرلیا۔ اور آخر کئی مہینونکی بیہودہ معرکہ آرائیون سے تنگ آکر جنرل فریزر نے ستمبر ۱۸۰۷ء مین محمد علی سے اس شرط پر صلح کرلی کہ انگریزی فوجکو بعزت مصر سے چلا جانے دیا جائے۔ فریقین نے اسیران جنگ کا تبادلہ کرلیا۔ اور انگریزی جنرل کئی ہزار آدمی بچا کر اور جنگ کی نذر کر کے واپس چلا گیا۔ اور انگلستان کو اپنے دوست کے ساتھہ بیوفائی کرنیکا ثمرہ ملا کہ اوسکی یہ فوج جو بحر اعظم پر ... مین شاید یکجا بہت کچھہ کام دیتی رہتی نہین کہ کوئی مہینہ کچھہ کام نہ دے سکی

بلکہ تقریبًا ضایع ہو گئی۔

ادہر بابعالی کو جب انگریزی حملہ کی خبر پہنچی تو اوس نے انگلستان کے برخلاف اعلان جنگ کر کے کل انگریز سوداگرون کی جایداد ضبط کرلی۔ اور فرانس سے باضابطہ اتحادی معاہدہ کر لیا۔ مگر انگریزی وزرا نے اس موقعہ پر بیصبری یا عاقبت اندیشی سے کام لیکر بات کو زیادہ نہ بڑہنے دیا۔ بلکہ اس ایک غلطی کی تلافی مین سواحل شام اور بحیرۂ مجمع الجزایر سے اپنے بیڑون کو بہی واپس بلا لیا۔ اور اسطرح فریقین مین رنجش زیادہ نہ بڑہنے پائی۔

انگریزی بیڑہ کے بعد روسی بیڑہ پہلے ہی مجمع الجزایر سے نکل چکا تہا۔ اب سواحل شام کی بہی دشمنون کے جہازون سے مخلصی ہوگئی۔ اور مصر مین بہی کامیابی کا پانسہ ترکون کے حق مین رہا۔ لغرض سلطنت کے جنوبی حصص مین ترکون کو خاصہ غلبہ حاصل رہا۔ شمال مین دریائے ڈنیوب کے کنارون پر ترکی اور روسی فوجین تقریبًا برابر رہین۔ کسیکو دوسری پر نمایان فایدہ حاصل نہ ہوسکا۔ روسیونکے ہاتہہ تو نپولین کے حملہ پولینڈ و پرشیا نے باندہ رکہے تہے۔ اور ترک بہی اندرونی جھگڑونکی وجہ سے شمالمین اپنی پوری طاقت سے کام نہ لے سکتے تہے۔ چنانچہ یہ محاربہ جو ۱۸۰۶ء مین شروع ہوکر ۱۸۱۲ء مین عہد نامہ بخارسٹ پر ختم ہوا تہا کچہ اہمیت اور نتیجہ خیزی مین کل روسی ترکی محاربون سے اقل ترین مرتبہ رکہتا ہے۔ عرصہ دراز تک صلح ٹلسیٹ کے التوائے معاہدہ سے فریقین مین جنگ ملتوی رہا۔ اور اس کے بعد بہی جب شروع ہوا۔ تو ویسی ہی بیدلی سے۔ سلطان سلیم نے اعلان جنگ کرتے ہی نپولین کے وعدہ امداد سے دلیر ہوکر روس کے مقابلہ کے لیئے لمبی چوڑی تیاریان کرلی تہین۔ بوسینا کا پاشا سربی باغیون کو روسیون کے ساتہہ ملنے سے روکنے کیلیئے سرویا مین دخل ہو گیا تہا۔ اور وزیر اعظم ینگچریون اور ایشیائی جاگیردارون کی فوج کے ساتہہ شوملہ کو بہیجدیا گیا تہا۔ اور مصطفیٰ بیرقدار رسچک کے پاشا کو جسنے پندرہ ہزار فوج البانیون کی خود تیار کی ہوئی تہی دالشمامین دخل ہونیکا حکم دیا گیا تہا۔ نظام جدید کے سپاہیون کی نسبت قرار پایا تہا کہ وہ باسفرس اور ڈاردنیلز کے قلعون اور اپنی ایشیائی چہاونیون مین مقیم رہین۔ مگر شومئی قسمت سے جو فوج قسطنطنیہ سے میدان جنگ کو بہیجی گئی۔ وہ ڈنیوب تک پہونچنے بہی نہ پائی تہی۔ کہ اس کی آپس مین سرپھٹول ہوگئی۔ ایشیائی جاگیرداروں کی فوج کے ساتہہ قرمان کے پاشا کی جو سلیم کی اصلاحات کا سرگرم معاون تہا۔ یورپین طریق پر تیار ہوئی پلٹنین بہی شامل تہین۔ وہ اس فوج کو لیئے ہوئے چلا جا رہا تہا کہ ینگچریون اور نئی طریق کی دیگر مخالف افواج کا جم غفیر بمقام بابا اسکی جو دریا ء مینا پر واقع ہے۔ اچانک اوپر آپڑا۔ قرمانی فوج جی توڑکر لڑی۔ مگر کثرت اعدا نے اوسکی کوئی پیش نہ جانے دی۔ اور وہ شکست کھاکر منتشر ہوگئی۔ ایسی خرابیون کیوجہ سے ترک حالیشیامین روسیون کی کمزوری سے کچہہ فایدہ نہ اوٹہا سکے۔ ادہر مخالفان اصلاح کا پلڑا دن بدن بہاری ہوتا جا رہا تہا۔ جن کے سامنے آخر سلطان سلیم کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

فوج ینی چری کی بغاوت اور سلطان سلیم کی معزولی

سلطان سلیم کی بیدار مغزی، حب الوطنی، اور جانفشانی وغیرہ مین کسیکو کلام نہین۔ مگر خود سر سپاہ

کی اصلاح یا بندگی کے لیئے جو اوصاف نہایت ضروری ہین وہ اس مین موجود نہ تہے۔ وہ خود جنگی لیاقت نہ رکہتا تہا مزید برآن سنگدل اور جابر نہ تہا۔ اور ایسے کام نرم دلون سے برسرانجام نہین ہوپہونچتے۔ اس نرم مزاجی کا اوسے خمیازہ بہگتنا پڑا۔

ناظرین کو صفحات ماقبل سے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ کل ینگچری فوج اور تقریباً تمام مسلمان رعایا بلاتمیز عالم و جاہل یکسو تہی ہمارے اکثر علماے دین بہی ہماری شامت اعمال سے جاہلانہ تعصب۔ استبداد۔ کورانہ تقلید اور مخالفت زمانہ مین جاہلون سے کم نہین۔ سلطان کی اصلاحات فوجی سے ناراض تہے۔ تاہم چند روشن خیال پاشا اور بالخصوص شیخ الاسلام اوسکے ہمخیال تہے اور شیخ الاسلام کیوجہ سے اوس کے ماتحت علماء علانیہ اپنی ناراضگی کا اظہار نہین کر سکتے تہے۔ یہ شیخ الاسلام ۱۸۰۵ء کے شروع مین راہی ملک بقا ہو گیا۔ سلطان نے اوس کی جگہ عطاء اللہ آفندی رومیلیا کے قاضی عسکر کو شیخ الاسلام مقرر کیا یہ غدار اس وقت تک بظاہر سلطان کے ہمخیال رہکر اپنے آپ کو اصلاح کا معاون جتاتا رہا تہا۔ یہ سب بناوٹی باتین تہین۔ اور صرف سلطان کا منظور نظر بننے اور اعلیٰ مدارج حاصل کرنیکے لیئے تہین۔ دلسے وہ سخت مخالف تہا۔ شیخ الاسلام بننے کے بعد اوسے اپنی خباثت سے کام لینے کا موقعہ ملگیا۔ اسی اثناء مین سلطان نے کسی امر پر اوسے کچھ سرزنش کی جسکے سبب وہ سلطان کی اصلاحات کا ہی مخالف نہ رہا بلکہ خود سلطان کا بہی دشمن جان بنگیا۔ اور موسیٰ پاشا قائمقام وزیر اور ینگچری سردارون کے ساتہ ملکر سلیم کے برخلاف سازشین کرنے لگگیا تحریک گو اس نکوام کی تہی مگر سلطان کو معزول کرنے مین سب سے زیادہ جد و جہد جس دشمن ملک و ملت نے کیا وہ موسیٰ پاشا تہا یہ شخص ۴۰ برس سے دربار مین دخیل تہا۔ اور بظاہر ایسا غریب مسکین بنا رہتا اور اپنے سے بالاتر افسر کی ایسی خوشامد لجاجت کیا کرتا تہا کہ کسی کو اوس سے کبہی اوس کام کی توقع نہ ہو سکتی تہی جو آخر اوسنے کر دکھلایا۔ البتہ جزار پاشا والی عکہ ایک ایسا شخص تہا جو اوسکے خبث باطن کو بہانپ گیا تہا۔ اور اسنے پیشینگوئی کر دی تہی کہ یہ شخص جیسا بظاہر مسکین عاجز اور فرمانبردار معلوم ہوتا ہے ویسے ہی اندر سے سیاہ اور شرارت کا پتلا ہے۔ یہ مار آستین سے کم نہین۔ اور کسی دن سلطنت کو اسکی بدولت بہت مصیبت اٹہانی پڑیگی سلیم اوس کی مسکینی اور غربت سے دہوکہ کہا گیا۔ اور اس غبی کو یہ توقع قائمقام وزیر کے اہم عہدہ پر مقرر کر دیا کہ وہ اس منصب جلیلہ کی نمائشی شان و شوکت سے سرمست رہکر اوسکے اختیارات کو بیجا تصرف کا کبہی خیال تک نہ کریگا۔ اوس کی یہ توقع غلط ثابت ہوئی موسیٰ بظاہر سلطان کا ایسا فرمانبردار بنا رہا کہ سلیم کو اوسکی نسبت کسیطرح کا شک و شبہ پیدا نہوا۔ ادہر وہ عطاء اللہ اور ینگچریون کے سردارون سے مل گیا۔ انگریزی بیڑہ کو بحیرہ مارمورا سے گئے ہوئے ابہی دو مہینہ نہ ہوئے تہے۔ کہ سلطان نے بماہ مئی باسفرس کے قلعون کی محافظ سپاہ کی وردی مین کسیقدر تغیر کیئے جانے کا حکمدیا۔ اس کے حکم سے موسیٰ کو اپنی بدذاتی دکہانیکا خاصہ موقع ملگیا۔

ینگچریون کے ڈینیوب کیطرف بہیجدیئے جانے کے بعد علاقہ طرابزون کے چہہ ہزار ایشیائی سپاہی نظام جدید کی فوج کے ساتہ شامل کرکے باسفرس کی بانٹریون کی حفاظت پر مامور کر دیئے گئے تہے۔ یہ سپاہی یمق طابیہ کی پکارے جاتے تہے۔ اونکو بہی وہی تنخواہ ملتی تہی۔ جو نظام جدید کے سپاہیون کی تہی۔ اور دیگر مراعات مین بہی اون سے وہی برتاؤ کیا جاتا تہا۔ سلطان کو امید تہی کہ کہ اس سلوک اور نیز بوجوہات نظام جدید کی فوج کے ساتہ رہنے سے اونپر بہی صحبت کا اثر ہو جائیگا۔ اور وہ خود بخود نظام مین

داخل ہونے پر رضامند ہو جائینگے۔ موسیٰ نے اس حکم سے پہلے ہی اپنے گماشتون کے معرفت فوج ینی چری کے خیالات سلطان اور نظام جدید فوج کی طرف سے فاسد کرنے شروع کر دیئے ہوئے تھے۔ گماشتے ان سپاہیون کو بہکاتے رہے کہ تم درحقیقت نیا فوجی وہی آدمی ہیں ان بیدینون سے جنہون نے کفار کے ملبوسات اور رسم و رواج کو سلطنت مین داخل کر کے اسلام کو خراب کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیا واسطہ ہے اون سے ملنا پینا مسلمانون کے موجب شرم ہے۔ سلطان کا تو خیال تھا کہ صحبت و رفاقت سے ینی چری بھی نظام جدید مین داخل ہو جانے پر رضامند ہو جائینگے۔ اور ادھر اس کے قائمقام نے اپنی البیسانہ حیاشتون سے اونکو اولٹا ایسا برگشتہ خاطر کر دیا کہ دونون فوجون کے سپاہیون مین لڑائی جھگڑے برپا ہو گئے۔ سلطانکو اس مخالفت کی کوئی خبر نہ تھی جب موسیٰ نے دیکھا کہ ینی چری اور نظام جدید مین اسقدر رنجش بڑھ گئی ہے کہ چھوٹی سی چنگاری سے اب اون مین آتش حرب بھڑک اوٹھے گی۔ تو اوس نے سلطان سے تبدیل پوشاک کا متذکرہ صدر حکم صادر کرا دیا۔ اور محمود آفندی اپنے ایک نائب کو جو فوج کی تنخواہ کا بقایا بھیجکر ساتھ ہی اوسے نظام جدید کی چند وردیان دیدین۔ محمود آفندی نے پہلے تنخواہ تقسیم کی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ وردیان نکالکر سپاہ اور اوس منہ پونکو سلطان کے منشا سے آگاہ کیا۔ وردیون کو دیکھکر ینی چری طبیعی جنکو پہلے ہی اچھی طرح سے برگشتہ خاطر کر دیا گیا ہوا تھا کسی قدر بڑبڑائے جسپر محمود آفندی نے دہمکی دی کہ بصورت نافرمانبرداری اونہین سزائین دی جائینگی۔ اس دہمکی سے ینی چری فوج کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اور اونہون نے ہتھیار اوٹھا لیئے۔ یہ رنگ دیکھکر نظام جدید کے سپاہی جو قریب موجود تھے۔ محمود آفندی کی مدد کو آگئے۔ اور فریقین مین لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ تنازعہ پہلے باسفرس کے یورپی ساحل کے قلعہ رومیلی قواق مین ہوا اور وہان سے دوسرے قلعون مین بھی خبر پہنچ گئی۔ اور جابجا فوج ینی چری اور نظام جدید مین تلوار چلیگی۔ محمود آفندی بیوک درہ کی گھاٹ سے کشتی پر سوار ہوتا ہوا ہلاک کر دیا گیا۔ یہی سلوک ایشیائی ساحل کے قلعون کے کمانڈر کیساتھ ہوا۔ اور فوج نظام کے سپاہی قلعون کو چھوڑ کر اپنی پرانی بارکون مین چلے گئے۔ دیوان نے طلال مفتی پر محمود آفندی کے قاتلون کی تلاش کا حکم دیا۔ مگر موسیٰ نے یہ کہکر ٹال دیا کہ اوسکی موت محض اتفاقیہ تھی۔ ینی چری اطاعت ماننے پر تیار رہین۔ چنانچہ دیوان نے اپنی طرف سے کوئی انتظام فساد کو روکنے کے لیئے نہ کیا۔ لیکن موسیٰ کا یہ حکم دھوکہ تھا ینی چری ہرگز اطاعت پر مائل نہ تھے۔ وہ سب اسیوقت بیوک درہ مین جمع ہوئے۔ اور اپنا ایک سردار قبقجی اوغلی کو افسر اعلے مقرر کر کے اوسے حیات و ممات کا اختیار کلی دیدیا۔ اس انتخاب سے بعد تین دن تک بظاہر بیشک امن رہا۔ لیکن درحقیقت یہ دن باغیون نے بغاوت کے دائرہ کو وسیع اور اپنی طاقت کو مضبوط کرنے مین صرف کیئے۔

۲۰ مئی کو قبقجی چھ سو ینی چری لیکر قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ ان سرادس نے روانگی سے پہلے ان تین باتون کی حلف لے لی تھی۔ (۱) ہر فرنگی رعایا اور ترک کے جان و مال کی حمایت کی جائیگی۔ جو خلاف ورزی کرے وہ واجب القتل ہو گا۔ (۲) مفتی اور علمائے کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جائیگا۔

(۳) سب آتمیدان مین جمع ہو کر اون مطالبات کو تجویز کرین جو باب عالی سے کیئے جانے ضروری

[illegible]

سمجھے جائین۔ حلف سلطان سے لیگئی کہ ایک ننگی تلوار زمین رکھدیگئی۔ اور سب اوس کے اوپر سے گذر گئے۔ قبقچی کی کچھ مزاحمت نہ کی۔ نظام جدید سلطان کے حکم سے بارکون مین بیٹھی رہی۔ کیونکہ موسےٰ نے سلطان کو یقین دلایا تہا کہ سپاہ کسی فساد کی نیت سے شہر مین نہین آئے۔ ادہر سات آٹہہ سو ینگچری رستہ مین قبقچی کے ساتہہ شامل ہوگئے۔ یہ انبوہ پہلے بحری فوج کی بارکون کو گیا۔ فوج مذکور نے پہاٹک بند کرلیے۔ اور مقابلہ کیواسطے تیار ہوگئی۔ مگر باغیون کے کہنے سننے سے آخر اونکے ساتہہ شریک ہوگئی۔ اسیطرح فوج توپخانہ نے کیا۔ جس سے باغیون کی جمعیت بہت بڑہ گئی کہ ادہر فوج جدید اپنی بارکون مین زندگی سے مایوس ہو بیٹھی اور دوسریطرف سلطان کے حواس باختہ ہورہے تہے۔ قبقچی نے آتمیدان مین جو صدیون سے باغی ینگچریون کا میدان اجتماع چلا آتا تہا پہنچکر بہ نشان سرتابی ہر ینگچری پلٹن کی دیگین منگواکر الٹی رکہوا دین۔ اور اپنے ہمراہیون کو مخاطب کرکے حسب ذیل تقریر کی:-

"اے دوستو۔ اس گہڑی ہمارے دشمن متہہ ہونیوالے ہین۔ خداوند کریم ہماری مدد کریگا۔ اس امر کا ظہور اوسکی مشیت سے ہے۔ پس ہم عثمانلو کی مملکت سے اس شجرہ ملعونہ کو جو ینگچریون کی خرابی کا باعث ہوا ہے بیخ و بن سے اکہاڑ دین گے۔ حکام خدا فراموش نے مسلمانونکو نصاری کے لباس مین آراستہ کرکے کفار کے مشابہ بنا دیا ہے۔ اور دین مین فتنے برپا کردیئے ہین۔ نظام جدید کے سپاہی ہمارہ مین بے قصور ہین۔ اونسے مخاصمت روا نہین۔ خبیث باطن پاشاؤن اور نجس طینت امراء سے جو اس بدعت کے رواج و رونق کا باعث ہین۔ ایمان کی پاکی کو نجاست سے بدلدیا ہے۔ اور فوج ینگچری کے روزینہ مین جو دولت عثمانیہ کا ستون ہے خلل ڈالدیا ہے۔ اونسے جلد انتقام لینا چاہیئے"

یہ کہکر اوسنے جیب سے کاغذ نکالا۔ اوس مین اون لوگون کے نام درج تہے۔ جو اوس کی رائے مین واجب القتل تہے۔ اور سب سے اول سلطان کے مشیرون اور وزراء کے نام تہے۔ اس فہرست کو پڑہکر حکمدیا۔ کہ اون لوگونکو لاکر یہان قتل کرو۔ سپاہی گروہ در گروہ شہر مین پہیل گئے۔ کئی شخص گہرون مین قتل کئے گئے۔ اکثر یہودیون اور نصاری کے مکانون مین جا چہپے۔ اور سترہ سردار ابراہیم نسیم آفندی ابوبکر آفندی۔ حاجی ابراہیم آفندی صفائی آفندی و احمد آفندی وغیرہ، زندہ گرفتار ہوکر قبقچی کے سامنے لائے گئے۔ اور آتمیدان مین قتل کئے گئے۔ تین دن رات شہر مین یہ غدر عظیم برپا رہا۔ عہدہداران شہر سے فارغ ہوکر قبقچی نے بستانجی باشی مصاحب سلطان کو قتل کرنیکے لیے طلب کیا۔ سلطان نے اوس کے دینے سے کچھ تامل کیا۔ بستانجی باشی نے دیکہا کہ اگر کچھ بہی توقف ہوا تو باغی قصر شاہی پر حملہ کرکے بادشاہ کو قتل کردین گے۔ اوسنے بادشاہ سے التجا کی کہ میرے دینے مین کچھ تامل نہ کیا جائے۔ بادشاہ نے آخر مجبور ہوکر جلاد کو اوسکے قتل کا اشارہ کیا اور اوسکا سر باغیون کے پاس بہجوا دیا۔ سلیم نے ساتہہ ہی باغیونکو خوش کرنیکے لئے نظام جدید کی موقوفی کا فرمان صادر کیا۔ اور ظن غالب تہا کہ خود سر اس فرمان سے خوش ہوجاتے۔ مگر موسےٰ پاشا جسنے اب اپنے منہ سے بالکل نقاب اٹہا دیا تہا۔ اور کہلم کہلا باغیونکے ساتہہ جا ملا تہا۔ اور عطاء اللہ شیخ نے سرداران ینگچری کو کہا کہ اگر بادشاہ کو تخت پر رہنے دیا گیا تو وہ قابو پاکر ضرور اس کا بدلہ لیگا۔ اسپر قبقچی نے مقتولین کی لاشون کیطرف اشارہ کرکے ہمراہیون کو بدین الفاظ مخاطب کیا۔ "بہائیو تمہارے دشمن قتل ہوگئے ہین۔ کیا تمہاری اب تسلی ہوگئی ہے یا نہین۔ علاوہ برین سلطان نے جدید فوج کی موقوفی کا بہی وعدہ کرلیا ہے۔ پس اب کس بات کا خطرہ و اندیشہ ہے؟" اور ساتہہ ہی آہستہ

سے یہ کہلا کہ ”یہ بادشاہ ہمارا دشمن ہے - ہم سے کبھی راضی نہ ہوگا - اسبارہ مین مفتی سے فتویٰ طلب کرو“

سپاہ نے مفتی سے بہ مغالطہ دہ استفتا کیا ”کیا ایسا بادشاہ جو قرآن کے برخلاف عمل کرتا ہو بادشاہی کے لایق ہے؟“ شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ ہرگز نہین - قباقچی نے سپاہ کو جواب شرعی سے آگاہ کیا جسپر سب نے یکزبان ہوکر کہا کہ بادشاہ بیدین کو تخت سے اتار کر مصطفیٰ کو تخت نشین کیا جائے - قباقچی نے مفتی کو کہا کہ تم قصر شاہی مین جاکر سلیم کو فوج کے فیصلہ سے مطلع کردو - تاکہ اگر وہ خود بخود تخت چھوڑدے تو جدال و قتال کی ضرورت نرہے گی - مکار مفتی غمگین صورت بنائے ہوئے سلطان کے سامنے گیا اور ناصح غمگسار بن کر کہا - سلطان مین نے تجہے کئی دفعہ نصیحت کی - اور اسلامی فوج کو بھی روکتا رہا مگر کچھ فایدہ نہ ہوا - اب فوج نے بگڑ کر تمہارے چچا زاد بھائی کو سلطان بنا دیا ہے - تقدیر کے سامنے دم مارنیکی جگہ نہین - سلطان نے اسکا کچھ جواب نہ دیا - اور خاموش تخت سے اتر کر اپنی والدہ مکان کو جہان عمر کا بہترین حصہ ۲۰ برس بسر کئے تھے تن تنہا چلدیا - رستہ مین مصطفیٰ ملا جو تخت پر بیٹھنے کیلئے چلا جا رہا تہا سلیم نے اسکو کہا کہ ”مین نے انتظام ملک تقویت سلطنت اور صلاح و فلاح دین کے لئے فرنگیون کے آئین جنگی کے مطابق نئی سپاہ تیار کی تھی پرانی فوج نے فساد کرکے مجھے معزول اور تجھے بادشاہ بنا دیا ہے - مین اپنے پرانے گہر جاکر عمر بسر کرتا ہون - تو تخت پر بیٹھ اور حکمت و عقل و تدبیر صایب سے بادشاہی کر“ مصطفیٰ نے کھڑے کھڑے یہ باتین سنین - اور ایوان شاہی کو چلا گیا - اور سلیم شاہزادگان کی نظربندی کے محل مین جا پونچا - وہان مصطفیٰ کا چھوٹا بھائی محمود بھی نظربند تہا - سلیم نے اوس سے معانقہ کیا - اور دونون کچھ دیر خوب دل کھول کر روئے - سلیم نے بقیہ عمر کو بھی بیمصرف نہ جانے دیا - اوس نے شہزادہ محمود کو اپنی شاگردی مین لیکر اوسے جہانبانی کے اصول سے واقف کیا - اور اپنے دوچار تجربون پر نظر بحث کرکے اوس کے ذہن نشین کر دیا کہ خواہان اصلاح فرمانروا کو نہ صرف اپنے ملک بلکہ اپنی ذات کے بچاؤ کے لئے بھی یہ واجبات مین سے ہے کہ وہ کمزوری اور نرمی سے بچتا رہے - سلیم کی یہ نصائح بیکار نہ گئین - محمود نے اونکو دل مین جگہ دی اور بادشاہ ہونے پر اپنے استقلال اور جوانمردی سے کام لیا کہ جو روگ پے در پے کئی سلطانون سے دور نہ ہو سکا تہا - آخر اس جوانمرد کی ہمت و کوشش سے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گیا -

سلیم کا عزل اور مصطفیٰ چہارم کا نصب ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء کو واقع ہوا - ایک انگریز سیاح سرجان ہوب ہوس جس نے اس واقعہ سے چند ماہ بعد البانیا اور ٹرکی کی سیاحت کی تہی - سلیم کی بہت تعریف کرتا ہے - اوسکا بیان ہے کہ ”وہ بہترین و قابلترین مسلمان بادشاہون مین سے ایک تہا - بلکہ اوس نے اپنے ملک کے لئے جو نئی آئین تجویز کرکے اوس کے نفاذ کی کوشش کی تہی کیا بلحاظ عظمت و وسعت تجویز اور کیا بلحاظ مفید و سود مند دستور و تجاویز ہونے کی جدت کے کسی ملک کی تاریخ مین آئین مذکور کی نظیر نہین ملتی - سلیم کی ناکامی کی وجہ وہ یہ لکھتا ہے کہ در وہ برمحل اور وقت مناسب کے پہونچ جانے پر فی الفور اپنا ارادہ قایم نہین کر سکتا تہا - اور مزید برآن جب اوس کی قسمت کے تصفیہ کا موقع پہونچا تو وہ اس کے لئے تیار نہ تہا - تاہم اوس نے جو بیج بو دیا تہا وہ اکارت نہ گیا - اور کم از کم قوم اور اوس کے جانشینون پر اچھی طرح سے ثابت ہو گیا کہ حکومت اور ینگچری دونون موجود نہین رہ سکتے - بہرحال آخرالذکر کا معدوم کرنا ضروری ہے ورنہ دونون

معدوم ہوجائین گے "

سلیم کے عہد حکومت کے آخری چھ سات برسون مین وہابیان نجد کو بھی عرب و حجاز مین متواتر فتوحات کے بعد انتہائی عروج حاصل ہوگیا تھا مگر اس کے حالات وہابی حکومت کی ہزیمت یابی کے موقعہ پر سلطان محمود ثانی کے عہد کے واقعات مین بیان کئے جائینگے وہابیون کے بعد دوسرا اہم معاملہ جس کا اس باب مین ذکر نہین کیا گیا۔ علی پاشا والی یانیا کا عروج ہے۔ جس کے عروج و زوال کے حالات ایک ہی موقعہ پر درج کردیئے جائین گے +

مصطفےٰ چہارم کا عہد حکومت نپولین کی پالیسی مین تغیر

مصطفےٰ چہارم فرزند عبد الحمید اول تیس برس کی عمر مین ۹ مئی ۱۸۰۷ء کو تخت پر بیٹھا۔ سرداران ینی چری نے نذرین گذرانین۔ اور مفتی نے میدان مین آکر باواز بلند سب کو سنا دیا کہ مصطفےٰ تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ اور راسخ وعدہ کیا ہو کہ لشکر جدید کو جلد موقوف کردیگا۔ اور سپاہ قدیم کا روزینہ بحال رہیگا۔ سپاہ یہ مژدہ سنکر فرحان و شادان اپنے اپنے قلعون اور بارکون کو واپس چلی گئی۔ اور نظام جدید کے سپاہی سلطانی حکم کے صدور سے پہلے ہی مایوس و شکستہ دل ہوکر اپنے اپنے گھرون کو چلدیئے۔ چنانچہ جب اونکے مخالف کامیابی سے سرمست اونکی بارکون مین گئے تو اونہین بالکل خالی پایا۔ سلطان مصطفےٰ شروع سے ہی اپنے عمزاد بھائی کی اصلاحون کے مخالف تھا چنانچہ تخت پر بیٹھنے سے بہت عرصہ پہلے اوس نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ عثمانیہ عساکر پر اسلیئے ذلت پر ذلت وارد ہورہی ہے کہ سلیم نے یورپین رسم و رواج کی تقلید اختیار کرلی ہے۔ جس سے ہم پر غضب الہی وارد ہورہا ہے۔ اور عیسائیون کی جسارت حد برداشت سے گذر گئی ہے خط کے آخری الفاظ یہ تھے کہ ہمارا پیمانہ تمام ہوچکا ہے۔ اور خداوند کریم ایسی صورت مین ہمارے بازو ؤن مین کبھی برکت نہین دیگا۔

علاوہ برین جوانی کا عالم تھا اور عیش و عشرت مرغوب خاطر۔ وہ کل انتظام شیر دن اور وزرا کے سپرد کرکے لہو و لعب مین مشغول ہوگیا۔ جو وزیر باغیون کے ہاتھ سے بچ رہے تھے۔ وہ بحال رکھے گئے۔ اور کل اختیار مفتی عطار اللہ۔ موسیٰ پاشا اور قیمقچی کے ہاتھ مین رہا۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد موسیٰ معزول کردیا گیا۔ اور طیار پاشا اوسکی جگہ قائمقام بنایا گیا۔

فوج قدیم کے اکثر اعلیٰ افسر بھی اس انقلاب سے خوش نہ تھے۔ وہ سلیم کو اپنا محافظ اور حامی سمجھتے تھے۔ اور اصلاح کیضرورت کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک نفر ینگچریون کے آغا کی زبان سے جو اصلاح کا طرفدار تھا بے اختیار یہ نکل گیا کہ قسطنطنیہ کے ینگچریون نے میقون کیساتھ شریک ہوجانے سے ہمیشہ کے لیئے داغ رسوائی خرید لیا ہے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ اوسکے سپاہیون نے اوسے فی الفور قتل کردیا۔

اس بادشاہ گردی سے کل فوجی کارروائی معطل ہوگئی۔ مگر ٹرکی کی خوش قسمتی سے اونہی دنون ۱۴ جون ۱۸۰۷ء روسی فوج کو بمقام فریڈلینڈ نپولین کے ہاتھ سے سخت زک ملی۔ اور زار کو اپنی کل فوج مالڈیویا سے واپس بلالینی پڑی صرف والشیا مین تھوڑی سی فوج باقی رہی۔

ان خرابیون کے علاوہ فوجی بغاوت سے ٹرکی کو یہ سخت صدمہ پہونچا کہ نپولین کی پالیسی مین کلی تغیر واقع ہوگیا۔ سلیم کی معزولی

کی خبر سنکر اوسے سخت افسوس ہوا۔ مگر ساتھہ ہی اوسے ترکون کی اصلاح سے مایوسی ہوگئی۔ عزل کی خبر سنتے ہی یہ الفاظ اسکی زبان سے نکلے "انسان ان وحشیون کے لیئے کچھہ نہین کرسکتا۔ خدا نے مجھے اون سے آزاد کر دیا ہے۔ اب ہم اونکو حصص بخش کرنے کا انتظام کرتے ہین"۔

الغرض اوس نے دوستی کا خیال بکلم چھوڑ دیا۔ اور لوئی شانز دہم کی پالیسی اختیار کرلی۔ اوسکا یہ پرانا خیال پھر عود کر آیا کہ سلطنت عثمانیہ کا زوال اٹل ہے۔ اور فرانس کیلیئے روس سے اتحاد کرلینا واجبات سے ہے۔ جبتک یہ اتحاد نہ کیا جائے انگلستان مغلوب نہین ہوسکیگا۔ یہ کوئی شخص دعوی سے نہین کہہ سکتا کہ آیا نپولین کی پالیسی مین یہ تغیر فی الواقع سلیم کے عزل سے پیدا ہوا تھا یا اوسکی نیت پہلے سے ہی بدلگئی ہوئی تھی۔ اور اس سے اوسے بہانہ ہاتھہ آگیا تھا۔ قیاس یہی چاہتا ہے کہ گو سلیم کا عزل محض بہانہ بن گیا ہو۔ لیکن کم از کم اوس سے پہلے نپولین کی نیت مین فرق نہین آیا تھا۔ کیونکہ اسی جنگ فریڈلینڈ سے ایک مہینہ پہلے اوس نے بمقام فنکن سٹین میں اپنے دربار مین بآواز بلند ترکی سفیر کو یہ الفاظ کہے تھے "سلطان سلیم اور مجھہ مین وہی تعلق ہے جو میرے داہنے ہاتھہ کو بائین سے ہے جسطرح یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتے اسیطرح ہم بھی نہین ہوسکتے"۔

مگر باینہمہ نپولین × × × بیوفائی کے الزام سے نہین بچ سکتا۔ نہ وہ یہ عذر کرسکتا تہا کہ وہ ترکی قوم کا نہین۔ بلکہ صرف سلیم کا دوست تہا۔ کیونکہ آخر الذکر صورت مین بھی اوسپر یہ الزام عاید ہوتا ہے کہ اوسکا دوستانہ ہی تک نہ تہا۔ اور اگر وہ چاہتا تو ترکی قوم کے علی الرغم اوسے پھر تخت نشین کراسکتا تہا۔ بہرحال فیصلہ اسی بات پر ہوتا ہے کہ جنگ فریڈلینڈ سے پہلے ترکی کی نسبت اوس کی نیت صاف تھی۔ اوسی فتح کے بعد زار کی چکنی چپڑی باتون مین آکر اوسکے ارادون مین فرق آگیا۔ اور حسن اتفاق سے اونہی ایام مین سلیم کے معزول ہوجانے سے اوسے ترکی سے اپنا دامن چھڑا لینے کی حجت ہاتھہ آگئی۔ اوسنے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور ترکی کی مدد یا سلیم کی دستگیری کا بھولے سے بھی نام نہ لیا۔ فرانس پہلے بھی درپردہ ترکی کو دغا دیتا رہا تہا۔ اسیطرح اب نپولین نے کیا۔ جنگ فریڈلینڈ کے بعد روس اور فرانس مین بمقام ٹلسٹ دونون قیصر و بلنچ بالمشافہ ملاقاتین کرکے عہدنامہ صلح مرتب کیا۔ جسمین فرانس نے ترکی سے بالکل قطع تعلق کرلیا۔ عہدنامہ مذکور کی دفعات ۲۲ - ۲۳ و ۲۴ مین ترکی کے متعلق ضرب یہ عہد پایان ہوا کہ فرانسیسی کمشنر کی موجودگی مین روسی اور ترک وکلاء التوائے جنگ کی شرائط کا تصفیہ کرین جسکے بعد فریقین مین لڑائی ملتوی ہوجائے اور التوائے جنگ کے معاہدہ پر دستخط ہوجانے سے ۳۰ دن کے اندر روسی فوجین والیشیا اور مالڈیویا کو خالی کردین۔ مگر جب تک دونون سلطنتون مین قطعی عہدنامہ صلح نہ ہوجائے ترکی فوج صوبجات مین داخل نہ ہو۔ قطعی صلحنامہ کی تیاری مین جس امر کا دونون فریق دربار روس اور بابعالی آپس مین تصفیہ نہ کرسکین۔ اوس نے اوسے فرانس بطور ثالث فیصل کردیگا۔

اس علانیہ عہدنامہ کے ساتھہ ہی زار اور نپولین مین ایک خفیہ عہدنامہ بھی ہوا۔ اوس کی ایک شرط یہ تھی۔ اگر ان تغیرات[1] کی وجہ سے جو قسطنطنیہ مین واقعہ ہوئے ہین۔ بابعالی فرانس کی ثالثی کو منظور نہ کرے۔ یا منظور نہ کرے۔ یا منظور کرے۔ لیکن نامہ پیام صلح تحت بین مہینہ

[1] سلیم کے عزل اور نئے سلطان کی تخت نشینی سے مراد ہے۔ مؤلف

قابل اطمینان نتیجہ مترتب نہ ہوا - تو فرانس باب عالی کے خلاف روس سے متفق ہو جائیگا - اور دونوں متعاہدین روس و فرانس، شہر قسطنطنیہ اور صوبہ رومیلیا کے سوا سلطنت عثمانیہ کے باقی تمام یوروپین صوبجات کو ترکون کی غلامی اور جور و ظلم سے آزاد کرانے کے لیئے باہمی سمجھوتہ کرلین گے "

نپولین کے مراسلات بنام سباسٹیانی سے اس سمجھوتہ اور مجوزہ تقسیم کی کیفیت بھی واضح ہو رہی ہے - اگر تقسیم کا تصفیہ ہو جاتا تو فرانس کو صوبجات بوسنیا - البانیا - ایپائرس کل یونان تھسلی اور مقدونیہ ملتے - آسٹریا کو سربیا دیا جاتا اور روس کو والیشیا مالڈیویا بلگیریا اور دریاء مرتز تک صوبہ تھریس ملتا سلطان کے پاس یوروپ مین صرف قسطنطنیہ اور صوبہ تھریس کا وہ حصہ جو قصبہ برغاس اور قصبہ اینوس کے درمیان ہے رہجاتا -

ترکونکو جب عہدنامہ ٹلسٹ کی شرائط معلوم ہوئین تو وہ انہین سنکر ششدر رہگئے - اونہین امید تھی کہ نپولین جب تک کریمیا اور ایمرٹیا ترکی کو دلا نیگا - روس سے صلح نہین کریگا - اور اوسنے ترکون سے پوچھا تک بھی نہ اور روس سے صلح کرلی جب معاہدہ ٹلسٹ کی علانیہ شرائط سے ترکون کو اسقدر حیرت اور تعجب ہوا - اور وہ نپولین پر لعن طعن کرنے لگے تو معلوم ظاہر ہے کہ اگر اونکو خفیہ عہدنامہ کی متذکرہ صدر شرط بھی معلوم ہو جاتی تو شاید ترکی مین ایک فرانسیسی زندہ نہ چھوڑا جاتا -

فرانس نے خود ہی ترکی کو جنگ مین مبتلا کر کے پہلی مرتبہ اس سے بیوفائی نہین کی تھی - لوئی چہاردہم نے بھی ایسا ہی کیا تھا - اوسنے پہلے ترکون کو آسٹریا سے بھڑا دیا - اور پھر تنہا بمقام رسوک آسٹریا سے صلح کرلی - لوئی پانزدہم بھی ایسا ہی کیا تھا - ترکون کو پولنڈ کی حمایت مین کھڑا کر کے پھر سارا بوجھا و نپر ڈالدیا - اور خود کنارہ کش ہو گیا " مگر " دبقول مسٹر کریسی " نپولین کے بہت طرفدار ہیں " نپولین کی غداری سب پر فوقیت لیگئی - اوسنے غداری ہی نہ کی - بلکہ چال بھی غلط چلا - غلط چالکی اوسے سزا بھی ایسی ملی کہ پہلے کبھی کسی غلط چال پر کسیکو ایسی سزا نہین ملی تھی - کیونکہ یہ امر دنیا سے پوشیدہ نہین کہ جن اسباب نے آخر اس نامور فاتح کو جزیرہ سینٹ ہلینا کے زندان ڈلوا دیا تھا - انمین سے ایک بڑا سبب وہ دغا اور بیوفائی بھی تھی - جو نپولین نے بمقام ٹلسٹ ترکون کے ساتھ کی تھی "

۹ جولائی ۱۸۰۷ء کو فرنچ جنرل گوئی مینائٹ عہدنامہ ٹلسٹ اور روسی اور ترکی جنرلونکے پاس پہنچانیکے لیئے جو دریاء ڈنیوب کے کنارون پر ایک دوسرے کے بالمقابل ڈیرے ڈالے ہوئے تھے ٹلسٹ سے روانہ ہوا - فریقین نے فرانس کی وساطت قبول کی عہدنامہ کا اسقدر حصہ جو اونکے متعلق تھا منظور کرلیا - اور ۲۴ اگست ۱۸۰۷ء کو بمقام سلوبوسیا فرنچ کمشنر کی موجودگی مین فریقین دروسی و ترکی وکلا) نے عہدنامہ التوائی جنگ پر دستخط کردیئے - مگر جب قطعی صلح کیلئے بحث مباحثہ شروع ہوا تو اونمین کوئی سمجھوتہ نہو سکا اور کانفرنس کچھ کیئے بغیر برخاست ہوگئی - تاہم لڑائی اور دو برس تک شروع نہ ہوئی حالانکہ والیشیا اور مالڈیویا پر روسی برابر قابض ہے قبل نپولین اور زار سکندر اول مین نئے سرے سے پھر تنازع بڑھتی گئی کہ آخر اتحادی معاہدہ منسوخ ہوا اور دونون مین جنگ عظیم شروع ہو گئی -

لہ بعض مورخ شام - ملاڈرو ڈلمیشیا کو بھی فرانس کے حصہ مین اور سرویا کو روس کے حصہ مین شامل کرتے ہین - آسٹریا کی حصہ نہین بتاتے

شروع ہو گیا۔ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ والیشیا و مالڈیویا کے روسی قبضہ کے علاوہ سیاست پر بھی نزاع برپا تھی کہ سکندر جو تقسیم میں قسطنطنیہ خود لینا چاہتا تھا۔ اور نپولین[1] اسے منظور نہ کرتا تھا۔ اسی کشیدگی بڑھتے بڑھتے پھر نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ اور اس کشیدگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ دونوں طامع محروم رہے۔ اور ٹرکی تقریباً محفوظ رہی۔ ادھر نپولین کو اپنی غداری اور بیوفائی کا ثمرہ مل گیا کہ وہ ایسے موقعہ پر جب اوسے ترکوں کی مدد یا کم از کم اس امر کی سخت احتیاج تھی کہ وہ روس کے ساتھہ لڑائی جاری رکھیں۔ اونہوں نے روس کیساتھ صلح کر لی۔ اور اسطرح سے روس نے یکسو ہو کر نپولین کی فوج کو ایسا پامال کیا کہ پھر وہ کبھی پنپ سکا۔ اور درحقیقت اسیوقت سے اوس کا زوال شروع ہو گیا۔

دربار لندن عرصہ سے اس تاک میں بیٹھا ہوا تھا کہ دربار قسطنطنیہ سے پھر راہ و رسم پیدا کر لے کیسطرح سے موقعہ ملے جب اوسے خراب سے ترکوں کی ناخوشی کی خبر ملی تو اوسنے منقطع شدہ تعلقات کی تجدید کیلئے در پردہ سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ اس معاملہ کی خبر سباسٹیانی کو باب عالی کے اول ترجمان پرنس سوزو کے ذریعہ سے ہو گئی۔ اور اوسنے ترکی وزرا پر عہد شکنی کا الزام لگا کر کہلا بھیجا کہ مجھے پروانہ راہداری دیدیا جائے۔ میں قسطنطنیہ سے چلا جاتا ہوں۔ انگلستان سے نامہ و پیام کرنے میں اگر ترکی وزرا فی الواقع بدعہدی کے مرتکب ہی ہوئے ہوں۔ تو بھی اسبارہ میں حق بجانب تھے کیونکہ پہلے غداری نپولین کیطرف سے ظہور میں آچکی تھی۔ مگر اوسکی طاقت ایسی بردست تھی کہ ترکی گورنمنٹ بلا خوف گزند اوسے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔ وزراء نے سباسٹیانی کی دھمکی سے ڈر کر انگلستان سے نامہ و پیام یکقلم موقوف کر دیا۔ لیکن پرنس سوزو کو اوسکی نمک حرامی کی سزا دیکر دل ٹھنڈا کر لیا۔ اس نمک حرام یونانی کا ۱۳ اکتوبر ۱۸۰۷ء کو سر قلم کر دیا گیا۔

قبقچی اوغلی سوزو کا دوست تھا۔ اوسنے اپنے یمقون کو بھڑکا کر سوزو کو بچانے کی کوشش کی تھی۔ اس میں موسیٰ کی مخالفت کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی جبسے قبقچی اوسکا جانی دشمن ہو گیا۔ اور اسکی تخریب کیلئے مفتی عطاء اللہ سے سازش کر لی۔ موسیٰ ان دونوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور سلطان نے اونہیں یمقون کے شور و غوغا پر جلاوطن کر کے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے طیار پاشا کو قائمقام بنا دیا۔ مگر کل اختیار مفتی کی مدد سے قبقچی کے ہاتھہ میں رہا۔ رعایا بھی قبقچی سے خوش تھی۔ سباسٹیانی نے اسکا پلڑا بھاری دیکھکر اوسکو اپنے ہاتھہ پر چڑہا لیا

[1] نپولین نے اسکے متعلق سینٹ ہلینا میں بزبان خود حسب ذیل کہا تھا: "دارا اسکندر یہ بہ تن ٹرکی کی فتح کے خیالات میں منہمک ہے ہم نے اس مسئلہ پر آپس میں کئی دفعہ مباحثہ کیا۔ اور میں شروع شروع میں اوسکی تجاویز سنکر بہت خوش ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ کل دنیا وحشی ترکوں کے یوروپ سے نکال دئیے جانے پر خوشی سے کپڑوں میں پھولی نہ سمائے گی مگر جب میں نے اوسکی نتائج پر غور کیا۔ اور یہ دیکھا کہ اس سے روس کی طاقت میں بے حساب اضافہ ہو جائیگا۔ کیونکہ ٹرکی میں یونانیوں کی بیشمار آبادی ہے۔ اور وہ طبعی طور پر روسیوں سے ملجاتے۔ تو میں نے تقسیم پر رضامند ہونے سے انکار کر دیا۔ میرے انکار کی ایک اور بڑی وجہ یہ تھی کہ اسکندر قسطنطنیہ لینا چاہتا تھا۔ اور میں اسے کبھی منظور نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس سے یوروپ کا توازن طاقت معدوم ہو جاتا تھا۔"

(مؤلف)

اور اسکی مدد سے عہد نامہ تلسٹ کے باوجود سباستیانی کو باب عالی پر وہی اقتدار حاصل رہا جو اوسے سلیم کے وقت میں حاصل تہا۔ لیکن اوسکا
قسطنطنیہ میں رہنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا تہا۔ جنرل [illegible] ہر روز لکہتے [illegible] وہ [illegible] مدد کر چکے۔ اور وہ [illegible]
کی اس کارروائی سے دلمیں سخت نادم تہا۔ اوس نے سباستیانی کی درخواست کردی۔ اور نپولین نے اوسکی جگہ ایم لاتور مابورگ کو
سفیر بناکر قسطنطنیہ بہیجدیا۔

مصطفیٰ کی معزولی

مصطفیٰ اپنے عیش و عشرت میں مصروف تہا۔ مفتی اور قپوچی [illegible] تہا۔ [illegible]
کی نہی۔ اور وہ رنجیدہ خاطر ہو کر رجب پاشا مصطفیٰ بیرقدار کے پاس چلا گیا۔ بیرقدار نہ فقط
سلطان سلیم کے خیالات سے متفق تہا۔ اوسکی ذات بہی جان نثار [illegible] تہا۔ اوس نے محض سلیم کی شفقت و نوازش سے اس قدر
ترقی کی تہی۔ وہ اپنے مربی کی معزولی کی خبر سنکر رنجیدہ تو بہت ہوا۔ مگر قومی فرائض [illegible]
سلیم کی امداد کرنے سے مانع رہے۔ اوسے [illegible] اوس کے جوش و اخلاص اور
ساتہہ ہی جوش عداوت کو از سر نو تحریک ہوگئی۔ ادہر سلو بریا کے معاہدہ التوائے جنگ ہو اوسے روسیوں کے مقابلہ سے بہی فراغت
ہوگئی تہی۔ وہ سلطان سلیم کو پہر تخت پر بٹہانے یا کم از کم اوسکا انتقام لینے کے لیے کمر بستہ ہوگیا۔ وزیر اعظم چلبی مصطفیٰ پاشا [illegible] فوج
لیے ہوے [illegible] ایڈریانوپل میں مقیم تہا اوسکی طرف [illegible] آفندی کو بہیجکر اوسے اپنا [illegible] کوشش کی۔ [illegible]
کہ تمہاری [illegible] برائے نام ہے۔ [illegible] مفتی اور قپوچی [illegible] بیرقدار کے ساتھ متفق الرائے ہوگیا۔ [illegible]
فوج لیکر ایڈریانوپل [illegible] پیغام بہیجدیا۔ بیرقدار ۱۶ ہزار جان نثار البانوی اور بوسنیوی ہمراہ لیکر وزیر اعظم کے پاس پہنچ گیا [illegible]
[illegible] کی فوج کسیقدر متشوش ہوئی۔ مگر بیرقدار کی [illegible] سے [illegible] اوسکی طرف سے مطمئن ہو گئی۔ [illegible] بیرقدار کو
اپنے چند [illegible] اور دوستوں [illegible] جو قسطنطنیہ میں تہے [illegible] خطوط [illegible]
اپنے معتمد حاجی علی آغا کو [illegible] قسطنطنیہ کی طرف بہیجدیا۔ کہ جس طرح ہو [illegible] کے قلعوں پر قابض ہو جائے۔ [illegible] قپوچی کو قتل کر [illegible]
علی [illegible] شخص تہا [illegible] کامیاب ہو گیا [illegible] استنبول [illegible] قپوچی کے [illegible]
اور [illegible] آدمی ہمراہ لیکر [illegible] رات کو قپوچی کی خوابگاہ میں گہس گیا [illegible] مگر حاجی علی نے اوسے [illegible]
مہلت دی۔ اور خنجر آبدار سے اوسکا پیٹ چاک کرکے سر قلم کر لیا۔ اور پہر اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس جاکر سر کو اوسی وقت بیرقدار
کے پاس بہیجدیا۔ [illegible] جب اس واقعہ کی خبر ہوئی [illegible] کے پاس پہنچے۔ اور [illegible] قپوچی
کا عوض [illegible] بلکہ اپنی جان بچانے [illegible] لڑائی [illegible] لڑائی پر آمادہ [illegible] مگر
ایک تو علی آغا کا [illegible] قپوچی [illegible] قسطنطنیہ [illegible]
چار میل کے فاصلہ پر میدان [illegible] پاشا [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] بیرقدار [illegible] گورنمنٹ

خود سرمیقون اور دیگر مفسدون سے رہائی دلائی۔ خود اوس کے کیمپ مین گیا۔ بیرقدار نہایت فروتنی اور عجز و نیاز کیساتھ پیش آیا
اور سلطان خوش و خرم محلسرا کو واپس جاکر پھر اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو گیا۔ اور بیرقدار چند دن اپنے کیمپ سے ہی معاملات
سلطنت کا انصرام کرتا رہا۔ آخر اُسنے شہر مین داخل ہونیکا قصد کیا۔ وزیر اعظم بھی ہمراہ تھا۔ بیرقدار نے اوس سے کہا کہ جو کچھ مین
کہون اوسے قبول کرتے جاؤ اور ہر حال مین میرے ساتھ شریک رہنے کا وعدہ کرو۔ وزیر نے کسیقدر تامل کیا جس سے ناراض ہو کر
بیرقدار نے اوسے قید کر دیا۔ اور وزارت کی خاتم و نگین اوس سے چھین لی۔ پھر شہر مین داخل ہو کر اعلان کیا کہ روس سے صلح
ہو گئی ہے۔ اور مین علم مقدس محلسرا مین رکھنے کیلئے واپس لایا ہون۔ کل رعایا یہ سنکر خوش ہو گئی۔ اور محلسرائے سلطانی کے پہلو دروازہ تک
اوسکے ساتھ ساتھ گئی۔ اس دروازہ پر ینگچریون کا پہرہ تھا۔ اونھون نے بیرقدار کو گذر جانے دیا۔ مگر دوسرے صحن کے پھاٹک پر بوستانجی باشی
مامور تھے۔ اونھون نے سلطان مصطفےٰ کے حکم بغیر دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ بیرقدار کو گمان تھا کہ اب کوئی کسر باقی نہین رہ گئی
میدان جیت لیا ہے۔ اوس نے غضب کیساتھ بوستانجی باشیون کے افسر کو جواب دیا "تم کو امام مصطفےٰ کا نام نہ لے۔ ہمارا اور تیرا بادشاہ سلیم
ہے" یہ کہتے ہی اوہر اوس نے اپنے سپاہیون کو دروازہ توڑنے کا حکم دیدیا۔ مگر اوس کے توڑنے کیلئے کچھ وقت درکار تھا۔ یہ وقفہ سلیم کے
حق مین مہلک ثابت ہوا۔ مصطفےٰ کو بیرقدار کے اس فقرہ سے اوسکا عندیہ معلوم ہو گیا۔ اور اسنے اوسیوقت سلیم اور اپنے بھائی محمود
کے فی الفور قتل کر دینے جانیکا حکم دیدیا۔ کیونکہ ان کے ہلاک ہو جانے پر وہ خاندان عثمان کا اکیلا فرد رہ جاتا۔ اور اسپر پھر کوئی ترک
ہاتھ لگانیکی بھی جرأت نہ کر سکتا۔ جلاد چشم زدن مین سلیم کے سر پر پہونچ گئے۔ اوس نے اونکا جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اور اگر چند لمحے اور مغلوب نہ
ہو جاتا تو غالباً بیرقدار اوسے آلیتا۔ کیونکہ جلاد اوسے مغلوب کر کے ابھی کمان سے اوس کا گلا گھونٹ ہی رہے تھے کہ بیرقدار کے البانوی دروازہ
توڑ کر صحن مین داخل ہو گئے تھے۔ جب وہ اندرونی صحن مین پہونچے تو مصطفےٰ کے خواجہ سراؤن نے سلیم کی بیجان لاش بیرقدار کے سامنے
پھینک کر کہا "یہ ہے تمہارا سلطان جسے تم ڈھونڈ رہے ہو" بیرقدار اپنے مربی کی لاش دیکھکر حواس باختہ ہو گیا۔ اور اوس نے ہاتھ
دو زانو بیٹھکر [illegible] رونا شروع کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر قپودان پاشا سید علی نے جو نیز اوسکے ساتھ شامل تھا بیرقدار کو
کندھے سے ہلا کر للکارا "یہ ماتم و گریہ کا وقت نہین۔ نہ عورتون کی طرح آہ بکا کرنا ایک پاشا کیلئے شایان ہے۔ سلطان سلیم ہمسے آنسو نہین
بلکہ انتقام کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اوٹھ اور اوسکا عوض لے۔ اور محمود خان کو تلاش کر۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی مارا جائے۔ اور آل عثمان
کا خاندان بیچراغ اور خونخوار ظالم (سلطان مصطفےٰ) اسے مٹا دے، اپنے اعمال کی پاداش سے محفوظ ہو جائے"
بیرقدار کو یہ سنتے ہی ہوش آگیا۔ وہ اوٹھ بیٹھا۔ اور سب بے محابا ایوان تخت گاہ مین گھس گئے۔ مصطفےٰ اعلیٰ آوروں پر رعب
بٹھانیکے لیے لباس شاہانہ سے سجکر تخت پر آ بیٹھا تھا۔ مگر بیرقدار نے تاج و تخت کی کچھ پروا نہ کی۔ اور "تیرا یہان کیا کام ہے۔ اسے اپنے
قابلتر کے لیے خالی کر" کہتے ہوئے اُسے کھینچ کر تخت سے نیچے گرا دیا اور اُسی کمرہ مین جہان سلیم نظربند تھا۔ اوسے مقید کر دیا۔
اگر چند لحظے کی اور دیر ہو جاتی تو مصطفےٰ اپنے مدعا مین کامیاب ہو گیا تھا۔ محمود کو ایک وفادار غلام نے ایک غسلخانہ کی انگیٹھی مین
چھپا دیا ہوا تھا۔ قاتل سلیم سے فارغ ہو کر دوسرے کمرون کی تلاش کے بعد خاص اوسی کمرہ مین جہان محمود چھپا ہوا تھا پہونچگئے تھے اور

اور اوسکے ہر گوشہ و کونہ مین تلاش کرنے ہی لگے تھے۔ کہ محل فاتح آلبانویون کے نعرون سے گونج اوٹھا۔ یہ نعرے محمود کے لیے جانی سلامتی کے ہی نوید خوش آہنگ تھے۔ بلکہ تاج و تخت شاہی کے حصول کی بھی مژدہ سنانے والے تھے۔ بیرقدار چند دن مین محمود کے پاس پہنچ گیا۔ اور ۲۸ جولائی ۱۸۰۸ء کی شام سے پہلے محلسرا کی توپون کی سلامی نے باشندگان قسطنطنیہ کو اطلاع کر دی کہ مصطفیٰ چہارم کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور اب محمود ثانی سلطنت عثمانیہ کا بادشاہ و فرمانروا ہے +

محمود ثانی کی تخت نشینی۔ بیرقدار کی وفات - ینگچریونکی کامیابی اور اصلاح کیطرف سے بظاہر مایوسی۔ معاہدہ کی تجدید اور صلح بخارسٹ

محمود کی عمر اوسوقت ۲۳ برس کی تھی۔ تخت نشینی سے چند دن بعد حسب معمول مسجد ایوب مین شمشیر بندی کی رسم ادا کیگئی محمود ثانی الملقب بہ مصلح کی تخت نشینی سے ترکی تاریخ کا نیا دور شروع ہوا۔ اس کے استقلال اور ہمت خداداد سے تمام پرانی خرابیان دور ہو کر مناسب وقت اصلاحات کی بنا قایم ہو گئی ہے۔ لیکن یہ کام ایکدن کا نہین تھا۔ سلطان مرحوم کا کل عہد اس کام پر صرف ہوا۔ اور کئی دفعہ مخالفان اصلاح کو ایسی کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ اصلاح کیطرف سے پوری ناامیدی ہو جاتی رہی۔

محمود ۱۷۸۵ء (۱۱۹۹ھ) مین پیدا ہوا تھا۔ اوسے ابتدا سے ہی مطالعہ کا شوق تھا۔ اور نظربندی کے زمانہ مین ترکی و فارسی علم ادب اور تواریخ کا مطالعہ کرتا رہا تھا۔ سلطنت کی خوش قسمتی سے تخت نشینی سے کچھ عرصہ پہلے اوسے سلیم ایسا قابل و لایق مدبر اور سچا محب قوم و ملت اتالیق ملگیا۔ جس سے اوس نے نہ فقط اصول جہانبانی کے متعلق بہت کچھ استفادہ کیا بلکہ خود انکے ملک کی ضروریات سے بھی بخوبی واقف ہو گیا۔ اور بادشاہ ہونیکی صورت مین سلیم کی تمام تجاویز و اصلاحات کو عمل مین لانیکا مصمم ارادہ کر لیا ایسا موقعہ اوسے ایکسال کے بعد ہی ملگیا۔ اور عین اوسوقت جب کہ وہ جان سے ہاتھ دہوئے بیٹھا تھا۔ نیرنگی قدرت سے ایک عظیم سلطنت کا مطلق العنان فرمانروا بنگیا۔ اور حسن اتفاق سے اوسے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے ارادون کو عمل مین لانے کیلیے کافی سامان باہم پہونچگئے۔ مگر اوس نے دوراندیشی سے کام لیکر ان وسایل کے باوجود حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور جوانی کی ترنگ اور اصلاح کے جوش مین آکر جلدبازی کا مرتکب ہوا۔

عنان حکومت ہاتھہ مین لیتے ہی اوس نے مصطفیٰ بیرقدار کو وزارت عظمیٰ کے منصب پر سرفراز کیا۔ جس نے سب سے اول سلیم کے قاتلون اور مخالفون کی قطع بیخکنی کی۔ موسیٰ پاشا اور کئی دیگر ملکرام فوج علیق کے اکثر سردارون سمیت قتل کر دیے گئے۔ اور مصطفیٰ کی حرم کی ۱۳ کنیزین دریا مین غرق کرادی گئین۔ ایک ایشیائی مورخ کا بیان ہے کہ سلطان محمود نے خود اپنے ہاتھ سے مصطفیٰ کی ستر? کنیزون کو اسوا خطا پر قتل کیا کہ ایکمرتبہ اونہون نے محمود کو سوتے ہوئے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ ان جھگڑون سے فارغ ہو کر بیرقدار فوجی اصلاح کیطرف متوجہ ہوا۔ اور اس کام کو ایسے پیرایہ مین شروع کرنا چاہا کہ مخالفان اصلاح کو بگڑنیکا موقعہ نہ ملے۔ اسکے لیے اوس نے یہ تدبیر سوچی کہ جدید فوجکو

افواج قدیمہ کی ایک قسم کے نام سے تیار کیا جائے جو قدیم زمانہ میں سکبان کے نام سے موسوم تھی۔ اس تجویز کی کارروائی سے پہلے اکثر اعیان سلطنت، علماء، ملت، سرداران فوج اور امرائے دولت کو قسطنطنیہ میں جمع کیا اور انکی منظوری کیلئے حسب ذیل تجاویز پیش کیں۔ (۱) ینگچری فوج کی ساہیان آئندہ فروخت نہ ہوا کریں۔ (۲) مجرد ینگچریوں کو بارکوں میں رہنا لازمی گردانا جائے۔ (۳) جو ینگچری بارکوں میں موجود ہوں اور دارالخلافہ سے باہر کہیں فوجی خدمت دے رہے ہوں انکی تنخواہ ضبط کر لی جائے۔ (۴) ینگچریوں پر ان مسلم اور قدیم ہتھیاروں کا استعمال کرنا لازمی کر دیا جائے جنکی بدولت کفار کی افواج کو چیرہ دستی حاصل ہو رہی ہے۔ (۵) سکبانیوں کی جدید پلٹنیں تیار کیجائیں۔ یہ لوگ نوعمر مسلمانوں سے بھرتی کیے جائیں اور یورپ میں طریقہ پر مسلح ہوں۔ انہیں ینگچریوں کے برابر تنخواہ دیجائے اور انکا اندرونی اہتمام و نظام وہی ہو جو ینگچریوں کا قدیم سے چلا آیا ہے۔

علماء اور سرداران فوج نے بظاہر بڑی خوشی سے ان تجاویز کو قبول کر لیا مگر انکی رضامندی محض بناوٹی تھی جسے سیدھے پن سے بیرقدار نے حقیقی اور واقعی تصور کر لیا۔ ینگچری دل سے بدستور مخالف تھے۔ اور علما بھی انکے ہمخیال۔ تاہم بیرقدار نے مفتی سے فتوی حاصل کرکے ان تجاویز پر عملدرآمد شروع کر دیا۔ جدید فوج موسومہ سکبان میں شرفائے مسلمان نے تعصب جاہلانہ سے بھرتی ہونا پسند نہ کیا۔ جس پر مجبورا ادنے طبقے کے لوگ نوکر رکھنے پڑے۔ اور اسی سے علماء اور ینگچریوں کی ناراضگی میں اور اضافہ ہو گیا۔ ادہر خزانہ کو روپیہ کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو رفع کرنے کیلئے اوس نے ایک دفعہ مساجد اور اوقاف کے املاک کی آمدنی سرکاری مصرف میں لانیکا ارادہ کیا۔ بلکہ اوسے ظاہر بھی کر دیا تھا۔ لیکن کسی کسی وجہ سے اوسے عمل میں لانے سے محترز رہا۔ چند مہینوں کی بخیریت گذر جانیسے اسے یقین ہو گیا کہ ینگچری اب جدید فوجی اصلاح سے مانوس ہو گئے ہیں۔ فساد کا اندیشہ کرنا فضول ہے۔ اور یہ صرف چار ہزار فوج جسمیں یورپ میں سو یونکے سپاہی تھے اور جسکو اوسپر کمال بھروسہ تھا، دارالخلافہ میں رکھکر باقی کل فوج جسے وہ روسچک سے ساتھ لایا تھا۔ واپس کر دی۔ اسکے علاوہ آٹھہ ہزار اناطولیہ کی سپاہ قاضی پاشا کے زیر کمان سقوطرے (اسکودر) میں مقیم تھی۔ اس بارہ ہزار فوج کو ینگچریوں کے دباو رکھنے کیلئے کافی سمجھا۔ مگر بوسنوی اور البانوی سپاہیوں کی روانگی کے دوسرے ہی دن فساد برپا ہو گیا جسکے لیے مفسدوں کو اسیدن خاص بہانہ مل گیا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اور تیوہار ابھی باقی رہتے تھے کہ بیرقدار نے کوئی نئے گیا۔ وہ ہر وقت اپنے ساتھ سواروں کا ایک دستہ رکھا کرتا تھا۔ ایک بازار میں اسقدر ہجوم تھا کہ رستہ بالکل رک گیا ہوا تھا۔ بیرقدار نے اپنی اردلی کے سواروں کو حکم دیا کہ راستہ صاف کرنیکا حکم دیا۔ اور جب لوگ بانی فہمائش سے نہ ہٹے تو سواروں نے ڈنڈوں سے کام لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو شخص کہ گذرا اس نے مفسدوں کو لوگوں کو مجتمع کا ہنگامہ ہو گیا۔ کہ وزیر کا دماغ اب بہت ہی اونچا ہو گیا ہے کہ وہ آدمیوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ تہوڑی دیر میں خانوں اور مسجدوں میں جا بجا اوسکا چرچا ہونے لگ گیا۔ اور علماء بھی ینگچریوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور آغا ینگچریوں کے صلاح و مشورے سے اوسی رات بلوہ کر دینے کا فیصلہ کر دیا گیا۔

چنانچہ بیرقدار اپنے محل میں بیخبر سو رہا تھا کہ ینگچریوں نے اوسکے محل اور متصلہ مکانات کو آگ لگا دی۔ اور محل کے معدودے چند محافظوں کو تہ تیغ کر دیا۔ وزیر اعظم سراسیمگی میں بیدار ہو کر ایک برج میں پناہ گزین ہو گیا۔ اور وہاں سے دشمنوں کا جان توڑ کر مقابلہ کرتا رہا

برج میں بہت سا گولہ بارود جمع رکھا ہوا تہا۔ بقول بعض بیرقدار نے یہ سمجہا کہ وہ اب کسیطرح مفسدوں کو باز نہیں رکھ سکتا تو اوس نے
خود اوسمین آگ لگا دی تہی۔ بہر حال برج اور مکان میں آگ لگ گئی اور بیرقدار اور سپاہی جلکر مر گئے اور جو بچ رہے تہے وہ بھی مارے گئے
بلوائیون نے وزیر کے محل پر ایسا اچانک حملہ کیا تہا کہ وہ سلطان یا قاضی پاشا کو مطلع بھی نہ کر سکا تہا اور انکو بہی خبر نہوئی تہی
مگر اسکا کام تمام ہوگیا۔ وزیر سے فارغ ہوکر ینگچری فوج کیطرف اور محل سلطانی کیطرف متوجہ ہوئے۔ مگر اتنے میں قبودان پاشا مقابلہ
کے لیے تیار ہوگیا تہا۔ قاضی پاشا بہی آدہی فوج لیکر اوسکی مدد کو پہونچ گیا۔ اور یہ لوگ قصر سلطانی کی حفاظت کیلیے
سلطانی کی حفاظت کیلیے پہونچ گیا تہا۔ قبودان پاشا کے دو جہاز بندرگاہ خلیج گولڈن ہارن میں تہے۔ انہون نے ینگچری
حکم سے ینگچریون کے آغا کے محل اور بارکون پر گولہ باری شروع کی جسکے اور شہر کے بہت سے حصے میں آگ لگ گئی اور آگ
میں آگ لگ گئی بسرعت تمام پہیلتی جارہی تہی۔ بہت سے محلے اور تمام سرکاری گودام اور سامان جل گئے۔ سلطان محمود محل
کی چہت پر کہڑا ہوا اپنے دارالخلافہ کو اسطرح برباد ہوتا ہوا دیکہہ رہا تہا مگر اوسکی کوئی پیش نہ جاتی تہی
۱۷ نومبر کی صبح کو توپچی بہی ینگچریون کیساتہ شامل ہوگئے۔ اس سے مفسدون کا پلڑا بہاری ہوگیا اور مقابلہ کرنا ناممکن ہوگیا
اور بلوائیون نے محمود کے عزل اور مصطفے کی بحالی کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ اسپر سلطان کو مجبوراً ان سے صلح کرنا پڑی
ہوکر مصطفے اور اوسکے معصوم لڑکے اور اسکی بیوی حاملہ کنیز کو قتل کر دیا۔ محمود خاندان عثمانیہ کا فرد واحد رہ گیا اور ینگچریون سے صلح
کرنا پڑا۔ تاہم سلطان نے اونکی دلداری کیلیے اونکے حق میں فرمان شاہی صادر کرکے تمام مراعات جو پہلے حاصل تہیں بحال کر دیں
صادر کر دیا۔ باقی جو شہر میں تہے گہر جلے مددگار کون کو واپس چلے گئے۔ اور بیرقدار کے دستور و آئین سے جدید فوج کی جگہ ینگچریون کے پرانے طرز کا دور ہوگیا

یہ امر ابتک مختلف فیہ ہے کہ آیا مصطفے محمود کے حکم سے قتل کیا گیا تہا یا اوسکو وزراء نے خود بخود قتل کر دیا تہا۔ تاہم اس میں
کوئی شک نہیں کہ اگر مصطفے ہلاک کر دیا جاتا تو ینگچری ضرور محمود کو معزول کرکے مصطفے کو تخت پر بٹہلا دیتے۔ ایک ایشیائی مورخ کا بیان ہے
کہ مصطفے اس ہنگامہ میں قتل نہیں کیا گیا تہا۔ قاضی پاشا۔ رامس پاشا۔ اور شیخ آفندی وغیرہ کے ہلاک ہوجانے اور ینگچریون کے غالب
آجانے پر محمود نے اونکو دلاسا دیکر اپنے سے رام کر لیا تہا۔ اسکے چند ماہ بعد مصطفے نے امراء ینگچری کو در پردہ خط لکہا کہ محمود کو قتل کرکے
مجہے سلطان بناؤ۔ یہ خط ایک عالم کو ملگیا۔ جسنے دوسرے علماء کو دکہایا۔ اور وہ سب شیخ الاسلام کے پاس جمع ہوکر جاہد کی صلاح سے
شیب آفندی قاضی اسلام بول سلطان کے پاس گیا۔ اور مصطفے کے قتل کی اجازت چاہی۔ سلطان نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ جب دین اوسکی
درازہ کو روکنے پر قادر ہون تو پہر کیون اوسکی گردن مارنے کا حکم دون۔ قاضی نے اصرار کیا اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی "اذا بویع لخلیفتین
فاقتلوا الآخر منہما" سلطان نے یہ سنکر منہ پہیر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ مفتی نے یہ کہا کہ سکوت عین رضا ہے۔ یہ کہکر باہر آئے اور اونکے
مصطفے کے کمرہ میں جاکر اوسے قتل کر دیا۔ اسی مورخ کا بیان ہے کہ جب مفتی کو دیر ہوگئی تو امراء ینگچری خود بخود بات ہوکر قتل مصطفے کی درخواست
کرنیکیلیے سلطان کے پاس حاضر ہوئے۔ اتنے میں جلاد مصطفے کی نعش لے آیا۔ جسکو دیکہکر محمود چشم پر آب ہوگیا اور یہ کہکر کہ مجہکو تمہارے بہائی
کی وفات کا سخت قلق ہے۔ رخصت کر دیا۔ مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ ۱۷ نومبر ۱۸۰۸ء کو ہنگامہ کیوقت ہی قتل کیا گیا تہا۔ سرلیعہ تہا

اور بظاہر اصلاح کیطرف سے کامل مایوسی ہو گئی۔ لیکن قوم میں کئی عقلمند اور مستقل مزاج افراد موجود تھے۔ اور انکو ان خرابیوں سے تغیر کلی کی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہوگئی تھی۔ وہ بظاہر خاموش تھے۔ مگر مناسب وقت آجانے پر اوس سے فایدہ اوٹھانے کیلئے برابر تیاریاں کر رہے تھے۔ سب سے بڑھکر خود سلطان محمود چہارم کیطرح اپنے ملک و قوم کے ان اشد ظالموں اور دشمنوں سے مخلصی پانے کے لئے مناسب وقت کی آمد اور وسائل ضروری کے حصول کا منتظر بیٹھا تھا۔ سلطان نے ینگچریوں سے صلح کرنے سے پیشتر اپنے اون خیر خواہ مشیروں اور وزراء کو جو لڑائی میں شہید نہیں ہوئے تھے چپکے سے قسطنطنیہ سے باہر بھیجدیا تھا۔ اور اس طرح سے اون کو ینگچریوں کے پنجہ سے بچا لیا تھا۔

نپولین اور زار سکندر کے منصوبوں کی کیفیت اور انکو آپس میں متفق نہ ہو سکنے کا باعث اوپر بتایا جاچکا ہے۔ بلاد عثمانیہ کی ان اندرونی خرابیوں سے سکندر کو سلطنت عثمانیہ کی باہمی تقسیم کی تجویز کو عمل میں لانے کی درخواست نپولین کے پاس کرنے کی از سر نو تحریک ہوگئی۔ اوس نے نپولین کو لکھا کہ "ترکی ایسا ورثہ ہے۔ جو دیگر وارثوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے بہر حال کسی نہ کسی دن روس کو مل رہیگا۔" اوس کی حرص میں اب پہلے سے بھی زیادہ ترقی ہوگئی ہوئی تھی۔ بمقام ٹلسٹ تو صرف یوروپین صوبجات کی تقسیم کی تجویز کی گئی تھی۔ اب کے اوس نے تقریباً کل سلطنت کے حصے بخرے کرنے کی سکیم حسب ذیل تیار کی:۔ آسٹریا کو فقط بوسینیا اور سرویا بلکہ مقدونیہ کا صوبہ بھی دیدیا جائے۔ صرف سالونیکا کا شہر اور بندر باہر رہنا دیا جائے۔ فرانس البانیا۔ یونان اور کریٹ کے علاوہ تمام جزایر قبرس۔ شام اور مصر بھی لیلے۔ اور روس کو والیشیا۔ مالڈیویا اور بلگیریا کے علاوہ صوبہ تھریس۔ قسطنطنیہ ابنائے ڈاردنیلز اور باسفورس کے متصلہ ایشیائی صوبجات بھی دیدیئے جائیں۔ ترکوں کے پاس صرف کوہ طارس سے پرے کا ملک یعنی دوآبہ فرات رہنے دیا جائے۔ یہی مزید طمع نپولین اور اسکندر میں بگاڑ کرنے کا باعث ہوئی۔ فرنچ سفیر متعینہ سینٹ پیٹرز برگ مسمی کالن کورٹ نے زار کو سمجھایا کہ قسطنطنیہ اور ڈارڈ نیلز کسی صورت میں بھی روس کو نہیں دیئے جاسکتے۔ اس سے روس لیوانٹ اور ہندوستان کی تجارت کا مالک ہوجائیگا۔ اور جب چاہے کا رنو اور ٹولون وغیرہ کے دروازوں پر نمودار ہو سکے گا۔ زار نے جواب دیا کہ "یہ تمہارا صرف وہم ہے۔ قسطنطنیہ ہماری سلطنت کا صرف ایک مضافاتی قصبہ رہیگا۔ اور سلطنت کی انتہا پر واقع ہونے کیوجہ سے اس روسی سلطنت میں وہ قدر و منزلت نہیں رہیگی جو اب سلطنت عثمانیہ کا دارالخلافہ ہونے کیوجہ سے اوسے حاصل ہے۔ لیکن چونکہ وہ ہمارے گھر کا پھاٹک ہے اوسپر متصرف ہونا ہمارے لیئے نہایت ضروری ہے۔"

الغرض زار نے فرانس کو اس امر پر رضامند کرنے کیلئے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اوس نے کبھی منتیں کیں۔ خوشامد کی۔ کبھی خفگی دکھلائی۔ دہمکیاں دیں۔ اور کبھی ہمیشہ دوست صادق رہنے کا وعدہ کرکے نپولین جو خدمت چاہے۔ انجام دینے کا اقرار کیا اور کہا کہ دنیا میں جہاں ضرورت پڑے میں نپولین کا ساتھ دونگا۔ مختصر روس نے کبھی اپنا عندیہ اور اپنی خواہشیں ایسی صاف صاف کھلم کھلے طور پر ظاہر نہ کی تھیں جیسی کہ اس موقع پر کیں۔ فرنچ سفیر نے اس اصرار سے بچنے کیلئے کئی تدبیریں کیں۔ پہلے اوس نے تجویز کیا کہ قسطنطنیہ اور آبنائے کو جرمنی کے قصبہ بریمن یا ہمبرگ کیطرح جمہوری شہر بنا دیا جائے۔ پھر آخر اس پر بھی آمادہ ہو گیا کہ اگر ڈارڈ نیلز